مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی [illegible]

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.



منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

۷۸۶
۱۱۰_۹۲
یا صاحب الزمانؑ ادرکنی

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون:
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(جلد ۱۲)

مسائل الشریعه

ترجمہ

وسائل الشیعه

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ

جلد : بارہ

تالیف : محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ وتحشیہ : فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان

کمپوزنگ : غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل: 0346-5927378)

طباعت : میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

ناشر : مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

طبع اول : رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ ۔ ستمبر ۲۰۰۸ء

ہدیہ : Rs250-00

تعداد : ۵۰۰

ملنے کا پتہ

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔ فون: 2870105

میکسیما کمپوزنگ سینٹر

آفس نمبر 19، تھرڈ فلور، ناسکو پلازہ،

64-W، بلیو ایریا اسلام آباد

مکتبۃ السبطین

سیٹلائٹ ٹاؤن، ۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سرگودھا

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو بلتستان

ای میل: maximahaider@yahoo.com

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد۱۲)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	خیار کے مختلف ابواب (اس سلسلہ میں کل انیس (۱۹) باب ہیں)	۲۷۵
۱	بائع اور مشتری جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں تب تک ان کو خیار مجلس حاصل ہے۔	۲۷۵
۲	جب (بائع ومشتری کے) بدن علیٰحدہ ہو جائیں تو خیار مجلس ساقط ہو جاتا ہے اگرچہ بقصد سقوط ہی علیٰحدہ ہوئے ہوں۔	۲۷۶
۳	ہر قسم کے حیوان (جاندار) میں خواہ غلام ہو یا عام حیوان مشتری (خریدار) کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے اگرچہ پہلے شرط نہ کی ہو۔	۲۷۶
۴	جب خریدار حیوان میں کوئی تصرف کرے اور اس میں کوئی نئی چیز پیدا کرے تو اس سے یہ خیار ختم ہو جاتا ہے۔	۲۷۸
۵	(بیع وشرا کے بعد) جب تین دن کے اندر اندر حیوان تلف ہو جائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو یہ بائع کے مال سے تصور کیا جائے گا۔ اور اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ خریدار اس پر راضی تھا تو عدم رضا مندی پر اس سے حلف لیا جائے گا۔	۲۷۸
۶	خیار شرط فریقین کے درمیان طے شدہ شرط کے مطابق ثابت ہوتا ہے اور ہر وہ شرط مقرر کرنا جائز ہے جو قرآن کے مخالف نہ ہو۔	۲۷۹
۷	بائع کیلئے جائز ہے کہ مشتری سے یہ معاہدہ کرے کہ ایک مدت مقررہ تک اگر وہ چاہے تو قیمت واپس کر کے اپنا مال واپس لے لے گا۔ اور اس مدت کے بعد بیع پختہ ہوگی۔	۲۸۰
۸	اگر مدت خیار کے اندر مبیع میں کچھ بڑھوتری حاصل ہو جائے تو وہ خریدار کی سمجھی جائے گی اور اگر تلف ہوگی تو بھی اس کی متصور ہوگی۔ بشرطیکہ خیار بائع کو ہو اور اگر یہ خیار مشتری کو ہو تو پھر نفع ونقصان بائع کا متصور ہوگا۔	۲۸۰

كتاب التجارة

کتاب التجارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مختلف ابواب کی اجمالی فہرست

(۱) ابواب مقدمات

(۲) ان چیزوں کے ابواب جن سے کسب واکتساب کیا جاتا ہے۔

(۳) عقد بیع وشرا کے ابواب

(۴) آداب تجارت کے ابواب

(۵) خیارات کے ابواب

(۶) احکام عقد کے ابواب

(۷) عیبوں کے ابواب

(۸) ربا وسود کے ابواب

(۹) بیع صرف کے ابواب

(۱۰) ثمار (پھل فروٹ) فروخت کرنے کے ابواب

(۱۱) حیوان کی فروخت کے ابواب

(۱۲) دین (قرض) کے ابواب

مقدمہ منجانب مترجم عفی عنہ

کچھ اسلام میں تجارت اور کاروبار کی اہمیت کے متعلق

مخفی نہ رہے کہ تجارت کسب معاش کا ایک ذریعہ ہے جس کا عمل انسان کی اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اسلامی نظام تجارت

تجارت کسب معاش کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کا عمل انسان کی اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے اور اجتماعی زندگی سے تمدن کی تعمیر و تشکیل ہوتی ہے اس لئے عملی تجارت ایک نہایت نازک معاملہ ہے جس میں قدم قدم پر خطرات موجود ہیں اس لئے اسلام نے اس کے لئے زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح کچھ قواعد و ضوابط مقرر کئے ہیں جو صحیح اصول تجارت ہیں ان کے اختیار کرنے اور جو فاسد اصول تجارت ہیں ان سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ یہ نازک مسائل حسن و خوبی کے ساتھ حل ہو سکیں۔ جس طرح خلاق عالم نے ان تمام ضروریات زندگی کے جو قدرتی قویٰ کے لحاظ سے انسان کے لئے ضروری ہیں دروازے بند نہیں کئے۔ ﴿قل من حرم زینة اللّٰہ التی اخرج لعبادہ و الطیبات من الرزق﴾ ''اے رسول! کہہ دو کس نے حرام کیا ہے خدا کی پیدا کی ہوئی زینتوں کو اور پاک و پاکیزہ رزق کو''۔ لیکن اس نے اپنی حکمت بالغہ سے اپنی طرف سے کچھ پابندیاں بھی عائد کر دی ہیں تاکہ ہر چیز سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ فرض شناسی کا بھی احساس رہے۔ اس نے جہاں انسان کو بہتر سے بہتر غذائیں کھانے کا حق دیا ہے وہاں ﴿احل اللّٰہ لکم الطیبات و حرم علیکم الخبائث﴾ کی تفریق بھی کر دی ہے اسے بہتر سے بہتر لباس زیب تن کرنے کی اجازت دی ہے مگر یہ پابندی بھی لگا دی ہے کہ ریشم نہ ہو اور اجزائے غیر ماکول اللحم سے بھی نہ ہو۔

خالق حکیم نے نسل انسانی کے دو طبقے قرار دیئے ہیں (۱) ذکور (۲) اناث' اور مرد کے لئے حسین سے حسین عورت اور عورت کے لئے بہتر سے بہتر مرد سے تمتع حاصل کرنے کو جائز قرار دیا مگر کچھ عورتوں مردوں کے جنسی ملاپ کو ناجائز بھی قرار دیا تاکہ انسان لذت دنیا کو بھی حاصل کرے اور خدا کو بھی نہ بھولے اسی طرح کسب معاش اور تجارت میں بھی جائز و ناجائز اور حلال و حرام کے کچھ حدود و قیود مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کی پابندی ضروری ہے تاکہ انسان تجارت کے فوائد و برکات سے فائدہ تو اٹھائے مگر اس سے تمدنی اور معاشرتی بگاڑ پیدا نہ ہو۔ اس لئے اسلام نے بعض اشیاء کی تجارت اور خرید و

فروخت کو قطعی حرام قرار دیا ہے۔ قبل اس کے کہ حرام تجارت کے اقسام کی تفصیل بیان کی جائے جنہیں مکاسب محرمہ کہا جاتا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آداب تجارت کی کچھ وضاحت کر دی جائے مخفی نہ رہے کہ یہ آداب دو قسم کے ہیں کچھ مستحب ہیں اور کچھ مکروہ۔

آداب و مستحبات تجارت

۱۔ سب سے اہم امر یہ ہے کہ تجارت کرنے والے پر لازم ہے کہ پہلے فقہ کے مسائل معلوم کرے پھر تجارت کرے چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿الفقه ثم المتجر﴾ پہلے فقہ (معرفت حلال وحرام) حاصل کرو پھر تجارت کرو (من لا یحضرہ الفقیہ) کیونکہ اس کے بغیر وہ سود وغیرہ محرمات سے بچ نہیں سکتا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ﴿التاجر فاجر و الفاجر فی النار الا من اخذ الحق و اعطی الحق﴾ "یعنی تاجر فاجر ہے اور فاجر جہنم میں ہے سوائے اس کے جو حق لے اور حق دے۔ (ایضاً)

۲۔ طلب روزی میں میانہ روی سے کام لیا جائے یعنی زیادہ حرص و آز سے کام نہ لیا جائے کیونکہ جو مقدر ہے وہ مل کر رہتا ہے اور کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنے حصہ کی روزی کھا نہیں لیتا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

۳۔ تمام خریداروں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا جائے یعنی خریدار خواہ چھوٹا ہو یا بڑا امیر ہو یا فقیر جھگڑالو ہو یا غیر جھگڑالو سب کے ساتھ ایک جیسا معاملہ کرے یعنی سب کے لئے ایک نرخ مقرر کرے ہاں البتہ کسی خریدار کے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کی وجہ سے خصوصی رعایت کرے تو یہ جائز ہے مگر خریدار کے لئے اس رعایت کو قبول کرنا زیبا نہیں ہے۔

۴۔ مال کی قیمت مقرر کرنے میں سختی نہ کرے بلکہ نرم روی کا مظاہرہ کرے۔

۵۔ اگر کوئی خریدار کچھ خرید کرنے کے بعد پشیمان ہو جائے اور سودا واپس کرنا چاہے تو واپس کر لے۔

۶۔ جب بازار میں داخل ہو اور دکان پر بیٹھنے لگے تو منقول شدہ دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھے مثلاً بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ اَھْلِھَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ اَھْلِھَا﴾ اور جب اپنی نشستگاہ پر بیٹھے تو یہ دعا پڑھے: ﴿اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ حَلَالًا طَیِّبًا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ

اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ صَفقَةٍ خَاسِرَةٍ وَيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ ﴾۔ (کافی وفقیہ) تا کہ کاروبار کی خیر و برکات سے اس کا دامن لبریز ہو جائے۔

۷۔ جب کوئی چیز خریدے تو تین بار درج ذیل دعا پڑھے تا کہ اس سے فیضیاب ہو سکے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اِشْتَرَيْتُهٗ اَلْتَمِسُ فِيْهِ مِنْ فَضْلِكَ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ فَاجْعَلْ لِّیْ فِيْهِ فَضْلاً اَللّٰهُمَّ اِنِّی اِشْتَرَيْتُهٗ اَلْتَمِسُ فِيْهِ مِنْ رِزْقِكَ فَاجْعَلْ لِّیْ فِيْهِ رِزْقاً﴾۔

۸۔ معاملہ اور سودا کرنے میں خوب لے دے کرے تا کہ دھوکہ باز اس سے زیادہ دام وصول نہ کرے ہاں البتہ حدیث میں وارد ہے کہ چار مقامات پر یہ مماکسہ (لے دے) نہیں کرنی چاہئے (۱) قربانی کا جانور، (۲) کفن (۳) اور غلام خریدتے وقت اور (۴) سفر مکہ کا کرایہ طے کرتے وقت۔ (خصال شیخ صدوقؒ)
مگر بعض اثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے قربانی کا جانور خریدتے وقت مماکسہ فرمایا ہے اس لئے بعض فقہاء نے یہ تخصیص کی ہے کہ اگر بیچنے والا مومن ہو تو مماکسہ نہ کیا جائے ورنہ بہر حال کرنا چاہیے۔

۹۔ کوئی چیز بیچنے، خریدنے اور لینے میں نرمی کا مظاہرہ کرے اور حرص و آز سے کام نہ لے چونکہ خدا ایسے بندوں کو عزیز رکھتا ہے نیز یہ بات کامیابی کی کلید بھی ہے۔

۱۰۔ جب بھی نفع حاصل ہو جائے تو بیچنے میں جلدی کرے اور مزید نفع حاصل کرنے کی غرض سے اسے روکے نہ رکھے۔

۱۱۔ جب نماز کا وقت فضیلت داخل ہو تو تمام کاروبار چھوڑ کر اس کی ادائیگی کا اہتمام کرے چنانچہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کی تعریف میں فرماتا ہے: ﴿لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله﴾ (یہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور بیع و شراء اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی)

۱۲۔ دیتے وقت اچھا مال دے اور لیتے وقت ناقص بھی لے لے۔ فان ذالك من كمال الايمان و مروة الانسان۔

مکروہات تجارت

۱۔ مشہور بین الفقہاء یہ ہے کہ مومن سے نفع لینا مکروہ ہے مگر کراہت کی دلیل واضح نہیں ہے بلکہ متعدد اخبار و اثار سے اس کا جواز واضح و آشکار ہوتا ہے ہاں البتہ اہل ایمان سے تھوڑا نفع لینا چاہئے۔

۲۔ بائع (بیچنے والے) کے لئے اپنے مال کی تعریف اور مشتری (خریدار) کے لئے مال کی تنقیص کرنا۔
۳۔ خرید و فروخت کرتے وقت قسمیں کھانا۔
۴۔ صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان سودا کرنا۔
۵۔ کمینہ فطرت اور سفلہ لوگوں سے معاملہ کرنا جنہیں نہ اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ وہ کہہ کیا رہے ہیں اور نہ اس کی پروا ہوتی ہے کہ ان کو کیا کہا جا رہا ہے۔
۶۔ امراض مزمنہ والوں سے معاملہ کرنا۔
۷۔ معاملہ طے ہو جانے کے بعد قیمت کم کرنے کی خواہش ظاہر کرنا۔
۸۔ جب دو آدمی خرید و فروخت کر رہے ہوں تو ان کے معاملہ میں دخل اندازی کرنا۔
۹۔ حاضر آدمی کا مسافر آدمی کی وکالت کرتے ہوئے اس کا مال و متاع فروخت کرنا۔
۱۰۔ جب کوئی قافلہ تجارت آرہا ہو تو قصر کی شرعی مسافت (تقریباً ساڑھے ستائیس میل) کے اندر اندر جا کر اس سے پیشگی معاملہ کرنا ہاں اس مسافت کی حد پر یا اس سے زائد مسافت پر جا کر ایسا کیا جائے تو یہ مکروہ نہیں ہے۔

تبصرہ

''احتکار'' یعنی باوجود لوگوں کی ضرورت و احتیاج کے گندم' جو' کھجور' انگور اور گھی (اور ایک روایت کے مطابق تیل بھی ان اشیاء میں داخل ہے) کا اس غرض سے روکے رکھنا کہ نرخ اور بڑھ جائے جبکہ بقدر ضرورت بازار میں یہ اشیاء موجود نہ ہوں' مگر اظہر قول یہ ہے کہ یہ فعل حرام ہے حاکم شرع ایسے آدمی کو مجبور کرے گا کہ وہ اس مال کو فروخت کرے اور اگر وہ انکار کرے یا بہت زیادہ قیمت کا مطالبہ کرے تو پھر حاکم شرع کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس مال کی خود مناسب قیمت مقرر کر کے اسے فروخت کر دے۔ هذا هو الملخص من كلام الفقهاء الابرار و احاديث الائمة الاطهارؑ۔

مجموعہ شیخ ورام میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جبرائیل امینؑ نے ان سے بیان کیا کہ میں نے جہنم میں ایک وادی کو دیکھا جو جوش زن تھی میں نے داروغہ سے دریافت کیا کہ یہ کس کے لئے ہے؟ کہا تین قسم کے آدمیوں کے لئے ہے۔ (۱) خوراک روکنے والے (۲) ہمیشہ شراب پینے والے (۳) اور ناجائز طریقہ پر مرد و زن کا ملاپ کرانے والے (دلال) کے لئے ہے۔ (مجموعہ شیخ ورام)

اب بفضلہ تعالیٰ تفصیل وار سابقہ ابواب کا ترجمہ شروع کیا جاتا ہے۔

مقدماتِ تجارت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اکتیس (۳۱) باب ہیں)

باب ۱

تجارت اور کاروبار کے مستحب ہونے اور روزی کے دوسرے اسباب پر اسے ترجیح دینے کے استحباب کا بیان۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد ایزدی ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً﴾ (بارالٰہا! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا فرما اور آخرت میں بھی حسنہ عطا فرما) کی تفسیر میں فرمایا کہ آخرت میں ﴿حسنہ﴾ سے خدا کی خوشنودی اور جنت مراد ہے اور دنیا میں ﴿حسنہ﴾ سے روزی کی وسعت اور حسن خلق مراد ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع، معانی الاخبار)

۲۔ معلی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے دیر سے (کاروبار کے) بازار میں جاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا اپنی عزت (طلب رزق) کے لئے صبح سویرے جایا کرو۔ (الفقیہ)

۳۔ روح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت اور کاروبار میں ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالمومن انصاری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیر و برکت کے دس جزیں ہیں۔ نو تو صرف تجارت میں ہیں اور باقی ایک حصہ چمڑوں میں ہے۔ (الخصال)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ یہاں چمڑوں سے مراد بکریاں ہیں اور انہوں نے اس مطلب پر آنے والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

۵۔ حسین بن زید اپنے باپ زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رزق کے نو حصے تو تجارت میں ہیں اور باقی دسواں حصہ سایا: یعنی بکریوں میں

ہے۔(ایضاً)

۶ حضرت علیؑ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: تجارت کرو کیونکہ اس میں تمھارے لئے لوگوں کے مال سے بے نیازی موجود ہے۔ اور خدا اس بندہ سے پیار کرتا ہے جو کمانے والا اور امین ہو۔ جو نہ مغبون ہو اور نہ محمود ہو اور نہ ماجور۔(ایضاً)

۷ جناب سید علی بن الحسین (المعروف بہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ) اپنے رسالہ محکم ومتشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کے ذرائع معاش کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: جہاں تک تجارت کا تعلق ہے۔ تو اس کے بارے میں خدا کا یہ ارشاد ہے کہ ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاكْتُبُوْهُ... الآیۃ﴾ (اے ایمان والو جب مقررہ وقت تک قرضہ کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو) پس خداوند عالم نے لوگوں کو بتایا ہے کہ وہ سفر وحضر میں کس طرح مال ومتاع خریدا کریں؟ اور کس طرح کاروبار کریں؟ کیونکہ یہ چیزیں روزی کے اسباب میں سے ہیں۔(المحکم والمتشابہ)

۸ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد زعفرانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جو تجارت کرتا ہے وہ لوگوں سے بے نیاز ہوتا ہے۔ راوی نے عرض کیا اگرچہ وہ عیالدار ہو؟ فرمایا ہاں اگرچہ وہ عیالدار ہو کیونکہ رزق کے نو حصے تجارت میں ہیں۔(الفروع، التہذیب)

۹ ابن بکر بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تجارت عقل میں اضافہ کرتی ہے۔(الفروع)

۱۰ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک غلام سے فرمایا اپنی عزت کی حفاظت کر۔ اس نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میری وہ عزت کیا ہے؟ فرمایا تمہارا صبح سویرے بازار جانا۔ اور اپنے نفس کا احترام کرنا۔ اور آپؑ نے ایک دوسرے غلام سے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے صبح سویرے اپنی عزت کی طرف جانا ترک کر دیا ہے؟ اس نے کہا کہ ایک جنازہ میں شرکت کرنا تھی! فرمایا اپنی عزت کی طرف سویرے جانا ترک نہ کر۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد آئندہ ابواب میں بیان کیا جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲

تجارت کو ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو ترک کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا تجارت کو ترک کرنا عقل کو کم کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آج کل کچھ نہیں کرتا! آپ نے فرمایا اس طرح تمہارے اموال ضائع و اکارت ہوتے ہیں اور پھر ان پر سختی کی۔ (الفروع)

۳ فضیل اعور بیان کرتے ہیں کہ میرے روبرو معاذ بن کثیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چونکہ مالدار ہو گیا ہوں لہذا چاہتا ہوں کہ اب کاروبار چھوڑ دوں فرمایا: اگر ایسا کرو گے تو کم عقل سمجھے جاؤ گے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ فرمائے (الفروع، تہذیب)

۴ معاذ بیاع اکیسہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے معاذ! کیا تو کاروبار کرنے سے عاجز آ گیا ہے؟ یا پھر بے رغبتی سے اسے ترک کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہ میں عاجز ہوا ہوں نہ ہی اس سے بے رغبتی کی ہے فرمایا: پھر تجھے کیا ہو گیا ہے (کاروبار کیوں ترک کر دیا ہے؟) میں نے عرض کیا کہ ہم ایک چیز کا انتظار کر رہے تھے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ولید (بن عبدالملک) قتل ہوا۔ تو میرے پاس بہت سا مال موجود تھا۔ اور کسی نے مجھ سے کچھ لینا بھی نہیں تھا!! اور میرا خیال ہے کہ میں اپنے مرنے تک وہ مال کھا نہیں سکتا؟ فرمایا (بایں ہمہ) تجارت کو ترک نہ کرو۔ کیونکہ اس کا ترک کرنا عقل و فکر کو لے جاتا ہے اور اپنے اہل و عیال کے لئے کوشش کر۔ اور خبردار ایسا نہ کہ وہ تیرے لئے کوشش کریں؟ (ایضاً)

۵ اسباط بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے مجھ سے عمر بن مسلم کے بارے میں سوال کیا؟ میں نے عرض کیا! ویسے تو ٹھیک ہے۔ البتہ اس نے کاروبار ترک کر دیا ہے۔ امام نے تین بار فرمایا یہ شیطانی کام ہے! کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قافلہ سے جو شام سے آیا تھا کچھ مال خریدا تھا اور آپ کو اس سے اس قدر فائدہ ہوا تھا کہ جس سے اپنا قرض بھی ادا کیا تھا مزید برآں اپنے رشتہ داروں میں بھی تقسیم کیا تھا۔ خداوند عالم فرماتا ہے ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ یہ ایسے لوگ ہیں جن کو کاروبار اور بیع و شرا خدا کے ذکر سے غافل نہیں کرتا فرما یا اگر کوئی قصہ گو یہ بیان کرتا ہے کہ وہ کاروبار نہیں کرتے تھے تو وہ غلط کہتا ہے بلکہ حقیقت یہ کہ وہ کاروبار کرتے تھے۔ اور اس کے باوجود وہ نماز کی وقت پر ادائیگی ترک نہیں کرتے تھے۔ تو ایسے اشخاص اس شخص سے افضل ہیں۔ جو کاروبار چھوڑ دے اور پھر وقت پر نماز ادا کر لے؟ (ایضاً)

۶ فضل بن ابوقرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کے بارے میں پوچھا جبکہ میں

حاضر تھا۔ کہ اسے کس چیز نے حج سے روکا ہے؟ عرض کیا گیا کہ اس نے کاروبار ترک کر دیا ہے۔ اس لئے اس کا مال کم ہو گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ امام ٹیک لگا کر لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر اٹھے اور سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کاروبار ترک نہ کرو ورنہ بے مایہ ہو جاؤ گے اور تجارت کرو خدا تمہیں برکت دے گا۔ (ایضاً)

۷ معاذ بن کثیر بیاع اکسیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کاروبار ترک کروں! کیونکہ میرے پاس کچھ مال ہے؟ فرمایا ایسا کرے گا تو یہ تمہاری رائے کی قدر قیمت کی کمی کی علامت ہوگی اور تجھ سے کسی کام میں مدد نہیں لی جائے گی (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۸ محمد بن مسلم جو کہ برید عجلی کے داماد تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ جناب برید نے مجھے کہا کہ اے محمد میں ایک اقدام کرنے والا ہوں اس کے لئے تم میرے لئے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کرو کہ میں ایسا کروں یا نہ وہ یہ کہ میرے پاس لوگوں کی کچھ امانتیں ہیں اور کچھ مال ہیں جن میں میں مختلف تصرفات کرتا رہتا ہوں۔ اور اب چاہتا ہوں کہ دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہو جاؤں اور ہر صاحب حق کا مال اسے واپس کر کے فارغ البال ہو جاؤں؟ چنانچہ محمد بن مسلم نے آنجنابؑ سے اس سلسلہ میں گفتگو کی اور تمام ماجرا بیان کیا اور پوچھا کہ آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں فرمایا: اے محمد! آیا وہ اپنے آپ سے جنگ کرنا چاہتا ہے؟ نہ (ایسا نہ کرے) بلکہ خدا کیحساب میں لے اور دے (یعنی وہ کام جاری رکھے)۔ (الفروع، التہذیب)

۹ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں نے اپنا کاروبار چھوڑ دیا ہے فرمایا نہ ایسا نہ کر۔ اپنا دروازہ کھول اپنی بساط بچھا، اور اپنے پروردگار سے روزی طلب کر۔ (الفقیہ)

۱۰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کاروبار عقل میں اضافہ کرتا ہے (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کے بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب نمبر ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد باب ۵ میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ

باب ۳

خریداری کرنا مستحب ہے اگر چہ گراں ہی ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابو خطاب بدعقیدہ ہونے سے پہلے ہمارے اصحاب کے سوالات لے جاتے تھے (امامؑ سے) جوابات لاتے تھے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا: خریداری کرو۔ اگر چہ مہنگی ہو۔ کیونکہ خریداری کے ساتھ رزق

نازل ہوتا ہے۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے سامنے مہنگائی کا تذکرہ کیا گیا۔ فرمایا: مجھے اس کی مہنگائی سے کیا سروکار ہے؟ اگر مہنگا ہے تو بھی اس (اللہ تعالیٰ) پر ہے اگر سستا ہے تو بھی اسی پر ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، ۲) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴

روزی کا طلب کرنا مستحب ہے اور ضرورت کے وقت واجب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: محمد بن منکدر (مشہور صوفی) کہا کرتے تھے کہ میرا خیال تھا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے بہتر کوئی مخلوق نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے فرزند حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا۔ اور چاہا کہ انہیں کچھ وعظ و نصیحت کروں۔ مگر انہوں نے مجھے نصیحت کر دی! اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ انہوں نے کس طرح آپ کو نصیحت کی؟ کہا۔ ایک بار میں سخت گرمی کے وقت مدینہ کے بعض اطراف میں نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ امام محمد باقر علیہ السلام جو کہ بھاری بھرکم جسم و بدن کے مالک تھے اپنے دو سیاہ فام غلاموں کا سہارا لئے ہوئے اور پسینہ سے شرابور کہیں جا رہے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ سبحان اللہ ا کابر قریش میں سے ایک بزرگ آدمی اور اس حالت میں دنیا کی طلب میں اس طرح سرگرداں! میں نے کہا میں ضرور انہیں نصیحت کروں گا۔ چنانچہ میں ان کے قریب گیا اور سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا، میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! قریش کے بزرگوں میں سے ایک اس پیرانہ سالی میں اور اس شدت کی گرمی میں دنیا طلب کرے؟؟ اگر اس حالت آپ کو موت آجائے تو وہ کس حالت میں آئے گی؟ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا اگر مجھے اس حالت میں موت آجائے تو وہ مجھے اس حالت میں اطاعت خدا میں مشغول پائے گی۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ (رزق حلال طلب کر کے) اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو تیرے اور دوسرے عام لوگوں کے سامنے (ہاتھ پھیلانے سے) روکوں مجھے یہ اندیشہ تب ہوتا کہ اگر مجھے اس حالت میں موت آتی کہ میں کسی گناہ میں مشغول ہوتا! یہ سن کر میں نے کہا۔ آپ نے سچ کہا یرحمک اللہ! میں نے آپ کو نصیحت کرنا چاہی تھی۔ مگر آپ نے مجھ (نکتے) کو نصیحت کر دی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالاعلیٰ مولیٰ آل سام بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعض انتہائی گرم دنوں میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو

مدینہ کے بعض راستوں میں (طلب معاش میں) دیکھا تو عرض کیا میں آپ پر قربان! آپ کو خدا کی درگاہ میں جو مقام حاصل ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو قرابت حاصل ہے۔ اسکے باوجود آپ ان دنوں میں یہ جدوجہد کر رہے ہیں؟ فرمایا: اے عبدالاعلیٰ میں اس لئے روزی کی طلب میں نکلا ہوں کہ (کسب حلال کر کے) تجھ جیسے لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤں۔ (ایضاً)

۳ ادیم بیاع ھروی کے بھائی ایوب بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ علاء بن کامل حاضر ہوئے اور امام علیہ السلام کے سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ آپ خدا کی درگاہ میں دعا کریں کہ خدا مجھے راحت وسکون نصیب فرمائے! فرمایا میں تمہارے لئے دعا نہیں کرتا تو اسطرح (روزی) طلب کر جس طرح خدا نے تمہیں حکم دیا ہے (ایضاً)

۴ موسیٰ بن بکر بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا جو شخص حلال طریقہ سے روزی طلب کرے تا کہ اسے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے تو وہ اس مجاہد کے مانند ہے جو راہ خدا میں جہاد کرے۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۵ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص لوگوں سے بے نیازی حاصل کرنے، اپنے اہل عیال کو سہولت پہنچانے اور اپنے پڑوسیوں (اور دیگر محتاجوں) پر مہربانی کرنے کی خاطر دنیا کمائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح بارگاہ خدا میں حاضر ہوگا کہ اس کا چہرہ چودہویں کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔
(الفروع، ثواب الاعمال، التہذیب)

۶ ابوخالد کوفی مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عبادت کے ستر جز ہیں اور سب سے افضل حلال روزی طلب کرنا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۷ کلیب صیداوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خدا کی بارگاہ میں میرے لئے (وسعت) رزق کی دعا کریں کیونکہ میرے حالات دگرگوں ہیں؟ امامؑ نے جلدی جلدی مجھے جواب دیا: نہیں (میں دعا نہیں کرتا) خود گھر سے باہر نکل اور روزی طلب کر۔ (الفروع)

۸ خالد بن بجیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: اپنے جن احباب واقارب سے ملو ان سے کہنا کہ فلاں بن فلاں (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم پر تقویٰ اور پرہیزگاری اور وہ کام (عمل صالح) کرنا لازم ہے جس سے وہ کچھ حاصل کیا جاتا ہے جو کچھ خدا کے پاس ہے۔ اور یہ کہ میں بخدا تمہیں صرف ان باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا ہم اپنے آپ کو دیتے ہیں۔ پس تم پر جدوجہد

کرنا لازم ہے۔ اور جب صبح کی نماز پڑھ چکو تو صبح سویرے روزی کی تلاش میں نکلو۔ اور رزق حلال طلب کرو کیونکہ اس طرح کرنے سے خدا تمہیں رزق بھی دے گا اور تمہاری مدد بھی کرے گا۔ (ایضاً)

۹ علاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آیا تم چیونٹیوں کی طرح بھی نہیں بن سکتے جو کہ باوجود اپنی کمزوری کے اپنی بل میں اپنا رزق کھینچ کر لے جاتی ہیں۔ (ایضاً)

۱۰ محمد بن قاسم مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں عرض کی گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جناب عیسیٰؑ کے اصحاب پانی پر چلتے تھے مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ایسا نہیں کرتے تھے فرمایا ان لوگوں کے رزق کی کفایت کی گئی تھی (اس لئے وہ فارغ البال ہو کر عبادت خدا کرتے تھے) مگر یہ معاش کے مسئلہ سے دوچار تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۱۱ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص تنگی (معیشت) میں مبتلا ہو تو وہ اپنے بھائی کو آگاہ کرے اور اپنی جان پر سختی نہ کرے۔ (التہذیب، کذافی الکافی)

۱۲ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص تنگ دست ہو جائے تو (طلب معاش) میں باہر نکل جائے اور اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو غمناک نہ کرے۔ (التہذیب)

۱۳ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کسی ایسے کام کے سلسلے میں بھی دوپہر کی تپش میں نکل کھڑے ہوئے تھے جو ان کے بغیر بھی انجام پا سکتا تھا آپ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ خدا ان کو دیکھے کہ وہ طلب حلال میں اپنے آپ کو زحمت میں ڈال رہے ہیں (جو کہ کار ثواب ہے)۔ (الفقیہ)

۱۴ اسماعیل بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو شخص حلال روزی کمانے میں تھک کر سو جائے وہ اس حالت میں رات گزارتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔ (الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں اس سے پہلے باب ۱۵۰ از دعا باب ۱۳۱ از ذکر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۶ اور باب ۲۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

روزی طلب نہ کرنا مکروہ ہے اور ضرورت کے وقت ایسا نہ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں نو حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱ شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ جائے تو آیا اس پر آسمان سے کوئی چیز (روزی) گرے گی (ہرگز نہیں بلکہ لَیسَ للانسان الا ما سعیٰ)۔(الفروع)

۲ سلیمان بن معلی بن خنیس اپنے باپ معلی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے ایک شخص کے بارے سوال کیا عرض کیا گیا کہ وہ محتاج ہو گیا تھا! فرمایا پھر وہ آج کل کیا کرتا ہے؟ عرض کیا گیا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرتا ہے! فرمایا اس کی روزی کا کیا بندوبست ہے؟ عرض کیا گیا کہ اس کے بعض دینی بھائیوں نے اس کا انتظام کیا ہے! فرمایا وہ شخص جو اس کی روزی کا بندوبست کرتا ہے وہ اس سے بڑا عبادت گزار ہے۔(الفروع، التہذیب)

۳ ہشام صیدنانی (صیدلانی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ہشام! اگر تو دیکھے کہ دو صفیں باہم گتھم گتھا ہوں (جہاد شروع ہو) تو اس دن بھی روزی کی جستجو ترک نہ کر۔(ایضاً)

۴ شہاب بن عبد ربہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اگر تمہارا خیال ہوا یا تم تک یہ بات پہنچ جائے کہ یہ کام کل ہو جائے گا۔ تب بھی طلب رزق کو ترک نہ کر۔ اور اگر ہو سکے کہ تو کسی پر بوجھ نہ بنے تو ایسا کر۔(الفروع)

۵ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خدا نے کئی آیتوں میں فرمایا ہے کہ ﴿انہ لا یحب المسرفین﴾ (کہ وہ اسراف اور فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا) نیز اس نے تقتیر (کنجوسی) سے بھی منع فرمایا ہے اور میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے الغرض آدمی کو چاہیئے کہ کہ نہ تو وہ سب کچھ دے (راہ خدا میں) جو اس کے پاس ہے اور پھر خدا سے دعا مانگے جسے وہ قبول نہیں کرے گا حضرت رسول خدا سے مروی حدیث میں وارد ہے فرمایا میری امت کے چند گروہ ایسے ہیں جن کی دعا قبول نہیں ہوتی (۱) وہ شخص جو اپنے والدین کے خلاف بد دعا کرے (۲) دوسرا وہ شخص جو اپنے اس مقروض کے برخلاف بد دعا کرے جو اس سے قرض لے کر کہیں چلا جائے۔ جبکہ اس نے تحریر نہ لکھوائی ہو اور نہ ہی کوئی گواہ مقرر کیا ہو۔ (۳) تیسرا وہ شخص جو اپنی نافرمان بیوی کے برخلاف بد دعا کرے جبکہ خدا نے اس کی طلاق

اس کے ہاتھ میں دی ہے (۴) وہ شخص جو (ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر) اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور خدا سے دعا کرے یا اللہ! مجھے رزق دے مگر وہ خود باہر نکل کر رزق طلب نہ کرے تو خدا جواب میں فرماتا ہے: میرے بندے! کیا میں نے تمہیں اعضاء وجوارح دے کر زمین میں روزی طلب کرنے کے اسباب مہیا نہیں کئے؟ تاکہ تو اپنے گھر والوں پر بوجھ نہ بنے۔ اب تو میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اور عذر قطع کرتے ہوئے طلب تو کر، پھر میری مرضی کہ تجھے زیادہ رزق دوں یا کم۔ (۵) وہ شخص جسے خدا نے رزق کثیر عطا کیا ہو جسے وہ خرچ کر کے خدا سے دعا مانگے۔ یا اللہ مجھے رزق دے تو اس کے جواب میں خدا فرماتا ہے کہ کیا میں نے تجھے رزق کثیر عطا نہیں کیا تھا؟ تو تو نے اس کے خرچ کرنے میں میانہ روی سے کام نہیں لیا جس کا میں نے تجھے حکم دیا ہے اور کیوں فضول خرچی کی جس کی میں نے ممانعت کی ہے (اور نہ ہی کنجوسی سے کام لے بلکہ میانہ روی سے کام لے)۔ (۶) وہ شخص جو قطع رحمی کی دعا کرے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی ابن عزیز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پوچھا کہ عمر بن مسلم نے کیا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں اس نے کاروبار چھوڑ دیا ہے اور ہمہ تن عبادت کی طرف متوجہ ہو گیا ہے فرمایا افسوس ہے اس پر کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ کاروبار ترک کرنے والوں کی دعا قبول نہیں ہوتی (پھر فرمایا) جب آیت مبارکہ ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (اور جو خدا سے ڈرتا ہے تو خدا اس کے لئے نکلنے کا راستہ مقرر کرتا ہے۔ اور اسے وہاں سے روزی دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا) تو کچھ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے بند کر دئے اور ہمہ تن عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے اور کہا کہ روزی کی ہمیں کفایت کر دی گئی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے اس رویہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ان کے پاس آدمی بھیج کر پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب خدا نے ہماری روزی کی کفالت اپنے ذمہ لے لی ہے تو پھر ہم ہمہ تن رب کی عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ایسا کرے گا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی تم پر روزی کی جستجو لازم ہے کیونکہ ﴿ليس للانسان الا ما سعىٰ﴾۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو اسی طرح نقل کیا ہے۔ البتہ انکی روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ: میں اس شخص کو برا جانتا ہوں۔ جو منہ پھاڑ کر خدا سے کہے کہ یا اللہ! مجھے رزق دے اور (اس کے حصول کی) کوشش نہ کرے۔ (الفقیہ)

۸۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں کام کی خاطر سوار ہوتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں۔ تا کہ مجھے خدا دیکھے کہ میں حلال روزی طلب کررہا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا فرماتا ہے؟ ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (جب نماز ختم ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور فضل خدا (روزی) طلب کرو تمہارا کیا خیال ہے کہ کوئی شخص اپنا دروازہ بند کرکے گھر کے اندر بیٹھ جائے اور کہے کہ میرا رزق مجھ پر (آسمان سے) نازل ہوگا! آیا ایسا ہوگا؟ پھر فرمایا ایسا شخص ان تین شخصوں میں سے ایک ہے جن کی دعا قبول نہیں ہوتی میں نے عرض کیا وہ کون کون ہیں؟ فرمایا: (۱) ایک تو وہ شخص ہے جس کی عورت (نافرمان) ہو اور وہ اس کے برخلاف بددعا کرے حالانکہ اسے فارغ کرنے کا خدا نے اسے اختیار دیا ہے۔ (۲) دوسرا وہ شخص جس نے کسی سے کوئی حق لینا ہو اور وہ دینے سے انکار کردے اور اس نے گواہ مقرر نہ کیا ہو۔ اور پھر اس کے برخلاف بدعا کرے (۳) تیسرا وہ شخص ہے جس کے پاس رزق موجود ہو اور وہ گھر میں بیٹھ جائے۔ اور روزی کی جستجو بند کردے۔ یہاں تک کہ جب سب مال کھا چکے تو پھر روزی کی دعا کرے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۰ از دعا یہاں سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد (باب ۶، ۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۶

آخرت کے حصول میں دنیا سے مدد لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا تقوائے خداوندی حاصل کرنے کی بہترین مددگار دنیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ ذریح محاربی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا آخرت کے لئے بہترین مددگار ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا میں اس شخص سے نفرت کرتا ہوں جس کا کاروبار مشکل ہوجائے (اور وہ کچھ نہ کرے) اور چت لیٹ کر خدا سے کہے (اللّٰھم ارزقنی) (یا اللہ مجھے رزق دے) اور زمین میں گھوم پھر کر روزی کی تلاش ترک کردے حالانکہ چیونٹی بھی اپنی بل سے باہر نکل کر اپنا

رزق تلاش کرتی ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿اللّٰھم بارك لنا فی الخبز﴾ (یا اللہ) روٹی میں برکت عطا فرما اور ہم میں اور اس میں جدائی نہ ڈال کیونکہ اگر روٹی نہ ہوتی تو ہم نہ نماز پڑھتے، اور نہ روزہ رکھتے اور نہ اپنے پروردگار کے فرائض انجام دے سکتے۔ (الفروع)

۵۔ احمد بن محمد بن خالد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تونگری جو تمہیں ظلم سے باز رکھے وہ اس غربت سے بہتر ہے جو تمہیں گناہ پر آمادہ کرے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۶۔ کئی اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی مؤمن اپنے عزیز کے چھن جانے پر صبح یا شام کرے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے مال کے چھن جانے پر صبح یا شام کرے۔ پس ہم مال کے چھینے سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ (الفروع)

۷۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرمار ہے تھے اس (دنیا) کے بعض سے اس (آخرت) کے بعض کے حاصل کرنے میں مدد طلب کرو اور لوگوں پر بوجھ نہ بنو۔ (ایضاً)

۸۔ علی بن غراب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے جو اپنا بوجھ لوگوں پر ڈالتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ میری جائے پیدائش ہے مگر وہاں میری معاش تنگ ہے ہمارا ذریعہ معاش بغداد میں تھا۔ اور اس پہاڑ سے (جو وہاں ہے) لوگوں کے لئے روزی کا دروازہ کھل گیا تھا تو فرمایا اگر تم (وہاں) جانا چاہو تو جا سکتے ہو، کیونکہ یہ پریشان کن سال ہیں اور لوگوں کے لئے روزی طلب کرنے سے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ پس تم بھی جستجو کو ترک نہ کرو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں بالخصوص باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد (باب نمبر ۱۷ اور ۲۸) میں بیان کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اطاعت الٰہی کے کاموں میں صرف کرنے کی نیت سے مال اکٹھا کرنا مستحب ہے۔ اور اس کے علاوہ کسی اور نیت سے اور ارادہ سے اکٹھا کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اس شخص میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے جو اس ارادہ سے مال جمع کرنے کو پسند نہیں کرتا جس سے اپنی آبرو کی حفاظت کرے، اپنا قرضہ ادا کرے، اور صلہ رحمی کرے۔(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال، تہذیب)

۲۔ عبدالاعلیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا خدا سے سوال کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں تونگری اور عافیت اور آخرت میں مغفرت اور جنت عطا فرمائے۔(الفروع)

۳۔ عبداللہ بن ابو یعقوب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کی قسم ہم دنیا کو طلب کرتے ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دی جائے؟ فرمایا اس مال جمع کرنے سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کروں! صلہ رحمی کروں، صدقہ و خیرات کروں، اور حج وعمرہ ادا کروں! امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ دنیا کی طلب نہیں ہے۔ یہ تو آخرت کی طلب ہے۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ پانچ خصلتوں کے بغیر مال جمع نہیں ہوتا (۱) سخت بخل سے (۲) لمبی امید سے (۳) حرص غالب سے (۴) قطع رحمی سے (۵) اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے سے۔(عیون الاخبار)

۵۔ جناب شیخ حسن بن شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن سیف ازدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جائز طریقہ سے روزی کی طلب کو ترک نہ کرو کیونکہ یہ دنیا تمہارے دین پر بہترین مددگار ہے۔ اور اپنی سواری کا گھٹنا باندھو اور پھر خدا پر توکل کرو۔(امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ از دعا، باب ۷ از زکواۃ باب ۲۰ از جہاد نفس اور باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ اور باب ۲۷ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۸

حرام میں زہد اور بے رغبتی واجب ہے نہ کہ حلال میں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حرام میں (زہد اختیار کرنے) سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب معلوم

ہو جائے (کہ فلاں چیز) حرام ہے تو اس سے کنارہ کشی کرو۔ (الفروع، کتاب الزہد)

۲۔ اسماعیل بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا دنیا میں زہد مال کے ضائع کرنے یا حلال کو حرام قرار دینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ دنیا میں زہد یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے تمہارا اس پر اعتماد اس سے زیادہ نہ ہو جو کچھ خدا کے پاس ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ ابو طفیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ دنیا میں زہد کیا ہے؟ آرزو کے مختصر کرنے، ہر نعمت کا شکر ادا کرنے اور خدا کی ہر حرام کردہ چیز سے دامن کو بچانے کا نام ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیم بن قیس ہلالی (ابان بن ابی عیاش) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام (حضرت امام حسین علیہ السلام) یا حضرت امیر علیہ السلام سے (الاصول تہذیب) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو حریص ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے ایک مالِ دنیا کا حریص اور دوسرا علم کا حریص! پس جو شخص خدا کی حلال کردہ دنیا پر اکتفا کرے وہ سلامت رہے گا اور جو حرام کو حاصل کریگا وہ ہلاک ہو جائے گا مگر یہ کہ توبہ کرے اور جو علم کو اس کے اہل سے حاصل کرے اور پھر اس پر عمل کرے وہ نجات پا جائے گا اور جو اس (علم) سے دنیا حاصل کرنے کا قصد کریگا تو پھر اس کا علم سے وہی حصہ ہوگا۔ (التہذیب، الاصول)

۵۔ ابراہیم بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا خدا جس بندہ کی بھلائی چاہتا ہو تو اس کے لئے تیس ہزار (درہم) اکٹھے نہیں کرتا اور فرمایا کوئی شخص حلال کے دس ہزار درہم اکٹھے نہیں کرتا مگر کچھ لوگوں (وارثوں) کیلئے۔ جب خدا کسی شخص کو قوت (لا یموت) اور عمل (کی توفیق) دے دے تو گویا خدا نے اس کے لئے دنیا و آخرت کو اکٹھا کر دیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے جہاد النفس (باب ۲ میں) وغیرہ (باب ۲ از ما یجب فیہ الزکوٰۃ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

اپنے ہاتھ سے کام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو اسامہ زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے ایک ہزار غلام (خرید کر) آزاد کئے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ فضل بن ابوقرّہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام بیلچہ چلاتے تھے اور زمین کو ہموار کرتے تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی گٹھلی کو اپنے لعاب دہن سے تر کرکے بوتے تھے اور وہ اسی وقت نکل آتی تھی۔ اور حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی محنت سے ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کئے تھے۔ (الفروع)

۳۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: خداوند عالم نے جناب داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اگر "تم اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنیکی وجہ سے بیت المال سے نہ کھاتے تو تم بڑے اچھے آدمی تھے" یہ سن کر جناب داؤد علیہ السلام پورے چالیس دن تک روتے رہے تب خدا نے لوہے کو وحی فرمائی کہ میرے بندے داؤد کیلئے نرم ہو جا چنانچہ جناب داؤد کے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ پس اس کے بعد آپ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے اور اسے ایک ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم میں فروخت کیں۔ اور اس طرح بیت المال سے بے نیاز ہو گئے (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ عمار سجستانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (بدست خود) راستہ پر ایک پتھر رکھا تھا تاکہ اس سے پانی کا رخ اپنی زمین سے موڑ سکیں۔ مگر اس وقت تک کبھی کسی اونٹ یا کسی انسان کو راستہ سے نہیں ہٹایا تھا۔ (الفروع)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کیا۔ کہ میں اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا نہیں جانتا۔ اور نہ ہی مجھے تجارت کرنے کا کوئی طریقہ آتا ہے اور میں ہوں محتاج تو؟ امام نے اس سے فرمایا کوئی کام کر اگر چہ سر پر (ٹوکری) اٹھانی پڑے۔ اور لوگوں سے بے نیاز ہو جا۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کاندے پر پتھر اٹھا کر اپنی دیوار میں لگایا تھا۔ جو آج تک موجود ہے گو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کا عُمق (گہرائی) کس قدر ہے۔ مگر موجود ہے (ایضاً)

۶۔ حسن بن علی بن ابوحمزہ اپنے باپ (علی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو اپنی زمین میں (اپنے ہاتھ) سے کام کرتے ہوئے دیکھا۔ جبکہ ان کے دونوں پاؤں پسینہ میں شرابور تھے۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آدمی کدھر ہیں؟ (کہ آپ خود کام کر رہے ہیں) فرمایا اے علی جو ہستی مجھ سے اور میرے باپ سے افضل تھی اس نے اپنے ہاتھ سے کام کیا ہے! میں نے عرض کیا وہ کون

ہے؟ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام اور میرے تمام آباء واجداد نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا ہے۔ اور یہ نبیوں رسولوں، وصیوں اور خدا کے نیک بندوں کا کام اور طریقہ کار ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۷۔ ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ ہاتھ میں بیلچہ (کسی) لئے اور اوپر موٹی چادر اوڑھے اپنے باغیچہ میں کام کر رہے ہیں۔ اور آپ کی پشت مبارک سے پسینہ بہہ رہا تھا میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آپ یہ بیلچہ مجھے دے دیں تا کہ میں یہ کام کروں فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آدمی روزی کی تلاش میں سورج کی گرمی کی تکلیف سہے (الفروع)

۸۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میں اپنی جائداد میں اس قدر کام کرتا ہوں کہ مجھے پسینہ آ جاتا ہے حالانکہ میرے پاس ایسے آدمی موجود ہیں جو میری جگہ کام کر سکتے ہیں۔ تا کہ خدا دیکھے کہ میں رزق حلال طلب کر رہا ہوں۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام لکڑیاں اکٹھی کرتے، پانی کھینچتے اور گھر میں جھاڑو دیتے تھے جبکہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا آٹا پیستیں تھیں، گوندھتی تھیں اور روٹی پکاتی تھیں۔ (الفقیہ)

۱۰۔ فضل بن ابوقرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا! ہم آپ پر قربان ہو جائیں! ہمیں اجازت دیں کہ ہم کام کریں۔ یا غلاموں کو اجازت دیں کہ وہ کام کریں! فرمایا: مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہوا دیکھے اور میں اپنے نفس کو اذیت پہنچا کر رزق حلال طلب کروں۔ (ایضاً)

۱۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى﴾ (خدا ہی بے نیاز کرتا ہے اور وہی راضی کرتا ہے) کے بارے میں فرمایا: وہ ہر شخص کو بے نیاز کرتا ہے۔ اس کی کمائی کے ساتھ (معانی الاخبار)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو پانی اور مٹی (زمین) میسر ہو اور پھر بھی وہ فقیر و نادار رہے تو خدا اسے ہلاک کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ از جہاد النفس اور باب ۴) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب نمبر ۱۰ اور ۲۰) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۱۰

زراعت کرنا اور بیری (وغیرہ) کے درخت کو سیراب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے ملاقات کی۔ جبکہ آپ کے نیچے کھجور کی گٹھلیوں کا ایک وسق پڑا تھا۔ اس نے عرض کیا یا اباالحسن! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ کھجور کے ایک لاکھ پھل دار درخت ہیں انشاء اللہ فرمایا پس آنجناب نے وہ تمام گٹھلیاں زمین میں بو دیں اور ایک گٹھلی بھی باقی نہ چھوڑی۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یزید بن ہارون واسطی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زراعت کرنے والوں کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: یہی زراعت کرنے والے ہیں جو خدا کی زمین میں اسکے خزانے ہیں اور تمام کاموں میں سے زراعت سے بڑھ کر کوئی کام خدا کو پسند نہیں ہے اور خدا نے کبھی کوئی نبی نہیں بھیجا۔ مگر زراعت کرنے والا سوائے حضرت ادریسؑ کے کہ وہ درزی کا کام کرتے تھے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود ابوسعید خدری سے اور وہ حضرت رسول الخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا جو کوئی کیکر یا بیری کے درخت کو سیراب کرے تو اس نے گویا ایک پیاسے مؤمن کو سیراب کیا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۴۔ محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے آیہ مبارکہ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾ (توکل و اعتماد کرنے والوں کو خدا پر توکل کرنا چاہیے) کی تفسیر میں فرمایا: توکل کرنے والوں سے زراعت کرنے والے لوگ مراد ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۰ از احتضار، باب ۴۸ از احکام دواب اور یہاں باب ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ اور باب ۱، ۳ از زراعت میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

مضاربت کا کاروبار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عذافر سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے والد کو ایک ہزار سات سو دینار دیے اور فرمایا تو اس رقم سے میرے لئے تجارت کر نیز فرمایا مجھے اس کے نفع میں کوئی رغبت نہیں ہے اگر چہ نفع مرغوب ہوتا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے اس حالت میں دیکھے کہ میں اس کے فوائد حاصل کرنے میں کوشاں ہوں چنانچہ میں نے کاروبار کیا اور سو دینار کا نفع حاصل ہوا پس میں نے آنجناب سے ملکر عرض کیا کہ ایک سو دینار کا نفع ہوا ہے۔ امام یہ خوشخبری سن کر بہت خوش ہوئے پھر فرمایا میرے رأس المال میں جمع کرلو۔

اس کے بعد میرے والد کا انتقال ہو گیا جبکہ امام کے پیسے ان کے پاس موجود تھے۔ امام علیہ السلام نے میرے پاس آدمی بھیجا اور اس کے ہاتھ رقعہ لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ خدا ہمیں اور آپ کو عافیت فرمائے رکھے ابومحمد (عذافر) کے پاس میرے ایک ہزار آٹھ سو دینار ہیں۔ جو میں نے اسے تجارت کرنے کی غرض سے دئے تھے۔ وہ عمر بن یزید کے حوالے کردیں میں نے اپنے والد کی کاپی دیکھی تو اس میں لکھا تھا کہ ابوموسیٰ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کے میرے پاس ایک ہزار سات سو دینار تھے میں نے ان کے لئے اس سے کاروبار کیا جس سے ایک سو دینار حاصل ہوے اور عبداللہ بن سنان اور عمر بن یزید اس بات کو جانتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

طلب رزق میں خوش اسلوبی مستحب ہے۔ اور حرام کو چھوڑ کر صرف حلال پر اکتفاء کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا: آگاہ ہوجاؤ کہ روح الامین (جبرئیل علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنی روزی مکمل نہیں کرلیتا پس خدا سے ڈرو۔ اور احسن طریقہ پر روزی طلب کرو۔ اور اگر روزی کے پہنچنے میں کچھ دیر ہوجائے تو یہ بات تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ خدا کی نافرمانی کرکے (حرام طریقہ) سے طلب کرو کیونکہ خداوند عالم نے اپنی مخلوق میں حلال روزی تقسیم کی ہے حرام تقسیم نہیں کی۔ پس جو شخص خدا سے ڈرے اور صبر کرے تو خدا حلال طریقے پر اس کی روزی کا بندوبست کرتا ہے۔ اور جو شخص شرم کا پردہ چاک کردے اور جلدی کرکے ناجائز طریقے سے روزی حاصل کرے۔ تو اس کی حلال روزی سے اتنی مقدار میں کم ہوجاتی ہے۔ اور قیامت کے دن اس کا محاسبہ بھی کیا جائے

گا۔(الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ایہاالناس ہر وہ چیز جو تمہیں جنت کے قریب اور جہنم سے دور کرسکتی تھی میں نے تمہیں اس کا حکم دے دیا ہے۔ اور ہر وہ چیز جو تمہیں جہنم کے قریب اور جنت سے دور کرسکتی تھی۔ تو میں نے تمہیں اس سے روک دیا اور روح الامین نے میری روح میں یہ بات ڈالی ہے کہ (تا آخر حدیث اول) تا آنکہ فرمایا خبردار ناجائز طریقہ پر روزی حاصل نہ کرو کیونکہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔(الاصول)

۳۔ ابوخدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر کوئی شخص کسی بل میں چھپ کر بیٹھ جائے تو بھی اس کی (مقررہ) روزی اس تک پہنچ کر رہے گی پس تم عمدہ طریقے سے روزی طلب کرو۔(الفروع)

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا خداوند عالم نے مخلوق کو خلق کیا ہے اور ان کے لئے بطریقہ حلال روزی بھی خلق فرمائی ہے پس جو شخص بطریقہ حرام روزی حاصل کرتا ہے۔ تو اس کے حلال کی روزی سے اتنی کم ہو جاتی ہے۔(ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے حدیث مناہی میں فرمایا جو شخص روزی کے سلسلہ میں خدا کی تقسیم پر راضی نہ ہو اور شکوہ شکایت کرے اور صبر نہ کرے تو اس کی کوئی نیکی بلند نہیں ہوتی ہے۔ اور وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا مگر یہ کہ توبہ کرے۔(الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: روزی دو طرح پر تقسیم شدہ ہے ایک قسم وہ ہے جو آدمی تک پہنچ جاتی ہے۔ خواہ اسے طلب نہ کیا جائے۔ دوسری قسم وہ ہے جو طلب کے ساتھ مشروط ہے۔ پس جو روزی آدمی کے لئے تقسیم کی گئی ہے وہ بہر حال اس تک پہنچتی رہے گی اگرچہ اس کے لئے کوشش نہ کرے اور جو روزی کوشش کے ساتھ مشروط ہے تو چاہئے کہ آدمی اسے اس کے جائز طریقوں سے طلب کرے جو حلال ہیں پس اگر وہ اسے بطریقہ حرام طلب کرے تو اسے اس کے کھاتہ میں شمار کیا جائے گا اور خدا اس کا اس پر محاسبہ کرے گا۔(المقنعہ، کنز الفوائد کراجکی)

۷۔ جناب محمد بن عثمان کراجکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا دنیا ادلتی بدلتی رہتی ہے پس تم اس میں

سے اپنا حصہ طلب کرو۔ اور احسن طریقہ سے طلب کرو۔ (کنز الفوائد کراجکی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳۱ از دعا و باب ۵۳ از وجوب حج و باب ۶۳ از جہاد نفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۱۳

روزی کی طلب میں میانہ روی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے احمقوں کو رزق وسیع عطا کیا ہے تا کہ عقل مندوں کو عبرت حاصل ہو۔ اور ان کو معلوم ہو جائے کہ دنیا کسی کام یا حیلہ و تدبیر سے حاصل نہیں ہوتی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سہل بن زیاد مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کئی لوگ ایسے ہیں کہ اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالتے ہیں مگر ان کا رزق تنگ ہوتا ہے اور کئی ایسے بھی ہیں جو طلبِ رزق میں میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔ مگر تقدیریں ان کی امداد کرتی ہیں (اور ان کا رزق وسیع ہو جاتا ہے)۔ (الفروع)

۳۔ ابن فضال بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا چاہیئے کہ تمہارا روزی کو طلب کرنا طلب کو ضائع کرنے والے سے زیادہ اور دنیا کے حریص کی طلب سے قدرے کم ہو۔ جو مؤمن کے لئے ضروری ہے۔ وہ لوگ جن کو مال دیا گیا اور انہوں نے شکر ادا نہیں کیا تو گویا ان کے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ ابن جمہور مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ یہ بات یقین سے جان لو کہ کوئی بندہ جس قدر سخت جدوجہد اور کوشش و کاوش کرے جو کچھ خدا نے اس کے لئے ذکر حکیم میں مقرر کر دیا ہے وہ اس سے زیادہ حاصل نہیں کر سکتا اور جو بہت کمزور ہو اور حیلہ و تدبیر کم کرے وہ اپنے مقررہ رزق کے حاصل کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔ ایہا الناس! کوئی شخص اپنی حزاقت و عقل مندی سے کھجور کی گھٹلی کے چھلکا کے برابر اپنی روزی بڑھا نہیں سکتا۔ اور کسی احمق کا گھٹلی کے چھلکا کے برابر رزق کم نہیں کر سکتا۔ پس جو شخص اس حقیقت کو جانتا ہے۔ اور کام بھی کرتا ہے۔ وہ سب سے بڑھ کر راحت و آرام میں ہے۔ اور جو اس چیز کو جانتا ہے مگر کد و کاوش نہیں کرتا وہ سب سے زیادہ تکلیف میں رہتا ہے۔ اور کئی لوگ ایسے بھی

ہوتے ہیں کہ استدراج (ڈھیل) کی خاطر ان کو نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ اور لوگوں میں کئی ایسے فریب خوردہ لوگ بھی ہیں جن سے بھلائی کی جاتی ہے۔ پس اے کوشش کرنے والے! خدا سے ڈر! اور اپنی سعی کو کم کر اور اپنی جلد بازی کو کوتاہ کر اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے خدا کی طرف سے جو کچھ آیا ہے اس میں غور وفکر کر۔ اور اس میں سے سات کلموں کو یاد کر کہ یہ عقلمندوں کا قول ہے۔ اور ذکر حکیم میں خدا کے عزائم میں سے ہے کہ کسی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کہ ان سات خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ (۱) خدا کے فرائض وظائف میں شرک باللہ کرنا (۲) اپنے غم کو غلط کرنے کے لئے خودکشی کرنا (۳) کسی کام کی اچھائی کا اقرار کرنا اور لوگوں کو حکم بھی دینا مگر خود اس پر عمل نہ کرنا (۴) دین میں کوئی بدعت ایجاد کر کے مخلوق میں (دنیوی) کامیابی حاصل کرنا (۵) اس بات کو پسند کرنا کہ نا کردہ اچھے کاموں پر لوگ اس کی تعریف وتوصیف کریں (۶) تکبر وتجبر کرنا (۷) دوسروں کو حقیر سمجھنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ایہاالناس! درندوں کا مقصد زیادتی کرنا اور جانوروں کی غرض صرف پیٹ بھرنا اور عورتوں کی غایت صرف مرد ہوتا ہے۔ ہاں جو اہل ایمان ہوتے ہیں وہ ہر وقت (آخرت کی خاطر) خائف وترسان رہتے ہیں خداوند عالم ہمیں اور تمہیں ان میں سے قرار دے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! رزق دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک رزق وہ ہے جسے تم طلب کرتے ہو اور دوسرا وہ ہے جو تمہیں طلب کرتا ہے۔ اگر تم اس کے پاس نہیں جاؤ گے تو وہ تمہارے پاس آجائے گا پس تم آج کے دن کے اہتمام پر سال بھر کے اہتمام کا بوجھ نہ اٹھاؤ۔ تمہیں صرف ہر دن کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر (اگلا) سال تمہاری زندگی میں شامل ہے تو خداوند عالم ہر نئی صبح کو تمہارا مقررہ رزق مہیا کرے گا اور اگر (اگلا) سال تمہاری زندگی میں سے نہیں ہے۔ تو پھر اس کی فکر کیوں کرتے ہو جو تمہارے حصہ کا نہیں ہے؟ اور جان لے کہ کوئی طلب گار تمہارے حصہ کے رزق کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور کوئی غالب اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ جو تمہارا مقدر ہے وہ تم سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ ایک شخص جان جوکھوں میں ڈالتا ہے۔ مگر اس کی روزی تنگ ہوتی ہے۔ اور کئی ایسے لوگ دیکھے ہیں جو جستجو میں میانہ روی کرتے ہیں مگر تقدیریں ان کی امداد کرتی ہیں اور وہ مالدار ہو جاتے ہیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ و ۲۸ از جہاد بالنفس اور یہاں باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

طلب رزق کے لئے دعا کرنا اور جہاں سے روزی ملنے کا وہم وگمان بھی نہ ہو وہاں سے بھی ملنے کی امید کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ خداوند عالم نے مؤمنین کی روزیاں وہاں رکھ دی ہیں جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہوتا اور وہ اس طرح کہ جب کسی بندہ کو اپنی روزی کا ذریعہ معلوم نہ ہو تو اس کی دعا وپکار زیادہ ہوتی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حفص بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے حالات کی پراگندگی کی شکایت کی امامؑ نے فرمایا: جب تو واپس کوفہ جائے تو اپنے گھر کا ایک تکیہ دس درہم میں فروخت کر کے دعوت طعام کا اہتمام کرنا اور اپنے (دینی) بھائیوں کو بلانا اور ان سے اپنے لئے دعا کرنے کی خواہش کرنا۔ حفص بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوفہ پہنچ کر ایسا ہی کیا۔ بخدا بہت ہی تھوڑا سا وقت گزرا تھا کہ میرا ایک مقروض آیا۔ اور دق الباب کیا اور بہت سا مال واپس کیا جو میرا خیال ہے کہ دس ہزار درہم تھا اس کے بعد میرے معاملات رو باصلاح ہو گئے۔ (الفروع)

۳۔ عبداللہ بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جس (رزق) کی تمہیں کوئی امید نہیں ہے اس کا اس رزق سے زیادہ امیدوار ہو جس کی تمہیں امید ہے چنانچہ جناب موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل وعیال کے لئے آگ لینے گئے تھے۔ پس خدا نے ان سے کلام کیا اور جب واپس لوٹے تو نبی بن چکے تھے۔ اور ملکۂ سبا (بلقیس) جب گھر سے نکلی تو (کافرہ تھی) اور جب جناب سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچی تو مسلمان ہوگئی تھی اسی طرح فرعون لعین کے جادوگر گھروں سے فرعون کی نگاہ میں عزت حاصل کرنے کی نیت سے نکلے تھے مگر جب واپس لوٹے تو مومن بن چکے تھے۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میں وہاں حاضر تھا۔ اور امامؑ سے (مال) کا تقاضا کیا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: آج ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ البتہ ہمارا قطر[1] اور وسمہ آنے والا ہے وہ فروخت کر کے ہم تمہیں کچھ دیں گے انشاءاللہ۔ اس پر اس آدمی نے کہا۔ آپ وعدہ کریں

---

[1] خضاب کے دو (۲) پودے ہیں۔ (المنجد)

(کہ کب دینگے؟) فرمایا میں تجھ سے کس طرح وعدہ کروں؟ جبکہ میں اس مال کا جس کی مجھے امید نہیں ہے زیادہ امیدوار ہوں۔ بہ نسبت اس مال کے جس کی مجھے امید ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا جب بھی کسی مؤمن پر رزق کا کوئی دروازہ بند کرتا ہے تو اس سے بہتر دروازہ کھول دیتا ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزی بارش کے قطروں کی تعداد کے مطابق آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور ہر شخص کے پاس اتنی آتی ہے۔ جتنی مقرر ہوتی ہے۔ لیکن خدا کے پاس کچھ زائد روزی بھی ہے۔ پس خدا سے اس زائد روزی کا سوال کرو (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۸، ۴۹ از دعا اور یہاں باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں بیان کی جائیگی انشاء اللہ)

باب ۱۵

روزی کے لئے دکان کا دروازہ (بروقت) کھول کر فرش بچھا کر دکان میں بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہریر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (ایک دکاندار پر) طلب رزق میں کس قدر کد و کاوش لازم ہے؟ فرمایا: جب تم دروازہ کھول دو، فرش بچھا دو (اور وہاں بیٹھ جاؤ) تو پھر تم نے وہ کچھ ادا کر دیا جو تم پر لازم تھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ طیار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تم کیا کام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں کچھ بھی نہیں کرتا۔ امام نے فرمایا: ایک گھر (دکان) لے لو اور اس کے صحن میں جھاڑو دو اور اس میں فرش بچھا دو (اور اس پر بیٹھ جاؤ) پس جب تم ایسا کرو گے تو جو کچھ تم پر لازم تھا وہ تم نے کر دیا راوی کا بیان ہے کہ جب میں واپس گیا تو ایسا کیا۔ پس مجھے (کافی) رزق مل گیا۔ (الفروع)

۳۔ ابو عمار طیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا مال ضائع ہو گیا اور جو کچھ میرے پاس تھا وہ پراگندہ ہو گیا۔ جبکہ میں کثیر العیال ہوں؟ (کیا کروں؟) فرمایا: جب

واپس جائے تو اپنی دکان کا دروازہ کھول کر، فرش بچھا کر اور ترازو رکھ کر اپنے پروردگار سے رزق کو حاصل کرنے کی کوشش کر الحدیث (اس میں مذکور ہے کہ اس شخص نے ایسا کیا اور انجام کار مشہور سرمایہ دار بن گیا)۔

(الفروع، التھذیب)

۴۔ عبدالرحمن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ ہمارا ایک ساتھی مدینہ میں رہتا تھا۔ وہ تنگی معیشت میں گرفتار ہو گیا۔ اور اس کا معاملہ سخت ہو گیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا: جا اور بازار میں ایک دکان خرید۔ اور اس میں فرش بچھا کر بیٹھ جا۔ اور پانی کا ایک مٹکہ بھر کر رکھ لے۔ اور اپنی دکان کے دروازہ پر بیٹھ جا۔ حدیث میں وارد ہے کہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اس کا مال زیادہ ہو گیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) اور ترک تجارت کی حدیثوں میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

رزق حاصل کرنے کے سلسلہ میں (خدا سے) زیادہ اہتمام و انصرام کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود ابراہیم بن عبدالصمد سے اور وہ اپنے اب وجد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے سید و سردار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص روزی کا حد سے زیادہ اہتمام کرے تو اس کی ایک خطا لکھ دی جاتی ہے۔ جناب دانیال علیہ السلام ایک جابر و سرکش بادشاہ کے زمانے میں تھے۔ اس نے ان کو پکڑ کر ایک گڑھے میں ڈال دیا اور اس میں درندے چھوڑ دیے تو انہوں نے انہیں نہ زخمی کیا اور نہ ہی ان کے قریب گئے۔ تو خداوند عالم نے ایک نبی کو وحی فرمائی کہ دانیال کے پاس طعام لے جاؤ۔ اس نبی نے پوچھا: پروردگارا! دانیال کہاں ہے؟ ارشاد ہوا: جب اس بستی سے نکلو گے تو تمہیں ایک بچھو نظر آئے گا پس تم اس کے پیچھے پیچھے چلے جانا وہ تمہیں ان کی طرف راہنمائی کرے گا۔ چنانچہ وہ بچھو ان کو اس گڑھے کے پاس لے گیا۔ پس دیکھا کہ اس میں جناب دانیال علیہ السلام موجود ہیں۔ تو انہوں نے ڈول سے باندھ کر طعام نیچے بھیجا جس پر دانیال نے کہا:

﴿الحمد للہ الذی لا ینسیٰ من ذکرہ الحمد للہ الذی یجزی باحسان احساناً و بالصبر نجاتاً﴾

سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو اپنے یاد کرنے والوں کو نہیں بھلاتا۔ اور جو احسان کا بدلہ احسان سے اور صبر کا عوض نجات و رہائی سے دیتا ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے انکار کر دیا ہے۔ مگر یہ کہ وہ پرہیزگاروں کی روزیاں وہاں رکھے گا جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہو گا اور یہ کہ وہ ظالموں کی حکومت میں اپنے دوستوں کی گواہی

قبول نہیں کرتا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۴ از جہاد نفس میں اور یہاں باب ۸ و ۱۲ اور ۱۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

بہت سونا اور فارغ رہنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم زیادہ سونے اور فارغ رہنے کو دشمن جانتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ یونس بن یعقوب باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زیادہ سونا دین و دنیا کو لے ڈوبتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم بہت سونے والے بندہ سے نفرت کرتا ہے۔ اور خدا فارغ بندے (نکھے) سے نفرت کرتا ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب ۱۸ میں اور باب ۳۶ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

دنیا و آخرت کے امور معاملات میں سہل انگیزی اور سستی کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس شخص سے نفرت کرتا ہوں جو دنیا کے امور میں سست ہو۔ یا یوں فرمایا کہ میں کسی بھی آدمی کے لئے برا سمجھتا ہوں کہ وہ دنیا کے معاملات میں سستی کرے کیونکہ جو شخص دنیوی امور میں سہل انگیزی کرے گا وہ آخرت کے امور میں زیادہ سست ہوگا۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ جو شخص اپنی طہارت اور نماز میں سستی کرتا ہے اس میں آخرت کے لئے کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معاش میں سستی کرتا ہے اس میں دنیا کے لئے کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ مسعدہ بن صدقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب کو لکھا: اما بعد علماء سے

مجادلہ اور سفہاء سے جھگڑا نہ کرو ورنہ علماء تجھ سے نفرت کریں گے اور سفہا تمہیں گالیاں دینگے اور اپنے ذریعۂ معاش میں سستی نہ کرو ورنہ غیروں یا فرمایا: اپنے گھر والوں پر بوجھ بن جاؤ گے۔ (الفروع)

۴۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سہل انگیزی عمل کی دشمن ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حسن بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سُست آدمی سے مدد طلب نہ کرو اور عاجز سے مشورہ طلب نہ کرو۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن محمد مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چیزوں کو آپس میں جوڑا جوڑا بنایا گیا تو سستی اور عاجزی کو باہم جوڑا بنایا گیا۔ اور ان کے اختلاط کے نتیجہ میں فقر و فاقہ پیدا ہوا۔ (ایضاً)

۷۔ حماد لحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلب معاش میں سستی نہ کرو کیونکہ ہمارے آباء و اجداد طلب معاش میں بڑی تگ و تاز کرتے تھے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے جہاد بالنفس کے ابواب (باب ۲۶ و ۹۵ اور یہاں باب ۱۳) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

تنگدلی اور لمبی امیدیں رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! سستی اور تنگدلی نہ کرنا اگر سستی کرو گے تو کام نہیں کر سکو گے۔ اور اگر تنگدلی کرو گے تو تمہیں حق نہ مل سکے گا۔ (الفروع)

۲۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ لمبی آرزوؤں سے اجتناب کرو کیونکہ ایسا کرنا خدا نے تمہیں جو کچھ عطا کیا ہے اس کی رونق کو لے جاتا ہے اور اس سے تم خدا کے عطیات کو حقیر سمجھنے لگتے ہو اور اس کا نتیجہ حسرت و ندامت ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! تنگدلی اور سستی نہ کرنا کہ یہ دونوں چیزیں ہر برائی کی کنجی ہیں۔ کیونکہ جب کوئی شخص سستی کریگا تو وہ حق ادا نہیں کر سکے گا اور جو تنگدلی کریگا وہ حق پر صبر نہیں کر سکے گا۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے محمد بن حنفیہ کے نام وصیت نامہ میں فرمایا: اے بیٹا خبردار!

آرزؤوں پر بھروسہ نہ کرنا کیونکہ یہ احمقوں کی پونجی ہے۔ اور آخرت سے روکتی ہے۔ (یہاں تک فرمایا) ﴿اشرف الغنیٰ ترك المنی﴾ (بہترین تونگری یہ ہے کہ آرزؤوں کو ترک کر دیا جائے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۶ از جہاد بالنفس، اور یہاں باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

گھر کی چار دیواری کے اندر میاں اور بیوی کے لئے کام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام لکڑیاں اکٹھی کرتے، پانی کھینچ کر لاتے اور گھر میں جھاڑوں دیتے تھے۔ جبکہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا آٹا پیستی تھیں اور روٹی پکاتی تھیں۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ معاذ بیاع اکسیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ اپنے خانوادہ کی بکریاں خود نہلاتے تھے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵و۲۹ از ملابس میں اور یہاں باب ۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱

ذریعہ معاش اور مال کی اصلاح کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آل داؤد کی حکمت میں لکھا ہے کہ ایک عقلمند مسلمان کو چاہیئے کہ وہ سفر نہ کرے مگر تین کاموں کے لئے (۱) اپنی معاش کے لئے (۲) آخرت کے زاد سفر حاصل کرنے کے لئے (۳) یا کوئی جائز لذت حاصل کرنے کے لئے۔ نیز ایک عقلمند مسلمان کو چاہیئے کہ اس کے پاس (۱) ایک ساعت تو علم کے حصول کیلئے ہو (۲) ایک ساعت اپنے دینی بھائیوں سے میل ملاقات کرنے اور آخرت کے بارے میں بات چیت کرنے کیلئے ہو (۳) اور ایک ساعت جائز لذت سے لطف اندوز ہونے کیلئے۔ کیونکہ یہ ساعت سابقہ دو لذتوں پر مددگار ہے۔ (الفروع)

۲۔ ثعلب وغیرہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مال کی اصلاح

کرنا ایمان میں سے ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ بعض اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر اپنے مال کی اصلاح کرنا لازم ہے کیونکہ اس میں ایک کریم وسخی کے لئے یاددہانی کا ذریعہ ہے۔ اور لئیم اور رذیل سے بے نیازی ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ مال کی اصلاح کرنا مروت میں سے ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ آداب سفر اور یہاں باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۲

معاش کی منصوبہ بندی کرنا اور اس میں میانہ روی اختیار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے عبید! اسراف اور فضول خرچی کرنا فقر وفاقہ کا موجب ہوتا ہے۔ اور میانہ روی اختیار کرنا غنی و تونگری کا باعث ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے فرمایا: جو شخص میانہ روی کرے گا میں ضامن ہوں کہ وہ کبھی غریب ونادار نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص جائز کام پر رقم خرچ کرتا ہے مگر (حد سے زیادہ خرچ کرنے کی وجہ سے) فضول خرچ قرار پاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: فضول خرچی کرنے والے شخص کی تین علامتیں ہیں: (۱) وہ کھاتا ہے جو اس کا نہیں ہوتا۔ (۲) وہ خریدتا ہے جو اس کا نہیں ہوتا۔ (۳) اور وہ پہنتا ہے جو اس کا نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کھجور تول رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں اگر آپ اپنے بعض بیٹوں یا غلاموں کو حکم دیتے تو وہ یہ کام انجام دے دیتے فرمایا: اے داؤد! ایک مسلمان آدمی کی اصلاح صرف تین چیزیں ہی کر سکتی ہیں (۱) دینی تفقہ اور بصیرت (۲) مصیبت پر صبر (۳) ذرائع معاش

کی منصوبہ بندی۔(الفروع،الفقیہ)

۶۔ ربعی بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکمل کمال تین چیزوں میں ہے جن میں سے ایک معیشت کی منصوبہ بندی ہے۔(الفروع) (کہ پاؤں پھیلانے سے پہلے اپنی چادر دیکھ لی جائے)۔

۷۔ ذریح محاربی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی خانوادہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے معیشت میں نرم روی (میانہ روی) اختیار کرنے کی توفیق دے دیتا ہے۔(ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے باپ (سدیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن کی تین علامتیں ہیں (۱) معیشت میں عمدہ منصوبہ بندی کرنا (۲) معصیبت پر صبر کرنا (۳) اور دین میں بصیرت حاصل کرنا اور فرمایا: اس شخص میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جو اپنی معیشت میں منصوبہ بندی نہیں کرتا وہ نہ دنیا کے قابل ہے اور نہ آخرت کے لائق۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ از ملابس باب ۵۰ از دعا و باب ۵۱ از وجوب حج و ۳۵ و ۴۱ از آداب سفر و باب ۴ و ۴۹ از جہاد نفس باب ۱۴ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۳۲ از آداب تجارت و باب ۲۵ از نفقات میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۳

اہل و عیال کے لئے رزق حلال کے لئے کدوکاوش کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں۔جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے اہل و عیال کیلئے کدّ و کاوش کرنے والا راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔(الفروع،الفقیہ)

۲۔ زکریا بن آدم حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کا فضل (مال) کماتا ہے جس سے اپنے اہل و عیال کی کفایت کرے وہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے سے افضل ہے(الفروع)

۳۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص غریب و نادار ہو اور اس قدر کام کرے کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی قوت لایموت کا انتظام کر سکے۔بشرطیکہ حرام روزی طلب نہ کرے تو وہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔(ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صبح

سویرے طلب رزق میں نکل جاتے تھے۔ عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ فرمایا اپنے اہل وعیال کے لئے صدقہ کا انتظام کرنے کے لئے! عرض کیا گیا۔ آپ علیہ السلام صدقہ کرتے ہیں؟ فرمایا جو شخص رزق حلال طلب کرتا ہے تو خدا کی طرف سے اس کے لئے صدقہ ہے۔ (الاصول)

۵۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رزق میں سے وہ بھی ہے جو ہنڈی پر چڑھا اگاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آدمی کی سعادتمندی میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال پر قیم وکفیل ہو۔ (الفقیہ)

۷۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ملعون ہے! ملعون ہے وہ شخص جو اپنے اہل وعیال کو ضائع کر دے۔ (ایضاً)

۸۔ فرمایا آدمی کے گناہگار ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اپنے اہل عیال کو ضائع کر دے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ از ذکر۔ باب ۱۷ از جہاد بالنفس اور یہاں باب ۴ و ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ از نفقہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۴

جائداد کا خریدنا مستحب ہے اور اس کا فروخت کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ اس کے عوض اور جائداد خریدی جائے اور جائداد متفرق مقامات پر ہونی چاہیے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا آدمی اپنے بعد جو کچھ مال و منال چھوڑ جاتا ہے اس کیلئے نقد سے زیادہ سخت کوئی مال نہیں ہوتا! میں نے عرض کیا: پھر اس (نقد) کے ساتھ کیا کرے؟ فرمایا: اسے دیوار بنانے، باغ لگانے، اور گھر بنانے پر صرف کرے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک ناصح کی شکل میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا اباعبداللہ! آپ نے اپنے تمام اموال متفرق اور ٹکڑے ٹکڑے کر دئے ہیں؟ (کچھ کہیں لگایا ہے اور کچھ کہیں؟) اگر یہ سب یکجا ہوتے تو ان کا خرچ کم اور فائدہ زیادہ ہوتا؟ امام نے فرمایا: میں نے اس لئے ان کو متفرق کیا ہے کہ اگر ایک مال کو کوئی نقصان ہو تو دوسرا بچ جائے لیکن اگر ایک تھیلی میں ہوتے تو پھر تو سب کا یکجا ہوتا (کہ اگر نقصان ہوتا تو سب کا ہوتا)۔ (الفروع)

۳۔ محمد بن مرازم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے مصادف سے فرمایا کہ جائداد بنا کیونکہ اگر آدمی پر مصیبت نازل ہو اور اسے معلوم ہو کہ اس کی پشت پر وہ (جائداد) موجود ہے جس سے اس کے اور اس کے اہل عیال کے لئے گزر اوقات ہو جائے گا۔ تو اس سے اس کا دل غنی اور مضبوط ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے میں داخل ہوئے تو اس کے گرد پاؤں سے ایک خط کھینچا اور فرمایا: ﴿اللّٰهم من باع رباعة فلا تبارك له﴾ (یا اللہ جو مدینے کی زمینوں کو فروخت کرے تو اس کو اس میں برکت نہ دینا) (الفروع، الفقیہ)

۵۔ ابان بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بلایا اور فرمایا میں نے سنا ہے کہ فلاں شخص نے اپنی زمین فروخت کر دی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے کہ جو شخص زمین یا پانی فروخت کرے اور پھر اس کی قیمت کو زمین یا پانی میں صرف نہ کرے تو اس طرح وہ قیمت رائیگاں چلی جاتی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۶۔ وہب حریری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جائداد خریدنے والا مرزوق ہوتا ہے (اسے رزق دیا جاتا ہے) اور اگر فروخت کرے تو مٹ جاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ مسمع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرے پاس کچھ زمین ہے جس میں لوگ خاص دلچسپی لیتے ہیں اور مجھ سے خریدنا چاہتے ہیں تو؟ فرمایا: اے ابا یسار کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جو شخص زمین اور پانی فروخت کرتا ہے پھر اس کی قیمت کو پانی اور مٹی میں صرف نہیں کرتا تو اس کا وہ مال رائگان چلا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! اگر میں تھوڑی زمین مہنگی فروخت کر کے اس سے زیادہ رقبہ خرید کر لوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[1] (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

---

[1] کئی بار کا مشاہدہ اس بات پر شاہد عادل ہے کہ جن بدقسمت لوگوں کو زمین فروخت کرنے کا چسکا پڑ گیا۔ انہوں نے پہلے پہلے کم کم بعد ازاں زیادہ زیادہ مقدار میں اونے پونے زمین فروخت کی اور چند دنوں تک خوب داد عیش و عشرت دی مگر جب وہ بے برکت رقم چند دنوں کے بعد ختم ہو گئی۔ پھر اور فروخت کی۔ الغرض جب عیاشی کی بدعادت پڑ گئی تو آخر وہ زمین کب تک ساتھ دیتی۔ سب فروخت ہو گئی مگر ادھر ع

چھٹتی نہیں ہے منہ سے وہ کافر لگی ہوئی

تو کچھ ادھار دو دھار وغیرہ اور دیگر ساز و سامان فروخت کر کے گزارہ کیا۔ مگر جب کچھ نہ رہا تو پھر فاقوں تک نوبت آ گئی اور پھر رفتہ رفتہ نوبت باینجا رسید کہ ع

دے جا سخیا راہ خدا تیرا بھلا ہوگا

﴿أعاذنا الله من هذه الخصلة السيئة﴾۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۲۵

بڑے بڑے امور جیسے جائداد، غلام اور اونٹ (وغیرہ) کی خرید و فروخت کا بذات خود انجام دینا اور دوسرے امور میں اپنا کوئی نمائندہ مقرر کرنا نیز بڑے عالی کام کرنا اور حقیر کا ترک کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بڑے امور کو تم خود انجام دو اور جو امر سخت ہو وہ کسی اور کے حوالے کرو۔ راوی نے عرض کیا کہ کس قسم کے (بڑے امور کو)؟ فرمایا: جیسے جائداد اور اس کی جیسی بڑی چیزیں خریدنا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ ارقط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بازاروں میں زیادہ چکر نہ لگاؤ اور نہ ہی بذات خود معمولی کام انجام دو کیونکہ کسی صاحب حسب و نسب اور صاحب دین و دیانت مسلمان آدمی کو معمولی امور بذات خود انجام نہیں دینے چاہئیں سوائے تین (بڑے) امور کے (۱) جائداد خریدنا (۲) غلام خریدنا (۳) اور اونٹ (یا آج کل موٹر وغیرہ) خریدنا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب کشیؒ باسناد خود داؤد بن نعمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار جناب کمیت (بن زید اسدی) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (اپنا وہ قصیدہ پڑھا جو اس شعر سے شروع ہوتا ہے)

اخلص اللّٰه لی ہوای فما اغرق نزعاً و لا تطیش سہامی

خدا نے میری خواہش کو چن لیا ہے۔ پس میں زور سے تیر نہیں چلاتا اور میرے تیر نشانہ سے نہیں چوکتے

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس طرح نہ کہہ بلکہ یوں کہہ ﴿قد اغرق نزعاً و ماتطیش سہامی﴾ کہ میں زور سے تیر چلاتا ہوں اور میرے تیر نشانہ سے خطا نہیں کرتے پھر فرمایا: خداوند عالم عالی شان امور کو پسند کرتا ہے اور حقیر امور کو ناپسند کرتا ہے (الرجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض احادیث اس سے پہلے ملابس کے باب میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۶

کسی نو دولتیے شخص سے حوائج طلب کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: کسی نو دولیتے سے حاجت طلب کرنا ایسا ہے۔ جیسے سانپ کے منہ سے درہم نکالنا کہ تمہیں اس کی ضرورت تو ہے مگر اس میں (جان کا) خطرہ ہے۔ (التہذیب)

۲۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد کسی اژدھے کے منہ میں کہنی تک ہاتھ داخل کرنا اس سے بہتر ہے کہ تم اس شخص سے حاجات طلب کرو جو پہلے (مالدار) نہ تھا پھر ہوا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حفص بن البختری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے منیجر نے آنجناب کیلئے ایک شخص سے ادھار پر خوراک مانگی۔ امام نے اس سے فرمایا: کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا۔ کہ اس شخص سے قرضہ نہ لینا جو پہلے (مالدار) نہیں تھا پھر ہوگیا۔ (التہذیب، الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۷ اور ۲۱ از آداب تجارت میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۷

مستحب ہے صرف اس شخص سے معاملہ کیا جائے جس کی اچھی تربیت ہوئی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن ابی نجران رازی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صرف ان لوگوں سے میل جول رکھو اور ان سے معاملہ کرو جن کی تربیت اچھی ہوئی ہو۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ از آداب تجارت میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۸

آخرت کی خاطر دنیا کی ضروری مقدار کا ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اسی طرح آخرت کا دنیا کی خاطر ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ جو اپنی دنیا کو اپنی آخرت کی خاطر ترک کردے اور نہ وہ ہم میں سے ہے جو اپنی آخرت کو اپنی دنیا کی خاطر ترک

کرے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دنیا سے مراد جس کے ترک کرنے سے آدمی اہل البیت کے حصہ کا نہیں رہتا وہ واجبی اور لازمی دنیا ہے جو اپنے اور اپنے واجب النفقہ لوگوں کے لئے ضروری ہے۔

۲۔ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اپنی دنیا[1] کی خاطر اس طرح عمل کر کہ گویا تو نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ اور اپنی آخرت کے لئے اس طرح عمل کر کہ گویا تو نے کل مر جانا ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا میں سخت تکلیف ہے اور آخرت میں بھی۔ مگر دنیا کی تکلیف کا معاملہ یہ ہے کہ تم اس کی جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاؤ گے تو تم دیکھو گے کہ کوئی فاسق و فاجر تم سے اس کی طرف سبقت لے جا چکا ہوگا مگر آخرت کی تکلیف کا معاملہ یہ ہے کہ تمہیں اپنے معاون و مددگار نہیں ملینگے جو اس کے حصول میں تمہاری معاونت کریں۔(التہذیب، الروضہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ از مواقیت اور یہاں باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ از آداب تجارت میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۹

طلب رزق میں مسافرت کرنا اور صبح سویرے جانا اور چلنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن اذینہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم طلب رزق میں مسافرت کرنے کو دوست رکھتا ہے۔(الفقیہ)

۲۔ نیز فرمایا: تم نکل کھڑے ہو تمہارے لئے رزق نکل آئے گا۔(ایضاً)

۳۔ علی بن عبدالعزیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ

---

[1] یعنی دنیا کے کام کی انجام دہی میں عجلت اور جلدی سے کام نہ لے مگر آخرت کے کام کی انجام دہی میں عجلت اور جلدی سے کام لے کیا معلوم پھر موت مہلت دے یا نہ دے و لنعم ماقیل ؎

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نہ ماند

(احقر مترجم عفی عنہ)

میں آدمی کو طلب رزق میں محنت کرتے ہوئے دیکھوں رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ! میری امت کو اس کی سویرے میں برکت عطا کر۔ (ایضاً)

۴۔ فرماتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ کوے سے تین خصلتیں سیکھو (۱) چھپ کر جماع کرنا (۲) صبح سویرے طلب رزق میں نکلنا (۳) (دشمن سے) ڈرنا (اور چوکنا رہنا)۔ (ایضاً)

۵۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی کام کے سلسلہ میں کہیں جانا چاہے تو صبح سویرے نکلے (اور دوسری روایت کے مطابق جلدی جلدی چلے) کیونکہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا ہے کہ وہ میری امت کو صبح سویرے میں برکت عطا فرمائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۴ میں اور اس سے پہلے باب ۴۹ از جہاد بالنفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳۰

حاجت کے لئے باطہارت ہو کر اور زیر سایہ چل کر جانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بغیر وضو کسی کام کے لئے جائے اور وہ کام نہ ہو تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ جو کہ دھوپ میں چلتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا سایہ کے تلے چل کہ سایہ بابرکت ہے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱۳ از آداب سفر) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آیندہ ابواب میں آئینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳۱

رات کے وقت لوگوں سے حاجات طلب کرنا مکروہ ہے۔ جبکہ شادی رات کے وقت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عیاشی باسناد خود علی بن عقبہ سے وہ اپنے باپ (عقبہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں رات کے وقت شادی کرو۔ کیونکہ خدا نے رات کو سکون کا باعث قرار دیا ہے۔ اور حاجتیں رات کے وقت طلب نہ کرو۔ کہ رات اندھیری ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۲۔ عبداللہ بن مفضل مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حاجتیں طلب کرنا ہو تو دن کے وقت طلب کرو۔ کیونکہ شرم وحیا آنکھوں میں ہوتا ہے۔ اور جب شادی کرو تو رات کے وقت کرو۔ کیونکہ خدا نے رات کو سکون کا باعث بنایا ہے (ایضاً)

۳۔ الیاس کی بیٹی کے بیٹے حسن بن علی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خدا نے رات کو سکون کا باعث بنایا ہے۔ اور عورتوں کو بھی سکون کا موجب قرار دیا ہے۔ اور سنت یہ ہے کہ شادی رات کے وقت کی جائے۔ اور کھانا (رات کو) کھلایا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۳۷ از مقدمات زکوٰۃ) میں بیان کی جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جن چیزوں کے ساتھ کسب واکتساب کیا جاتا ہے ان کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ایک سو پانچ (۱۰۵) باب ہیں)

باب ۱

مختلف قسم کی حرام چیزوں کا کسب واکتساب (کاروبار) حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابوعبداللہ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ جن چیزوں کا خوف ہے وہ یہ ہیں (۱) حرام چیزوں کا کاروبار کرنا۔ (۲) مخفی شہوت رانی کرنا (۳) سود کھانا۔ (الفروع)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ شخص میرا محب اور دوست نہیں ہے جو کسی مؤمن کا مال بطور حرام کھائے۔ (ایضاً)

۳۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسب حرام (کا اثر) اولاد میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن قاسم جعفری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا خالص حلال طریقہ سے کچھ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ مگر انہوں نے اس کا ارادہ نہ کیا پس وہ سلامت رہے۔ پھر کچھ لوگوں کی طرف کچھ حلال اور کچھ شبہ کے ساتھ متوجہ ہوئی۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمیں مشتبہ کی خواہش نہیں ہے مگر حلال کو خوب حاصل کیا۔ پھر کچھ لوگوں کی طرف حرام اور مشتبہ کے ساتھ متوجہ ہوئی۔ تو انہوں نے کہا ہمیں حرام کی ضرورت نہیں۔ لیکن مشتبہ مال کو خوب حاصل کیا۔ پھر کچھ لوگوں کی طرف خالص حرام کے ساتھ متوجہ ہوئی اور انہوں نے اس کی جستجو شروع کر دی۔ مگر اسے پانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مگر مومن دنیا میں رہ کر اس طرح کھاتا ہے جس طرح کوئی مضطر (اور مجبور) کھاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ داؤد صرمی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے داؤد حرام مال بڑھتا نہیں ہے اور اگر

بڑھے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور اس میں سے جو راہ خدا میں خرچ کیا جائے اس پر اجر وثواب نہیں ملتا۔ اور جو اسے اپنے بعد چھوڑ جائے تو وہ جہنم تک اس کا زادِ سفر ہوگا۔ (الفروع)

۶۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ (ہم ان کے عملوں کی طرف متوجہ ہوے۔ اور ہم نے انہیں ہباءِ منثورا کردیا) کی تفسیر میں بتایا ان کے عمل مصری چادروں سے بھی زیادہ براق وسفید ہونگے پس خداوند عالم ان سے کہے گا کہ ہبا ہو جاؤ (اڑ جاؤ) اور وہ اس لئے کہ ان کے پاس مال حرام آتا تھا تو وہ اسے حاصل کرلیتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ امما یجب فیه الزکوۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۲

مباح چیزوں کا کاروبار کرنا جائز ہے۔ اور چند مباحات ومحرمات کا تزکرہ۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سے لوگوں کے ذرائع معاش کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: لوگوں کے تمام ذرائع معاش اور تمام معاملات جس میں کاروبار بھی داخل ہے۔ چار قسم کے ہیں جو ایک لحاظ سے حلال اور دوسرے لحاظ سے حرام ہیں۔ (۱) پہلی قسم ولایت (۲) دوسری قسم تجارت (۳) تیسری قسم صنعت وحرفت (۴) اور چوتھی قسم اجارہ ہے۔

(۱) جو چیز خدا کی طرف سے بندوں پر فرض ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ ان معاملات میں سے جو حلال ہیں ان میں داخل ہوں۔ اور ان پر عمل درآمد کریں اور جو معاملات حرام ہیں اُن سے اجتناب کریں (اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ) ولایت (ملازمت حلال بھی ہے اور حرام بھی) پس والیانِ عدل جن کی محبت کا خدا نے حکم دیا ہے۔ (یہ جائز ہے) اور والیانِ جور کی ولایت (حرام ہے) لہٰذا والی عادل کی ولایت قبول کرنا اور بلاکم وکاست اس کے احکام کی تعمیل کرنا، اس کی اعانت کرنا اور اسے تقویت پہنچانا بالکل حلال ہے۔ اور والیٔ جائر کی اطاعت قبول کرنا، اس کے لئے کام کرنا اور اس کے ساتھ کسب واکتساب کرنا بالکل حرام ہے۔ اور اس کے لئے کم یا زیادہ کام کرنے والے کو عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ اس کا اس سے کچھ لینا بالکل گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ والی جائر کی ولایت

قبول کرنے میں حق کے مٹنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ کام کرنا اس کی اعانت کرنا اور اس کے ساتھ کاروبار کرنا حرام ہے۔ سوائے اضطراری حالت کے (کہ جس میں حرام بھی حلال ہو جاتا ہے۔) جیسے کوئی خون (پینے یا) مردار (کھانے) پر مجبور ہو جائے۔

(۲) اور جہاں تک تجارت اور کاروبار کا تعلق ہے تو ان میں کونسی تجارت حلال ہے اور کونسی حرام؟ کس کی بیع و شراء جائز ہے اور کس کی ناجائز؟ تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا حکم دیا گیا ہے۔ جو بندوں کی غذا و خوراک (پوشاک) اور ان کے دینی اور دنیاوی امور کی اصلاح و بقاء کے لئے ضروری ہے۔ از قسم خورد و نوش، لباس اور شادی بیاہ وغیرہ وغیرہ اس قسم کی تمام چیزوں کی خرید و فروخت، استعمال، ھدیہ، عاریہ وغیرہ جائز و مباح ہے۔ اور ہر وہ چیز کہ جو شرعاً ممنوع ہے یعنی اس کا کھانا پینا کمانا اور اس سے بیاہ کرنا اور اس کا اپنے پاس رکھنا، دینا لینا اور ھدیہ و عاریہ ناجائز ہے اور جس میں کسی قسم کی کوئی فساد اور خرابی ہو اس کی خرید فروخت حرام ہے۔ جیسے سودی کاروبار، مردار یا خون یا خنزیر کا گوشت، یا وحشی درندوں اور پرندوں کی یا ان کے چمڑوں کی یا شراب کی یا کسی اور نجس چیز کی خرید فروخت یہ بالکل حرام ہے۔ کیونکہ ان تمام چیزوں کا کھانا پینا لینا دینا اور اپنے پاس رکھنا بالکل حرام ہے۔ اور ممنوع ہے۔ اسی طرح ہر لہوی خرید فروخت، اور جس کی شرعاً ممانعت ہے جس سے غیر اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ یا جس سے گناہ و عصیان کفر و شرک کو تقویت پہنچتی ہے۔ یا جس سے حق کمزور ہوتا ہے۔ وہ بالکل حرام ہے اور اس کی خرید فروخت کرنا اور ھدیہ اور ھبہ اور عاریہ سب حرام ہے۔

(۳) اور جہاں تک اجارہ جات کا تعلق ہے۔ تو اس کی کئی قسمیں ہیں جیسے کسی آدمی کا اجرت پر کام کرنا، یا اپنی کوئی مملوکہ چیز کرایہ پر دینا وغیرہ (یہاں تک کہ فرمایا)

(۴) اور جہاں تک صنعت و حرفت کا تعلق ہے۔ تو وہ تمام صنعتیں جو لوگ سیکھتے ہیں یا سکھاتے ہیں جیسے کتابت، حساب کتاب، تجارت، رنگ بازی، زین سازی، مکان سازی، جراب بنا، کپڑے دھونے، سینے، پرونے اور تصویر بنانے بشرطیکہ جاندار کی نہ ہو۔ اور وہ تمام آلات و ادوات کہ جن کے لوگ اپنے کاروبار میں محتاج ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات زندگی میں انہیں ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو ان کا کرنا۔ پڑھنا اور پڑھانا اور خود ان پر عمل درآمد کرنا یا دوسروں کے لئے کرنا حلال اور جائز ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایسی چیز ہے جس سے کبھی گناہ کا کام بھی کیا جا سکتا ہے اور کبھی اس سے حق کی تقویت کا کام بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو ان کے بنانے اور سیکھنے اور سکھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جیسے لکھنا کہ اس سے والیان جور کی اعانت بھی کی جا سکتی ہے۔ (اور حق کی تائید بھی) اور جیسے چھری، تلوار، نیزہ اور تیر کمان وغیرہ کہ جن کو نیکی اور برائی کے کاموں میں صرف کیا جا سکتا ہے۔ تو ان

کے پڑھنے پڑھانے اور اس پر اجرت لینے اور اس کام کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ہاں البتہ ان کا برے کام میں صرف کرنا اور ان سے ناجائز کام کرنا حرام ہے۔بہرحال (جب ان میں خیر کا پہلو ہے اور وہی غالب بھی ہے) تو پھر اس عالم اور متعلم پر کوئی وزر و وبال نہیں ہے۔کیونکہ اس میں لوگوں کی منفعت کے پہلو کا رجحان ہے۔ ہاں گناہ صرف اس شخص کو ہوگا جو کہ ان چیزوں کو غلط استعمال کریگا کیونکہ حرام صرف وہ صنعت وحرفت ہے جس میں حرام ہی حرام ہو۔(اور جواز کا کوئی پہلو نہ ہو) جیسے چنگ ورباب (اور دیگر آلات غناء) اور شطرنج اور ہر لہوی کام (جیسے تاش وغیرہ) صلیب، صنم وغیرہ اور اس طرح پینے کی (حرام) صنعتیں (جیسے شراب کی بھٹیاں وغیرہ) جو بتمام الوجوہ حرام ہیں اور ان میں خیر کا کوئی پہلو موجود نہیں ہے۔لہٰذا ان کا پڑھنا پڑھانا، سیکھنا سکھانا اور ان پر عمل کرنا اور ان پر اجرت لینا یہ سب حرام ہے اور ان میں ہر قسم کا تصرف کرنا حرام ہے۔ہاں جب ان میں کوئی خیر کا پہلو ہو تو پھر اگرچہ اس سے ناجائز کام بھی کیا جاتا ہو تاہم اس کے خیر کے پہلو کی وجہ سے حلال متصور ہوگی۔اور اس کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا جائز ہوگا اور جو اسے غلط کام میں استعمال کرے گا وہ حرام کار متصور ہوگا۔پس یہ ہے تفسیر لوگوں کے تمام ذرائع معاش کی۔اور ان کے کسب واکتساب کے طریقوں کی۔(اور یہ ہے داستان اس کی حلت اور حرمت کی) اور جہاں تک ملکیت کا تعلق ہے تو اس کی چھ قسمیں ہیں (۱) غنیمت سے (۲) خرید کرنے سے (۳) وارث سے (۴) ھبہ کرنے سے (۵) عاریہ لینے سے (۶) اجرت لینے سے۔پس یہ ہے تفصیل ان کاموں کی جو انسان کے لئے حلال ہیں۔اور ان میں مال خرچ کرنا اور اسے تصرف میں لانا جائز ہے۔(تحف العقول، رسالہ المحکم، المتشابہ لسید المرتضیٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳

جو چیز مال حرام سے خریدی جائے وہ حلال نہیں ہے۔ورنہ حلال ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن حسن نے حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے کچھ جائداد یا خادم کچھ مال سے خریدا ہے جو اس نے ڈاکہ زنی یا چوری سے حاصل کیا تھا تو وہ اس جائیداد کا پھل کھا سکتا ہے؟ اور اس کنیز سے مباشرت کرسکتا ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس چیز میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے جس کی اصل حرام ہے۔اور اس کا استعمال ناجائز ہے۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود اسماعیل سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی شخص ہزار درھم چرائے اور وہ اس سے کوئی لونڈی خریدے یا کسی عورت کا حق مہر ادا کرے تو اس سے وہ عورت تو حلال رہے گی البتہ اس کی گردن پر مال کا بوجھ برقرار رہے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام (چونکہ ان دونوں حدیثوں میں بظاہر تنافی پائی جاتی ہے اس لئے اس کے دفع کرنے کیلئے) فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث اس پر محمول ہے کہ عین المال حرام ہو جس سے وہ چیز خریدی جائے۔ اور دوسری اس صورت پر محمول ہے کہ مافی الذمہ کی نیت سے چیز خریدی جائے (مگر بعد میں ادائگی مال حرام سے کی جائے) اس قسم کی بعض حدیثیں ولد الزنا کی خرید فروخت کے (باب ۹۶ از نکاح العبید میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴

کسب حرام سے خرچ کرنا حرام ہے اور نہ اطاعت کے کاموں میں اس کا صرف کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جس میں حلال و حرام موجود ہو تو وہ اس وقت تک تمہارے لئے حلال ہے جب تک تمہارے لئے حرام کی پہچان نہ ہو جائے اور جب ہو جائے تو اسے ترک کرو۔

(الفقیہ، التہذیب، الفروع، السرائر)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے بنی امیہ کے عہد میں کام کر کے بہت سارو پیہ پیسہ اکٹھا کیا ہے۔ اب وہ اس سے صدقہ دیتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے تا کہ اس کی کمائی جائز ہو جائے۔ اور وہ کہتا ہے کہ ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (خدا فرماتا ہے کہ نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں)۔ امامؑ نے فرمایا: خطا کبھی خطا کو دور نہیں کرتی ہاں البتہ نیکی برائی کو مٹاتی ہے۔ پھر فرمایا: اگر حرام حلال کے ساتھ اس طرح مخلوط ہو جائے کہ حرام کی پہچان نہ ہو سکے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب نہ حرام کی مقدار کا علم ہو اور نہ ہی اس کے مالک کا (تو اس صورت میں اس سے خمس ادا کیا جائیگا اور باقی حلال ہو جائے گا) اور اگر حرام کی مقدار معلوم ہو اور اصلی مالک کا بھی پتہ ہو تو پھر رد مظالم واجب ہے۔ (حق بحقدار پہنچایا جائے گا)۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابن بکیر سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی حرام کی دولت کمائے اور پھر حج پر جائے اور وہاں جا کر (احرام باندھ کر) کہے لبیک۔ تو اسے ندادی جاتی ہے ﴿لا لبیك و لا سعدیك﴾ اور اگر حلال کی کمائی کر کے حج پر جائے تو پھر جب وہ لبیک کہے تو اسے ندادی جاتی ہے ﴿لبیك و سعدیك﴾ (خوش آمدید) (الفروع، التہذیب)

۴۔ مسعدہ بن صدقہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ ہر چیز تمہارے لئے حلال ہے۔ یہاں تک کہ تمہیں اس کے حرام ہونے کا علم ہو جائے تب اپنی خوشی سے اسے ترک کر دو۔ اور اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے تمہارے بدن پر جو کپڑا ہے جسے تم نے خریدا ہے اور ممکن ہے کہ یہ چوری کا ہو۔ تمہارے پاس جو غلام ہے شائد وہ آزاد ہو اور اس نے دھوکہ (یا کسی مجبوری) سے اپنے آپ کو فروخت کر دیا ہو۔ یا تمہاری جو بیوی ہے وہ دراصل تمہاری بہن ہو۔ یا ہم شیر ہو۔ الغرض تمام چیزوں کا یہی حال ہے۔ (کہ وہ سب حلال سمجھی جائیں گی) یہاں تک کہ اس ظاہر کا مخالف پہلو تم پر واضح ہو جائے۔ یا اس کے خلاف بیّنہ (دو گواہ) قائم ہو جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ بات احکام کے موضوعات و متعلقات کے بارے میں ہے۔ یعنی حکم میں شبہ نہ ہو۔ بلکہ موضوع و متعلق کے بارے میں اشتباہ ہو جیسا کہ امام علیہ السلام کی پیش کردہ مثالوں سے واضح ہے۔ نہ کہ اصل حکم شرعی میں شبہ ہو کہ حرام ہے یا نہ؟ جب کہ کتاب القضا میں آئے گا کہ (وہاں احتیاط کی جائیگی)۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے پوچھا کہ خیانت یا چوری والا مال خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ اور (حلال مال) مخلوط ہو جائے۔ الحدیث (التہذیب، السرائر)

۶۔ حسین بن موسیٰ حناط اپنے والد سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص حرام مال حاصل کرے تو اس کی نہ حج قبول ہوتی ہے نہ عمرہ اور نہ اس کی صلہ رحمی قبول ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے شرم گاہ[1] بھی خراب ہو جاتی ہے۔ (الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۱ اور اس سے پہلے باب ۱۵۶ از وجوب حج و باب ۱۹۶ از جہاد نفس و باب ۴ از فعل معروف) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲، ۴۹ و ۵۱ و ۱۹۶ از تجارت میں) بیان کی جائیگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

---

[1] اگر ایسی رقم سے کنیز خریدی جائے یا آزاد عورت کا حق مہر مقرر کیا جائے تو وہ عورت مرد پر حرام ہوگی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵

زانیہ عورت کی اجرت، شراب اور نبیذ، مردار کی فروخت اور سود و رشوت کہانت کی اجرت حرام ہے اور دیگر وہ چیزیں جن کا کسب اکتساب حرام ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن مروان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ غلول (مال غنیمت میں سے خیانت کے ساتھ حاصل کردہ مال) کیا ہے؟ فرمایا: ہر وہ چیز جو امام سے چرائی جائے وہ حرام ہے اور یتیم کا مال کھانا یا اس جیسا مال بھی حرام ہے۔ فرمایا حرام کی بہت سی قسمیں ہیں فاجر عورت کی اجرت بھی اسی میں سے ہے اور شراب و نبیذ اور مسکر (نشہ آور چیز) کی قیمت بھی اسی سے ہے اور بیّنہ کے بعد سود بھی اسی میں سے ہے اور جہاں تک حکم (فیصلہ) میں رشوت لینے کا تعلق ہے تو وہ تو خدائے عظیم کے ساتھ کفر ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حرام کی کئی قسمیں ہیں منجملہ ان کے حجام (پچھنے لگانے والے) کی اجرت بھی ہے۔ اگر وہ طے کرکے لگائے۔ اور بدکار عورت کی اجرت اور شراب کی قیمت اور جہاں تک حکم ہر رشوت لینے کا تعلق ہے تو وہ تو خدائے عظیم کے ساتھ کفر ہے۔

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت زانیہ کا مہر، رشوت فی الحکم اور کاہن کی اجرت حرام ہے۔(الفروع، التہذیب تفسیر قمی الخصال)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا زانیہ عورت کی اجرت حرام ہے۔ اس کتے کی قیمت جو شکاری نہیں ہے حرام ہے۔ شراب کی قیمت حرام ہے۔ کاہن کی اجرت حرام ہے۔ مردار کی قیمت حرام ہے۔ اور جہاں تک رشوت فی الحکم کا تعلق ہے تو وہ تو خدائے عظیم کا کفر ہے۔(الفقیہ)

۵۔ اصبغ (بن نباتہ) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو حاکم لوگوں کی حاجت برآری سے پوشیدہ ہو جائے (نہ ان سے ملے اور نہ کام کرے) تو قیامت کے دن خدا اس سے اور اس کی حاجتوں سے محجب ہو جائے گا۔ اور اگر وہ (لوگوں سے) ھدیہ قبول کرے گا تو وہ غلول (خیانت) متصور ہوگا۔ اور اگر رشوت لے گا تو وہ مشرک سمجھا جائے گا۔(عقاب الاعمال)

۶۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت مبارکہ ﴿اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ﴾ (وہ لوگ مال حرام کو بہت کھانے والے ہیں) کی تفسیر میں فرمایا: اس سے

مراد وہ شخص ہے جو اپنے (دینی) بھائی کی حاجت بر آری کرے اور پھر اس کا پیش کردہ ھدیہ قبول کرے۔

(عیون الاخبار)

۷۔ عمار بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مال امام سے خیانت کرکے حاصل کیا جائے وہ حرام ہے۔ اور حرام کی کئی قسمیں ہیں من جملہ ان کے ایک وہ مال بھی ہے جو ظالم حاکموں کا کام کرکے حاصل کیا جائے اور من جملہ اس کے قاضیوں کی اجرت ہے۔ اور زانیہ عورتوں کی مزدوری ہے، اور شراب اور نشہ آور نبیذ کی قیمت ہے، اور بیّنہ و برھان کے بعد سود لینا اور جہاں تک رشوت فی الاحکام کا تعلق ہے تو اے عمار یہ تو خدائے عظیم کے اور اس کے رسول کریمؐ کے ساتھ کفر ہے۔ (معانی الاخبار، الخصال، تفسیر عیاشی)

۸۔ قاسم بن عبدالرحمٰن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار (حضرت امیر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو چیزوں سے منع فرمایا ہے: (۱) زانیہ عورت کے حق مہر سے۔ (۲) نر حیوان کی کمائی سے۔ (۳) سونے کی انگوٹھی سے۔ (۴) کتے کی قیمت سے۔ (۵) الارجوان (بروایتے شراب) کی ثروت سے۔ (۶) قسی کے کپڑوں سے جو مخصوص طریقہ پر شام میں تیار ہوتے ہیں۔ (۷) درندوں کے گوشت کھانے سے۔ (۸) سونے کے سونے اور چاندی کے چاندی کے عوض کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنے سے۔ (۹) نجوم میں نگاہ کرنے سے (علم نجوم پڑھنے سے)۔ (الخصال)

۹۔ جناب فاضل طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ نبیؐ و علیؑ سے مروی ہے کہ سحت حرام سے مراد رشوت فی الحکم ہے۔ (مجمع البیان)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی کے پاس ایک جانور ہوتا ہے۔ جو مرجاتا ہے تو آیا اس کے لئے اس کا چمڑے کا بیچنا یا رنگ کرکے اس کا پہنا جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔ اور اگر (بالفرض) اسے پہنے تو اس میں نماز نہ پڑھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و باب ۷۰ از جہاد نفس و باب ۴ از جہاد نفس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ ب ۷۰ و ۵۲ اور باب ۸ از آداب قاضی وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

نجس تیل اور گھی چراغ میں جلانے کے لئے خریدار کو بتا کر فروخت کرنا جائز ہے۔ بخلاف مردار کی چربی کے کہ اس کی فروخت کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر ایک جانور سے چربی کاٹی جائے تو اسے چراغ میں جلانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ احادیث ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بڑا چوہا تیل یا گھی یا شہد میں مرجائے تو؟ فرمایا: گھی اور شہد سے چوہا اٹھالیا جائے اور اس کے اردگرد سے کچھ مقدار اٹھالی جائے اور تیل سے چراغ جلایا جائے۔[1] (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب کوئی چوہا گھی میں گر کر مرجائے پس اگر گھی جامد (جما ہوا) ہو تو چوہا اور اس کے اردگرد سے کچھ گھی پھینک دو (اور باقی کو کھانے کے استعمال میں لاؤ) اور اگر پگھلا ہوا ہو تو پھر اس سے صرف چراغ جلاؤ اور یہی حکم تیل کا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرتِ شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن وہب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک بڑا سا چوہا تیل میں مرگیا۔ آپ اس کی فروخت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اسے فروخت کر اور خریدار کو صورت الحال بتادے تاکہ وہ چراغ جلائے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ جامع بزنطی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (بزنطی) نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس کچھ بکریاں ہیں وہ ان کی زندگی میں ان کی چربی کاٹتا ہے۔ آیا وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اسے پگھلائے اور پھر اس سے چراغ جلائے لیکن نہ اسے کھائے اور نہ فروخت کرے۔ (سرائر، قرب الاسناد)

باب ۷

تزکیہ شدہ حیوان جو مردار سے مشتبہ ہو اور نجس جو مردار سے مشتبہ ہو جائے اور وہ آٹا جو نجس پانی سے گوندھا جائے اس کے اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کا حکم جو مردار کے استعمال کو جائز جانتا ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبیؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

---

[1] یہ اس صورت میں ہے کہ جب گھی یا شہد منجمد ہو جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب ذبح شدہ (جانور) مردار کے ساتھ مشتبہ ہو جائے تو اسے اس شخص کے ہاتھ فروخت کر دو جو مردار کی قیمت استعمال کرنا حلال جانتا ہو۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ نجس پانی سے آٹا گوندھا گیا اسے کیا کیا جائے؟ فرمایا جو مردار (کے استعمال) کو جائز جانتا ہے اس کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ دوسری روایت میں اسی سوال کا جواب انہیں حضرت سے یوں مروی ہے فرمایا: اس آٹے کو دفن کر دیا جائے اور اسے فروخت نہ کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ تیل کے مٹکے میں چوہا مر گیا تو؟ فرمایا: نہ یہ تیل لگا اور نہ ہی کسی مسلمان کے ہاتھ اسے فروخت کر۔ (قرب الاسناد)

۵۔ نیز اسی سلسلہ سند سے مروی ہے کہ آپ نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ تیل کے مٹکے میں چوہا گر گیا۔ مگر مرنے سے پہلے اسے نکال لیا گیا تو آیا وہ تیل کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اور اسے لگایا بھی جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۸

جنگ کی حالت میں دشمنان دین کے ہاتھ اسلحہ اور زینیں فروخت کرنا حرام ہے۔ اسلحہ کے علاوہ باقی چیزوں کا فروخت کرنا اور مال تجارت کا ان کے پاس لے جانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حکم سراج نے عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو زینیں اور ان کے آلات شام لے کر جاتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اس وقت تم بمنزلہ اصحاب رسول کے ہو اب تم صلح کی حالت میں ہو وہاں البتہ جب جنگ شروع ہو جائے تو پھر ان کی طرف زینیں اور اسلحہ لے جانا (اور اسے ان کے ہاں فروخت کرنا) تمہارے لیے حرام ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ہند سراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اصلحک اللہ! میں شامیوں کے پاس اسلحہ لے جایا کرتا تھا۔ اور ان کے ہاتھ فروخت کیا کرتا تھا اور جب سے خدا نے مجھے اس امر (مذہب حق) کی معرفت عطا فرمائی ہے تو میرا سینہ تنگ ہونے لگا ہے اور میں کہتا ہوں کہ میں دشمنانِ خدا کے پاس اسلحہ نہیں لے جاتا؟ امام نے فرمایا بے شک لے جاؤ اور ان کے ہاتھ بیچو۔ اس سے خدا ہمارے اور تمہارے دشمنوں یعنی رومیوں کو دفع کرے گا ہاں البتہ جب ہمارے اور ان کے درمیان جنگ چھڑ جائے تو ان کے پاس اسلحہ نہ لیجاؤ کیونکہ (اس حالت میں) جو ہمارے دشمن کے پاس اسلحہ لے جائے تا کہ وہ اس سے ہمارے خلاف طاقت حاصل کرے وہ مشرک ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: اہل باطل کے دو گروہ آپس میں برسر پیکار ہیں تو کیا میں ان کے ہاتھ اسلحہ فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں وہ اسلحہ فروخت کر جو ان کو بچائے جیسے زرہ اور موزے اور اس قسم کی چیزیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ سراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں اسلحہ فروش ہوں تو؟ فرمایا: فتنہ، (جنگ) کی حالت میں اسے فروخت نہ کر۔ ایضاً۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابولقاسم صیقل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ میں (تلواریں) صیقل کرنے والا شخص ہوں۔ تلواریں خرید کرتا ہوں اور بادشاہ کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں تو ایسا کرنا میرے لیے جائز ہے؟ امام نے جواب میں لکھا ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا مسلمان مشرکوں کے پاس مال تجارت لے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: جب تک اسلحہ اٹھا کر نہ لے جائیں تب تک کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(بحارالانوار، قرب الاسناد)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود حماد بن عمر اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت نامہ میں فرمایا: یا علیؑ! اس امت کے دس شخص خدا کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ ایک القتات (چغلخور) (یہاں تک کہ فرمایا) اور جنگ کی حالت میں (دشمن کے ہاتھ) اسلحہ فروخت کرنے والا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی جو ظالم کے اعانت کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۹

شرط کے ساتھ پچھنے لگانے کا کاروبار کرنا مکروہ ہے۔ اور چوپاؤں کے چارہ میں اس کمائی کا صرف کرنا مستحب ہے۔ اور پچھنے لگانے والے کے لیے اجرت مقرر کرنا مکروہ ہے۔ لگوانے کے لیے نہیں۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی نو حدیثوں کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حجام کے کسب واکتساب کے بارے میں دریافت کیا فرمایا: جب شرط مقرر نہیں کی تو کوئی جرم نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار، الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجام کے کسب کے بارے میں دریافت کیا آپ نے پوچھا آیا تیرے پاس پانی کھینچنے والا کوئی اونٹ ہے؟ اس نے کہا ہاں فرمایا: اس کمائی سے اسے چارہ کھلا اور خود اسے نہ کھا۔ (التہذیبین)

۳۔ حضرت شیخ معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حجام کے کاروبار کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ فرقد حجام بھی ہمارے ساتھ تھے انہوں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں ایک ایسا کاروبار کرتا ہوں کہ میں نے بہت سے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی ہے اور سب نے یہی کہا کہ یہ مکروہ (ناپسندیدہ) عمل ہے۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں بس اگر مکروہ ہے تو میں اسے ترک کر دوں گا اور کوئی اور کاروبار کروں گا کیونکہ میں نے صرف آپ کے فرمان پر عمل کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کاروبار کون سا ہے؟ عرض کیا میں حجام ہوں (پچھنے لگاتا ہوں اور روپیہ کماتا ہوں) فرمایا: اے برادر زادے اپنے اس کاروبار سے کھا! اس سے صدقہ دے، حج اور شادی کر۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پچھنے لگوائے ہیں اور اجرت دی ہے۔ تو اگر اس کی اجرت دینا حرام ہوتی تو آپ کیوں دیتے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور بنی بیاضہ کے ایک غلام نے پچھنے لگائے اور آپ نے اسے اجرت دی اور اگر یہ اجرت دینا حرام ہوتی تو آپ اسے عطا

نہ کرتے۔ جب وہ فارغ ہوا تو آنحضرت نے پوچھا خون کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو میں نے پی لیا ہے! فرمایا تجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا! (لیکن اگر ایسا کیا ہے) تو خدا نے اسے تمہارے لیے دوزخ کی سپر بنا دیا ہے۔ پس پھر اس کا اعادہ نہ کرنا۔ (کتب اربعہ)

۶۔ صالحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا اور انہیں ممانعت کر دی کہ اسے قصاب یا حجام نہ بنائیں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حجام کے کسب کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس کے لئے شرط لگانا (مک مکا کرنا) مکروہ ہے مگر تمہارے لئے اس سے اجرت طے کرنا اور اس میں مماکسہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ہاں! البتہ اس کے لئے مکروہ ہے تمہارے لئے نہیں۔ (ایضاً)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کے وسط میں پچھنے لگوائے اور ابوظیبہ نے پیتل کی پچھنی سے پچھنے لگائے اور آنحضرتؐ نے اسے کھجور کا ایک صاع دیا فرمایا: اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ جب ان کا سر زخمی ہوتا تھا تو آپ جلجلان کا تیل ناک میں چڑھاتے تھے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ قبل ازیں باب ۵ حدیث نمبر دو بروایت سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ حجام اگر اجرت طے کرکے پچھنے لگائے تو اس کی اجرت حرام ہے۔ (الفروع وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے کیونکہ اس کے معارض بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ (جو اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں) نیز اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۳ و ۲۱ میں) کئی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۰

فصد کھلوانے کی اجرت لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ سامرا کے بعض نصرانیوں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار نماز ظہر کے وقت حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا: اس رگ کی

فصد کھلواؤ اور امام نے مجھے ایک رگ پیش کی کہ میرے علم کے مطابق وہ ان رگوں میں سے نہیں تھی جن کا فصد کھلوایا جاتا ہے! نصرانی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے زیادہ تعجب خیز کوئی بات نہیں دیکھی۔ ایک تو یہ نماز ظہر کے وقت فصد کھلواتے ہیں جو کہ فصد کا وقت نہیں ہے۔ دوسرے وہ ایسے رگ کی فصد کھلوانا چاہتے ہیں جسے میں نہیں جانتا۔ پھر فرمایا: یہیں گھر میں رہ اور انتظار کر! جب شام ہوئی تو پھر مجھے بلوایا۔ اور فرمایا: خون نکال لو۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ پھر فرمایا: رکو۔ تو میں رکا۔ پھر مجھ سے فرمایا: تم یہیں گھر میں رہو۔ پس جب آدھی رات ہوئی تو پھر مجھے بلایا اور فرمایا: خون چلاؤ۔ نصرانی کہتے ہیں کہ میں نے پہلے سے بڑھ کر تعجب کیا مگر آپ سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا پس جب میں نے خون چلایا تو اس طرح سفید خون نکلا کہ گویا نمک ہے۔ پھر فرمایا: اسے روکو۔ تو میں نے روکا۔ پھر مجھ سے فرمایا: یہیں گھر میں رہ پس جب صبح ہوئی تو آپ نے اپنے منیجر سے فرمایا: کہ مجھے تین دینار دے۔ چنانچہ میں نے وہ تین دینار لے لئے اور باہر نکل گیا تا آخر حدیث جس میں وارد ہے کہ اس شخص نے علماءِ طب سے پوچھ گچھ کی۔ تو بعض نے بتایا کہ جناب مسیح علیہ السلام نے زندگی میں صرف ایک بار اس طرح فصد کھلوائی تھی۔ (الاصول)

نوٹ:۔ اس سلسلے کی دوسری روایت جو راوندی کی خرائج وجرائح سے مروی ہے وہ بھی اس کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس میں (اکحل) نامی رگ کے فصد کھلوانے اور اجرت کے طور پر کچھ کپڑے اور پچاس دینار دینے کا تذکرہ ہے۔ (فراجع)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں اس سے پہلے (باب ۹ میں) ائمہ معصومین کا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ اگر پچھنے لگانے کی اجرت حرام ہوتی تو آنحضرت اجرت نہ دیتے۔ نیز اس سے پہلے باب ۲، ۹ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۱

منگل اور بدھ کے دن اور بروز جمعہ زوال کے وقت پچھنا لگوانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: لوگ کس بات میں اختلاف کر رہے ہیں؟ عرض کیا کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ منگل کے دن پچھنے لگوانا بہت مناسب ہے فرمایا: وہ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ خون کا دن ہے۔ فرمایا وہ سچ کہتے ہیں۔ (یہ خون کا دن ہے) لہٰذا اس دن اسے نہیں چھیڑنا چاہئے۔ کیا ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ منگل کے دن

ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اس میں خون نکالا جائے تو پھر وہ مرتے دم تک بند نہیں ہوتا۔ یا جسے خدا چاہے۔(الروضہ)

۲۔ شعیب عقرقوفی کے بھائی ابوعروہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ بدھ کا دن ہے اور آپ زندان میں پچھنے لگوا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا آج تو وہ دن ہے کہ جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص اس میں پچھنے لگوائے اسے پھلبہری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے فرمایا: اس کا اندیشہ اسے ہوتا ہے جس کی ماں حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ضرورت کے وقت پر محمول ہے یا حرمت کی نفی اور جواز کے بیان پر مبنی ہے ورنہ آئندہ بیان کیا جائے گا کہ (بحالت اختیاری) اس دن پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جمعہ کے دن زوال کے وقت پچھنے نہ لگواؤ کیونکہ جو شخص جمعہ کے وقت پچھنے لگوائے اور اسے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بدھ کے دن پچھنے لگوانے اور نورہ لگانے سے بچو کیونکہ بدھ کا دن دائمی منحوس ہے۔ اس دن جہنم پیدا کی گئی تھی۔(الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کے بعد (باب ۱۳) میں اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس کے جواز بلکہ بعض صورتوں میں اس کے رجحان پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

سانڈ سے جفتی کرانے کی اجرت لینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہمارے ہمراہ فرقد حجام بھی تھا (یہاں تک کہ کہا) فرقد نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میرے پاس سانڈ ہے جسے میں کرایہ پر دیتا ہوں آپ اس کی کمائی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس کی کمائی کھا کیونکہ وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ مگر لوگ اسے مکروہ جانتے ہیں۔ اس پر حنان نے عرض کیا کہ جب حلال ہے تو پھر لوگ اسے کیوں مکروہ جانتے ہیں؟ (کیوں ناپسند کرتے ہیں) فرمایا اس لئے

کہ لوگ اس کی وجہ سے ایک دوسرے پر طعن وتشنیع کرتے ہیں (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سانڈوں کی اجرت کیسی ہے؟ فرمایا: اگرچہ عرب میں اسے عار جانتے ہیں مگر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی طعن وتشنیع کی وجہ سے سانڈ کی اجرت کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں

باب ۱۳

پچھنے لگوانا مستحب ہے۔ اس کا وقت اور اس کے جملہ آداب۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی انیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آیت الکرسی پڑھ اور پھر جس دن جی چاہے پچھنے لگوا۔ اور صدقہ دے اور جس دن جی چاہے (سفر پر) نکل جا۔ (الروضہ)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے علاقہ کے لوگ پچھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ صبح نہار منہ لگوانا کھانا کھا کر لگوانے سے بہتر ہے! فرمایا نہ بلکہ کھانا کھا کر لگوانا رگوں سے خون کو زیادہ کھینچتا ہے اور بدن کے لئے زیادہ قوت کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن فضال بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا وہ پچھنا جو سر میں لگایا جائے اسے مغیثہ کہا جاتا ہے جو موت کے سوا ہر بیماری میں فائدہ دیتا ہے۔ اور ابروؤں سے ایک بالشت (اوپر) لگوایا جائے۔ پھر فرمایا: یہاں (یعنی سر کے وسط میں لگوانا چاہئے) (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود خلف بن حماد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب پچھنا لگوانا چاہو اور انگلی لگانے سے خون بھی نکل آئے تو حجام کی فراغت سے پہلے جب کہ خون جاری ہو یہ دعا پڑھو ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ الکریم فی حجامتی ھذا من العین فی الدم ومن کل سوء﴾ پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ جب تم یہ دعا پڑھو گے تو تم تمام چیزوں کو اکٹھا کر لو گے چنانچہ خود فرمایا ہے ﴿لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء﴾ کہ اس سے مراد فقر

وفاقہ ہے۔ اور فرمایا: ﴿کذالك لنصرف عنه السوء و الفحشاء﴾ (یعنی ہم نے ان کو زنا کاری سے بچایا)
اور فرمایا: ﴿ادخل یدك فی جیبك تخرج بیضاء من غیر سوء﴾ (یعنی اس میں پھلبری نہیں ہوگی)
(الغرض پچھنے لگوانے سے یہ تمام فائدے حاصل ہوں گے)۔ (معانی الاخبار)

۵۔ احمد بن عبداللہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پچھنے لگوانا بہترین عادت ہے۔ جو آنکھوں کو جلا بخشتی ہے اور بیماری کو دور کرتی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ احمد بن ابوعبداللہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار پچھنے لگوائے ایک بار سر میں (دوسری بار) دونوں کاندھوں کے درمیان اور (تیسری بار) اپنی گردن پر ایک کا نام نافعہ، دوسرے کا نام مغیثہ، اور تیسری کا نام منقذہ رکھا۔ (ایضاً)

۷۔ سالم بن مکرم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو پچھنا سر میں لگوایا جائے وہ ناک سے ایک بالشت کے فاصلے پر ہونا چاہیئے۔ اور حضرت رسول خدا ﷺ اس کا نام منقذہ رکھتے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ خلف بن حماد ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو پچھنے لگوا رہے تھے۔ آپؑ نے فرمایا تمہارا کیا بگڑ جاتا اگر تم اسے اتوار کی عشاء تک مؤخر کر دیتے۔ کہ ایسا کرنا خون کو زیادہ اتارتا ہے (الخصال)

۹۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اسلم نے سوموار کے دن پچھنا لگوایا اور حجام کو (اجرت میں) گندم عطا فرمائی۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابراہیم ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ سوموار کے دن عصر کے بعد پچھنے لگواتے تھے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حماد بن عیسیٰ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوموار کے دن اس کے آخری حصہ میں پچھنا لگوانا بدن سے اس طرح بیماری کھینچتا ہے جس طرح کھینچنے کا حق ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص منگل کے دن مہینہ کے سترہ یا انیس یا اکیس کو پچھنے لگوائے تو یہ بات سال بھر کی بیماریوں سے شفا کا باعث ہوگی۔ اور ان کے علاوہ بالخصوص سر درد، ڈاڑھوں کے درد، اور جنون، پھلبری اور کوڑھ سے شفا کا موجب ہوگی۔ (ایضاً)

۱۳۔ عبدالرحمن بن عمر بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے بدھ

کے دن پچھنے لگوائے جب کہ ان کو بخار تھا مگر نہ اترا پھر جمعہ کے دن لگوائے پس پھر بخار چھوڑ گیا۔ (ایضاً)

۱۴۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو بدھ کے دن عصر کے بعد پچھنے لگواتے ہوئے دیکھا۔ (ایضاً)

۱۵۔ محمد بن احمد وقاق ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں بدھ کے روز سفر کرنے کے متعلق سوال کیا تھا امامؑ نے جواب میں لکھا کہ جو شخص بدھ کے دن بدشگونی لینے کے برخلاف پچھنے لگوائے تو وہ ہر آفت سے محفوظ اور ہر عاہت (نقص) سے مصون رہے گا۔ اور خدا اس کی حاجت براری کرے گا۔ پھر ایک بار خط لکھا جس میں بدھ کے دن پچھنے لگوانے کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے جواب میں لکھا کہ جو شخص بدشگونی لینے کے برخلاف بدھ کے دن پچھنے لگوائے تو وہ ہر آفت سے محفوظ ور ہر عاہت (نقص) سے مصون رہے گا۔ (ایضاً)

۱۶ معقب بن المبارک بیان کرتے ہیں کہ میں خمیس کے دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ پچھنے لگوا رہے ہیں میں نے عرض کیا کیا آپ خمیس کے دن پچھنے لگوا رہے ہیں؟ فرمایا: جو شخص پچھنا لگوانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ خمیس کے دن لگوائے کیونکہ ہر شب جمعہ کو خون سبقت کر کے آتا ہے اور خمیس کی صبح تک پلٹ کر اپنے مرکز کی طرف نہیں جاتا (یہاں تک کہ فرمایا) جو شخص مہینہ کے آخری خمیس کے دن اول نہار میں پچھنے لگوائے تو اس سے بیماری اس طرح کھچ کر باہر جاتی ہے جس طرح کھینچے کا حق ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ محمد بن ریاح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ جمعہ کے دن پچھنے لگوا رہے تھے میں نے عرض کیا۔ کیا آپ جمعہ کے دن پچھنے لگواتے ہیں؟ فرمایا: آیت الکرسی پڑھ:۔ اور جب بھی رات یا دن کے وقت خون جوش مارے تو آیت الکرسی پڑھے اور پچھنے لگوائے۔ (ایضاً)

۱۸۔ حضرت امیر علیہ السلام نے حدیث الاربعمائۃ میں فرمایا: پچھنے لگوانا بدن کو درست کرتا ہے، عقل کو مضبوط کرتا ہے اور بدھ کے دن پچھنے لگوانے اور نورہ لگانے سے بچو۔ کیونکہ بدھ کا دن دائمی منحوس ہے۔ اور اس میں جہنم پیدا ہوئی تھی اور جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جو اس میں پچھنے لگوائے تو وہ مر جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: دوا چار چیزیں ہیں: (۱) پچھنے لگوانا۔ (۲) ناک میں سعوط لینا۔ (۳) حقنہ کرانا۔ (۴) قے کرنا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: جناب حسین بن بسطام اور ان کے بھائی نے طب الائمہ میں اس قسم کی بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں۔

باب ۱۴

سوائے شکاری کتے یا حیوان اور باغ کے حفاظت والے کتوں کے باقی کتوں کی خرید وفروخت حرام ہے۔ ہاں البتہ بلی اور دیگر چوپاؤں کی خرید فروخت جائز ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوعبداللہ عامری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کتے کی قیمت کے بارے میں سوال کیا جو شکاری نہیں ہے فرمایا: حرام ہے ہاں البتہ شکاری کتے کی قیمت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کتا شکاری نہیں ہے اس کی قیمت حرام ہے پھر فرمایا ہاں بلی کی قیمت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب، تفسیر العیاشی)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شکاری کتے کی قیمت کے متعلق سوال کیا فرمایا: اس کی قیمت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے البتہ دوسرے کتے کی قیمت حلال نہیں ہے۔(التہذیب، الفقیہ)

۴۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسنادخود حسن بن علی وشاء سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کتے کی قیمت حرام ہے اور حرام جہنم میں ہے۔(تفسیر عیاشی)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مبسوط میں فرماتے ہیں شکاری کتے کی خرید فروخت جائز ہے۔ اور مروی ہے کہ حیوان اور باغ کی حفاظت کرنے والے کتے کا بھی یہی حکم ہے۔(المبسوط)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد یہاں (باب ۱۶ میں) اور کتاب النکاح (باب المہر میں) بیان کی جائیں گی اور وہاں یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ بلی اور چوپاؤں کی خرید فروخت جائز ہے

باب ۱۵

گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے۔ سوائے دلہن کی رخصت کرنے والی کے جب کہ وہاں سے مردوں کا گزر نہ ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گانے والی عورتوں کی کمائی کے بارے سوال کیا؟ فرمایا: وہ جن پر مرد داخل ہوتے (اور سنتے) ہیں

ان کی کمائی تو حرام ہے اور وہ (گانے والیاں) جن کو شادی بیاہ میں بلایا جاتا ہے (تاکہ دلہن کو رخصت کریں) تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہی (حرمت غنا) ارشاد خداوندی ہے ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لہوالحدیث (غنا) کو خریدتے ہیں تاکہ خدا کے راستہ سے گمراہ کریں)۔ (الفروع، الاستبصار، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ گانے والی عورت جو دلہنوں کو رخصت کرتی ہے اس کی کمائی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس مغنیہ کی اجرت جو دلہنوں کو رخصت کرتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں مردوں کا گزر نہیں ہوتا۔ (کتب الاربعہ)

۴۔ نضر بن قابوس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ گانے والی عورت ملعون ہے اور جو اس کی کمائی کھاتا ہے وہ بھی ملعون ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا عید الفطر، عید الاضحیٰ اور فرح وسرور کے موقع پر غنا روا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے جب تک اس سے گناہ وغیرہ نہ کیا جائے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف[1] علام فرماتے ہیں کہ یہ دلہن کو رخصت کرنے کے ساتھ مخصوص ہے اور عیدین پر بھی صرف اس صورت میں جائز ہے کہ ان کے ساتھ جب شادی کا اتفاق ہو۔ نیز اس کا تقیہ پر محمول کرنا بھی ممکن ہے۔ نیز اور بھی احتمالات ہیں نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ اور ۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

مُغنیہ (گانے والی عورت) کی خرید فروخت، اس کا سننا، اسے (غنا) لکھانا سب حرام ہے۔ ہاں البتہ اس شخص کے لئے اس کی بیع شراء جائز ہے جو اسے گانے کا حکم نہیں دیتا بلکہ اسے اس سے روکتا ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن الحسن دینوری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

---

[1] میں نے اپنے رسالہ اصلاح المجالس والمحافل اور قوانین الشریعہ میں ناقابل رد دلائل سے اور محقق فقہاء کے فتاویٰ کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ غنا کی حرمت (زنا کی طرح) ذاتی ہے۔ جو تخصیص کے قابل نہیں ہے لہٰذا اس سلسلہ میں مروی والی حدیثیں اعتماد و استناد کے قابل نہیں ہیں چہ جائیکہ قرب الاسناد والی اس مجمل بلکہ مہمل روایت پر عمل کیا جائے۔ واللہ الموفق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آپ اس نصرانیہ (کنیز) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے میں خریدتا ہوں اور نصرانی کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں؟ فرمایا: خرید و فروخت کر! راوی نے عرض کیا۔ میں اس سے مباشرت کر سکتا ہوں؟ امام تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر میری طرف دیکھا اور چھپاتے ہوئے فرمایا وہ تمہارے لئے حلال ہے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں مغنیہ کو یا کسی کنیز کو خریدتا ہوں جو گا سکتی ہے جس سے میرا مقصد صرف روزی کمانا ہے۔ فرمایا: وخرید فروخت کر۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ایسی کنیز کے خریدنے کے بارے میں سوال کیا جس کی آواز اچھی ہے؟ فرمایا: تمہارا کیا بگڑتا ہے اگر تم اسے خرید کرلو۔ تو وہ تمہیں جنت یاد دلائے گی۔ یعنی قرآن کی تلاوت کر کے، زہد اور (آخرت کے) فضائل بیان کر کے اس کردار کے ساتھ جو مخفی نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک غناء کا تعلق ہے تو وہ بہر حال حرام ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ اس سے مراد وہ اچھی آواز ہے جو غناء کی حد تک نہ پہنچے۔

۳۔ اسحاق بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ ان توقیعات میں سے جو محمد بن عثمان العمری کی جانب سے حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے خط سے ہمارے پاس موجود ہیں ان میں سے ایک میں وارد ہے کہ تم نے ﴿ارشدك الله وثبتك﴾ میرے منکرین کے بارے میں جو پوچھا ہے تو (یہاں تک کہ فرمایا) اور جس مال سے تم نے ہمارے ساتھ وصل کیا ہے تو ہمارے ہاں صرف وہ مال قبول ہوتا ہے جو پاک و پاکیزہ ہو۔ اور گویا عورت کی قیمت حرام ہے۔ (اکمال الدین)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابراہیم بن ابوالبلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے موالی میں سے ایک شخص کے پاس چند گانے والی کنیزیں ہیں جن کی چودہ ہزار دینار قیمت ہے۔ اور اس نے اس (قیمت) کا ایک ثلث آپ کے لئے مقرر کیا ہے؟ فرمایا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کتے اور مغنیہ کی قیمت حرام ہے۔ (قرب الاسناد)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابوالبلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ اسحاق بن عمر نے (مرتے وقت) وصیت کی کہ اس کے پاس جو چند گانے بجانے والی کنیزیں ہیں وہ انہیں فروخت کر دیں اور ان کی قیمت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کریں۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے وہ کنیزیں تین لاکھ درہم میں فروخت کیں اور وہ قیمت امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا کہ آپ کے ایک موالی اسحاق بن عمر نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ اس کی گانے والی کنیزیں فروخت کر کے ان کی قیمت آپ کی خدمت میں پیش

کروں؟ چنانچہ یہ تین لاکھ درہم ان کی قیمت حاضر ہے۔امام نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے یہ حرام ہے اور ان (کنیزوں) کو اس (غنا) کی تعلیم دینا کفر ہے۔ اور ان کا گانا سننا نفاق ہے اور ان کی قیمت حرام ہے۔(الفروع،التہذیب،الاستبصار)

۶۔ حسن بن علی وشاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ گانے والی عورت کی خرید کیسی ہے؟ فرمایا: کبھی آدمی کے پاس ایسی کنیز ہوتی ہے جو (گا کر) اسے لہو ولعب میں مبتلا کرتی ہے اس کی قیمت کتے کی قیمت کی مانند ہے۔ اور کتے کی قیمت حرام ہے اور جو حرام ہے وہ جہنم میں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ سعید بن محمد طاطری اپنے باپ (محمد) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گانے بجانے والی کنیزوں کی خرید وفروخت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: ان کی خرید وفروخت حرام ہے، انہیں (غنا) سکھانا کفر ہے اور ان کا گانا سننا منافقت ہے۔(ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ از مقدمات طواف اور باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جو عورت صحیح نوحہ خوانی کر کے پیسہ کمائے نہ کہ غلط نوحہ خوانی کر کے تو وہ جائز ہے۔ ہاں البتہ اس کیلئے مستحب ہے کہ پہلے مک مکاؤ نہ کرے اور وہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر اسے حلال کرسکتی ہے اور رات کے وقت نوحہ خوانی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد نے مجھ سے فرمایا اے جعفر! میرے مال میں سے اتنا ان ندبہ (بلند آواز سے گریہ کرنے والی عورتوں کے لئے وقف کرو جو بمقام منیٰ ایام منیٰ میں مجھ پر ندبہ کریں۔(الفروع،التہذیب)

۲۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ولید بن مغیرہ کا انتقال ہوا تو جناب ام سلمہؓ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ آل مغیرہ نے نوحہ خوانی کا انتظام کیا ہے۔ تو کیا میں چلی جاؤں؟ آنحضرت نے انہیں اجازت دے دی! پس انہوں نے کپڑے پہنے اور جانے کے لئے تیار ہوئیں اور وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے پری پیکر معلوم ہوتی تھیں اور وہ جب بالوں میں کنگھی کرتی تھیں تو ان کا جسم اور بھی بڑا نکھر جاتا تھا اور دونوں پاؤں میں پازیب پہنتی تھیں۔ الغرض انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو اپنے چچازاد کا اس طرح ندبہ کیا۔

أنعي الوليد بن الوليد أبا الوليد فتى العشيره
حامي الحقيقة ماجد يسمو الى طلب الوتيره
قد كان غيثاً في السنين وجعفراً غدقاً وميره

پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ سب کچھ دیکھا اور سنا مگر) نہ اس پر نکتہ چینی فرمائی اور نہ کچھ کہا۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ میں ایک عورت رہتی تھی۔ جس کی ایک نوحہ خوان کنیز تھی ایک دن وہ میرے پاس آئی اور کہا چچا جان! آپ جانتے ہیں کہ میری گزراوقات (درحقیقت) خدا کی طرف سے ہے اور پھر (بظاہر) اس کنیز کی وجہ سے ہے۔ تو میں چاہتی ہوں کہ آپ حضرت امام جعفر علیہ السلام سے اس کے بارے میں دریافت کریں اگر (اس کی کمائی) حلال ہے تو فبہا ورنہ میں اسے فروخت کردونگی اور اس کی قیمت پر گزر بسر کرونگی یہاں تک کہ خدا کشائش کار کرے میرے والد نے اس عورت سے کہا بخدا میں امام علیہ السلام کو اس سے بڑا جانتا ہوں کہ ان سے یہ مسئلہ دریافت کروں۔ حنان بیان کرتے کہ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آنجناب سے اس کا تذکرہ کیا تو جناب نے فرمایا: آیا وہ مک مکاؤ کرتی ہے؟ میں نے عرض کیا بخدا میں کچھ نہیں جانتا کہ آیا ایسا کرتی ہے یا نہ۔ فرمایا: اس سے کہو مک مکاؤ نہ کرے اور پھر اسے جو کچھ دیا جائے اسے قبول کرلے۔
(الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

۴۔ عذافر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے نوحہ گر عورت کی کمائی کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر مار کر اسے حلال کرے۔(الفروع، الفقیہ)

۵۔ عمرو زعفرانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا جس بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ اس موقع پر بانسری بجائے (یا کوئی آلہ لہو ولعب استعمال کرے) تو اس نے دراصل اس نعمت کا کفران کیا ہے اور جس شخص پر کوئی مصیبت نازل ہو اور وہ نوحہ گر عورت بلائے تو اس نے مصیبت کا کفران کیا ہے۔(الفروع)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے غلط اور باطل نوحہ خوانی مراد ہے۔ یا وہ نوحہ خوانی مراد ہے جو غنا پر مشتمل ہو یا جس کی آواز اجنبی لوگ سنیں۔

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس نوحہ گر عورت کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو مرنے والے پر نوحہ کرتی

ہے۔(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۷۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے مغنیہ اور نوحہ گر عورت کی کمائی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اسے مکروہ قرار دیا۔(التہذیب، الاستبصار)

مولف علام فرماتے ہیں مغنیہ کی کمائی میں لفظ کراہت حرمت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔(جو کہ کثیر المعانی ہے)۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ نوحہ گر عورت کی کمائی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ وہ (نوحہ میں) سچی بات کہے۔(الفقیہ)

۹۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث مناہی میں مصیبت کے وقت جھنجھنانے، نوحہ کرنے، اس کے سننے اور منہ پر ہاتھ مارنے کی ممانعت فرمائی۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نوحہ گری کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ نے اسے مکروہ قرار دیا۔

(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے باطل نوحہ گری مراد ہے یا وہ نوحہ جو غنا و سرود پر مشتمل ہو بنا بریں کراہت سے مراد حرمت ہوگی۔کمامر۔

باب ۱۸

لڑکیوں کا ختنہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس کے آداب۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورتیں ہجرت کرکے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ان میں ایک ام حبیب نامی عورت بھی تھی جو ختنہ گرتھی اور لڑکیوں کا ختنہ کیا کرتی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پر نگاہ پڑی تو فرمایا: اے ام حبیب! جو کام تو کل کرتی تھی وہ آج بھی کرتی ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! البتہ اگر یہ کام حرام ہے تو آپ مجھے اس سے روک دیں! فرمایا: نہیں بلکہ حلال ہے میرے قریب آ تا کہ میں تجھے سمجھاؤں! ام حبیب بیان کرتی ہیں کہ میں آپ کے نزدیک گئی آنحضرت نے فرمایا: جب تو یہ کام (ختنہ) کرے تو اس ٹکڑے کو جو کاٹا جاتا ہے بالکل نہ

کاٹ (اس کے کاٹنے میں مبالغہ نہ کر) اور کچھ چھوڑ کر کچھ کاٹ کہ ایسا کرنا چہرہ کی رونق اور شوہر سے زیادہ لذت اندوہ ہونے کا باعث ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک لڑکی سات سال کی نہ ہو جائے تب تک اس کا ختنہ[1] نہ کیا جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد کتاب النکاح (باب ۵۸ از احکام اولاد میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

کنگھی پٹی کرنے کا پیشہ اختیار کرنے والی عورت کی کمائی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کے اعمال کا حکم اور اس کی دھوکہ دہی حرام ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے ختنہ کرنے والی ام حبیب والی حدیث میں فرمایا کہ اس ام حبیب کی ام عطیہ نامی ایک بہن تھی جو کنگھی پٹی کرنے کا پیشہ کرتی تھی۔ تو جب ام حبیبؓ اس کے پاس لوٹ کر آئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ختنہ کے بارے میں) اس سے جو کچھ فرمایا تو اس نے وہ اپنی بہن کو بتایا تو وہ سیدھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچی اور جو کچھ اس کی بہن نے اسے بتایا تھا وہ گوش گزار کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے ام عطیہ میرے نزدیک آ! جب تو کسی لڑکی کی کنگھی کرلے تو اس کے منہ کو کپڑے کے چیتھڑے سے نہ دھو کیونکہ چیتھڑا چہرہ کے پانی کو پی جاتا ہے۔ (اسے بے رونق بنا دیتا ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن ابی عمیر ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک کنگھی کرنے والی عورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تو نے اپنا یہ کاروبار ترک کر دیا ہے یا جاری ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو برابر یہ کام کرتی ہوں۔ (اور کرتی رہوں گی)

---

[1] لڑکی کے ختنے پر برادران اسلام کے مولوی صاحبان مذہب شیعہ کو بدنام کرتے رہتے ہیں۔ اگرچہ اس مسئلہ پر عمل نہ شیعوں کا ہے اور نہ سنیوں کا۔ مگر کتابی طور پر ہر دو مذہب میں مستحب لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو: ہدایہ، ج ۱، ص ۳۲۸، طبع یوسفی لکھنو اور اس عبارت پر حاشیہ نمبر ۵ از علامہ عبدالحی نیز فتح القدیر بہ سلسلہ تشریح الختان۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مگر یہ کہ آپ مجھے اس سے منع کر دیں تو پھر میں اسے ترک کر دونگی! فرمایا: کرتی رہ۔ ہاں البتہ جب کنگھی کرے تو چہرہ کو چیتھڑوں سے نہ رگڑ۔ کیونکہ ایسا کرنا چہرہ کی رونق کو لے جاتا ہے۔ اور (اصلی) بالوں کے ساتھ (نقلی) بال نہ جوڑو۔ (ایضاً)

۳۔ سعد الاسکاف بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اس موباف کے بارے میں پوچھا گیا جو عورتیں اپنے بالوں سے ملا کر باندھتی ہیں؟ فرمایا: جس طرح بھی کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے اپنے آپ کو زینت دے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 'واصلہ' اور 'موصولہ' پر لعنت کی ہے؟ فرمایا: اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو تو سمجھ رہا ہے بلکہ اس سے مراد وہ واصلہ عورت ہے جو اپنی جوانی میں خود زنا کاری کرے اور جب بوڑھی ہو جائے تو (دلالی کر کے) عورتوں کو مردوں کے پاس لے جائے یہ ہے واصلہ اور موصولہ۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (امام علیہ السلام) سے اس مسلمان عورت کی کمائی کے بارے میں سوال کیا جو دلہنوں کو کنگھی پٹی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ اور وہ فی الحال تنگی رزق میں مبتلا ہے؟ فرمایا: اس (پیشہ) میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں البتہ بالوں سے بالوں کو نہ جوڑے۔ (التہذیب)

۵۔ عبداللہ بن الحسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن (امام علیہ السلام) سے قرامل (موباف) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: قرامل (موباف) کیا ہے؟ یہ اون ہے جسے عورتیں اپنے سر میں رکھتی ہیں فرمایا: اگر وہ اون کی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں اور اگر (انسانی) بالوں کی ہو تو پھر اس میں واصلہ ہے (ایسا کرنے والی) اور موصلہ (جس کے لئے کیا جائے) کے لئے خیر و خوبی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ کنگھی کرنے والی عورت کی کمائی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جب تک مک مکاؤ نہ کرے۔ بلکہ اسے جو کچھ دیا جائے وہ قبول کر لے اور کسی عورت کے بال کسی دوسری عورت کے بالوں سے نہ ملائے۔ ہاں البتہ اگر بکری کے بال عورتوں کے بالوں سے ملائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ علی بن غراب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے چند قسم کی عورتوں پر لعنت کی ہے جیسے نامصہ، متنمصہ، واشرۃ، موتشرہ، واصلہ، مستوصلہ، واشمۃ، مستوشمۃ۔ (معانی الاخبار) حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علی بن غراب

نے (ان عورتوں کی تشریح کرتے ہوئے) کہا ہے کہ نامصہ سے مراد وہ عورت ہے جو بال نوچتی ہے اور منتصمہ وہ عورت ہے جس کے بال اکھیڑے جائیں واشرہ سے مراد وہ عورت ہے جو عورت کے دانتوں کو باریک اور تیز کرتی ہے اور موشرہ وہ عورت ہے جس سے یہ سلوک کیا جائے واصلہ سے مراد وہ عورت ہے جو ایک عورت کے بال دوسری عورت کے بالوں سے جوڑتی ہے اور مستوصلہ وہ عورت جس سے یہ کاروائی کی جائے اور واشمہ سے مراد وہ عورت ہے جو کسی عورت کے ہاتھ یا بدن کے حصہ پر گودتی ہے اور مستوشمہ سے مراد وہ عورت ہے جس کے ہاتھ یا بدن پر گودا جائے۔

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس عورت کے بارے سوال کیا جو اپنے چہرے سے بال صاف کرتی ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۰۱ مقدمات از نکاح) میں بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

تمام صنعتیں اور حرفتیں اور دیگر اسباب رزق مباح ہیں سوائے چند مستثنیٰ صورتوں کے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ کام جس سے کوئی آدمی اپنی روزی کمانے کا آغاز کرے وہ تجارت ہے اور جائز ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا: خداوند عالم اس بندہ مؤمن کو دوست رکھتا ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے کمائی کرتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ محمد بن وشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آدمی کی ہوشیاری اور دور بینی اس کی کمائی میں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن فضال بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ ایک شخص حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھ رہا تھا کہ میں غلاموں کی خرید وفروخت کا کام کرتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ کام نہیں کرنا چاہیے امام علیہ السلام نے فرمایا: اور اس میں حرج کیا ہے؟ (پھر فرمایا) ہر وہ چیز جو فروخت کی جائے جب بندہ اس میں تقویٰ اختیار کرلے (حرام سے بچے) تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب دو میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ و ۳۵ از آداب تجارت میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

چند پیشے مکروہ ہیں جیسے: (۱) زرگری۔ (۲) کفن فروشی۔ (۳) طعام فروشی۔ (۴) غلام فروشی۔ (۵) قصابی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کو اطلاع دی کہ میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے اس کا نام محمد نہیں رکھا عرض کیا ہاں رکھا ہے! فرمایا: پس اس کو نہ مارنا اور نہ ہی اسے گالی دینا۔ خدا اسے تمہاری زندگی میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور تمہارے بعد تمہارا اچھا جانشین بنائے۔ راوی نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں اسے کس کام میں لگاؤں؟ فرمایا: جب تم اسے پانچ کاموں سے الگ تھلگ کر لو تو پھر جس کام میں چاہو لگاؤ (۱) اسے کسی زرگر کے حوالے نہ کرنا کیونکہ زرگر سود سے بچ نہیں سکتا (۲) اسے کبھی کفن فروش کے حوالے نہ کرنا کیونکہ کفن فروش وبا سے خوش ہوتا ہے۔ (جس سے انسانوں کا ضیاع ہو) (۳) اسے کسی خوراک فروش کے حوالے نہ کرنا کیونکہ خوراک فروش احتکار (گراں فروشی کے لئے روک رکھنے) سے محفوظ نہیں رہتا۔ (۴) اسے کسی قصاب کے حوالے نہ کرنا کیونکہ قصاب کے دل سے رأفت و محبت سلب کرلی جاتی ہے۔ (۵) اور اسے کسی نخاس (غلام بیچنے والے) کے حوالے نہ کرنا کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین انسان وہ ہے جو انسان فروخت کرے۔ (الفروع، علل الشرائع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ علی بن حکم بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک تیل فروش والی حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ وفات پا گیا ہے اور (اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ) وہ امین اور سچا آدمی تھا۔ مگر اس میں ایک بری خصلت تھی آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ عورتوں کا دلدادہ تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ مجھ سے بہت محبت کرتا تھا۔ لہٰذا اگر وہ بردہ فروش بھی ہوتا تو خدا اسے بخش دیتا۔ (الروضہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے

اس بیٹے کو کتابت تو سکھا دی ہے اب اسے کس کاروبار میں لگادوں؟ فرمایا: خدا تیرا بھلا کرے جس کام پر چاہے اسے لگا مگر اسے پانچ کاموں میں نہ لگانا۔ (۱) نہ سباء (کفن فروش) کے حوالے کرنا۔ (۲) نہ زرگر کے۔ (۳) نہ قصاب کے۔ (۴) نہ حناط (طعام فروش) کے۔ (۵) اور نہ نخاس (بردہ فروش) کے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! سباء کون ہے؟ فرمایا: جو کفن بیچتا ہے اور میری امت کی موت کی تمنا کرتا ہے۔ حالانکہ میری امت کا ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسند ہے جس پر سورج چمکتا ہے۔ اور جہاں تک زرگر کا تعلق ہے تو میری امت کے نقصان کے درپے رہتا ہے۔ اور جہاں تک قصاب کا تعلق ہے تو وہ اس قدر (حیوانات کو) ذبح کرتا ہے۔ کہ اس کے دل سے رحمت رخصت ہو جاتی ہے۔ اور جہاں تک طعام فروش کا تعلق ہے تو وہ میری امت پر طعام کا احتکار کرتا ہے۔ (گراں فروشی کے لالچ میں خوراک روکتا ہے) اور اگر کوئی بندہ خدا کی بارگاہ میں چور بن کر حاضر ہو تو وہ اس سے بہتر ہے کہ چالیس دن تک طعام کا احتکار کرنے والا بن کر حاضر ہو۔ اور جہاں تک نخاس (بردہ فروش) کا تعلق ہے تو میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھ سے کہا کہ یا محمد! آپ کی امت میں سے بدترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو بیچتے ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، معانی الاخبار۔ علل الشرائع، الخصال)

۴۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص سندھی، سوڈانی اور گھر میں پیدا شدہ اور درآمدہ غلام اور کسی بدو بچہ کو فروخت کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ حدیث نفی حرمت پر محمول ہے اور قبل ازیں ابن فضال وغیرہ کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ان چیزوں کی عدم حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

۵۔ ابو اسحاق حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص طعام (خوراک) فروخت کرتا ہے اس سے رحمت کھینچ لی جاتی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۲

زرگری جب سود سے محفوظ ہو تو پھر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم تک حسن بصری سے ایک حدیث پہنچی ہے۔ اگر وہ صحیح ہے تو پھر انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حسن بصری کہا کرتے تھے کہ اگر شدت گرما سے ان کا دماغ بھی پگھل جائے تو وہ کسی زرگر کی دیوار کے سایہ کا سہارا نہیں لیں گے۔ اور شدت پیاس سے ان کا جگر بھی

پھٹ جائے تو وہ کسی زرگر کے گھر سے پانی نہیں پئیں گے! جبکہ میرا مشغلہ یہی ہے اور میرا کاروبار یہی ہے اور اسی کمائی سے میرا خون اور میرا گوشت و پوست بنا ہے اور اسی سے میں نے حج وعمرہ کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ امامؑ (یہ کلام سن کر) بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: حسن بصری نے جھوٹ کہا ہے برابر (مال) لو اور برابر دو اور جب نماز کا وقت داخل ہو جائے تو اپنا کام چھوڑ دو اور نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اصحاب کہف زرگر تھے۔ (الفروع، الاستبصار، التہذیب)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اس سے مراد کلام کے زرگر ہیں نہ کہ چاندی کے درہموں کے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کہ بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ یعنی اور لم یعن مجہول کا صیغہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ حسن بصری نے زرگروں کی جو شدید مذمت کی ہے اس سے مراد کلام کے صیرفی ہیں جو حق سے باطل کی طرف اور سچ سے جھوٹ کی طرف اسے پھیرتے ہیں درہم (ودینار) کے صیرفی (زرگر) مراد نہیں ہیں۔

باب ۲۳

انسان کیلئے جولاہا ہونا مکروہ ہے اور صیقل (تلوار کو جلا دے کر تیز کرنے والا) ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابواسماعیل صیقل رازی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ میرے پاس دو کپڑے بھی تھے۔ امام نے مجھ سے فرمایا: اے ابو اسماعیل! تمہارے علاقہ سے میرے پاس بہت سے کپڑے آتے ہیں۔ مگر ان دو کپڑوں جیسے کپڑے نہیں آئے! میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ان کا سوت ام اسماعیل نے کاتا ہے اور انہیں بنا میں نے ہے! امامؑ نے فرمایا: آیا تو جولاہا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا: جولاہا نہ بن! میں نے عرض کیا تو پھر کیا بنوں؟ فرمایا: صیقل (تلوار کو جلا دے تیز کرنے والا) بن ابو اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس دوسو درہم تھے جن سے میں نے کچھ تلواریں اور کچھ پرانے مگر عمدہ آئینے خریدے جنہیں میں رَے لے گیا اور انہیں بہت سے منافع کے ساتھ فروخت کیا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ احمد بن محمد بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے روبرو جولاہے کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ملعون ہے! فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو خدا اور اس کے رسولؐ پر جھوٹ بناتا ہے۔ (یعنی اس سے کپڑا بننے والا مراد نہیں ہے)۔ (الاصول)

باب ۲۴

علوم نجوم کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور نجوم پر نگاہ کرنے کا حکم۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نجوم (ستاروں کے علم) میں غور و فکر کرنا جائز نہیں ہے جبکہ مجھے یہ علم پسند ہے پس اگر یہ میرے دین کیلئے ضرر رساں ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر میرے دین کیلئے ضرر نہیں ہے تو بخدا میں اسے چاہتا ہوں اور اس میں غور و فکر کرنے کو پسند کرتا ہوں امام علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح لوگ کہتے ہیں بات اس طرح نہیں ہے یہ تمہارے دین کیلئے ضرر رساں نہیں ہے۔ پھر فرمایا: تم اس چیز میں غور و فکر کرتے ہو جس کا زیادہ حصہ درک نہیں ہو سکتا اور کم حصہ سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا الحدیث۔ (الروضہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ اس کے بعد بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ

۲۔ ہشام خفاف بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تمہاری علم نجوم پر نگاہ کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے عراق میں اپنے سے زیادہ کسی کو اس علم میں بصیرت رکھنے والا نہیں چھوڑا۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے ہاں فلک کی گردش کس طرح ہے؟ (یہاں تک کہ فرمایا) اُن دو لشکروں کا کیا حال ہے کہ اس لشکر میں بھی حساب دان ہے اور اس میں بھی حساب دان! یہ اپنے لشکر کی کامیابی کا حساب کرتا ہے اور وہ اپنے لشکر کی کامرانی کی خبر دیتا ہے۔ اور جب دونوں لشکروں میں مڈھ بھیڑ ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو شکست دے دیتا ہے! تو علم نجوم کہاں گیا؟ راوی نے عرض کیا نہیں بخدا اس بارے میں میں کچھ نہیں جانتا! امام نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے۔ اصل حساب تو برحق ہے۔ مگر اسے جانتا صرف وہی شخص ہے جو تمام مخلوق کی ولادتوں کو جانتا ہو۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۳۔ معلی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم نجوم کے بارے میں استفسار کیا کہ آیا وہ برحق ہے؟ فرمایا: ہاں! خداوند عالم نے مشتری کو انسانی شکل میں زمین پر بھیجا۔ اس نے ایک عجمی شخص کو پکڑا اور اسے نجوم سکھایا (یہاں تک کہ فرمایا) پھر ہند کے ایک شخص کو پکڑا اور اسے پڑھایا۔ الحدیث (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ بھی بعد ازاں بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۔ جمیل بن صالح ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے علم نجوم کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اسے صرف دو گھر جانتے ہیں ایک عرب میں اور ایک ہندوستان میں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالحسین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: جب نجوم پر ایمان لایا جائے گا اور قضا وقدر کی تکذیب کی جائے گی۔ (الخصال)

۶۔ نصر بن قابوس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ منجم ملعون ہے، کاہن ملعون ہے، جادوگر ملعون ہے، مغنیہ (گانے والی عورت) ملعون ہے، اور جو اسے پناہ دے وہ بھی ملعون ہے اور اس کی کمائی کھانے والا بھی ملعون ہے۔ (ایضاً)

۷۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: منجم کاہن کی مانند ہے اور کاہن جادوگر کی مانند ہے اور جادوگر کافر کی مانند ہے اور کافر جہنم میں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے چند چیزوں کی ممانعت فرمائی۔ منجملہ ان کے ایک نجوم میں نگاہ کرنا بھی ہے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی باسنادِ خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ ایک زندیق نے آپ سے پوچھا کہ آپ علم نجوم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ ایک ایسا علم ہے جس کے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہیں اس سے مقدر کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ اور خطرناک چیز سے بچا نہیں جا سکتا بلا ومصیبت کے بارے میں کسی منجم کی (پیشگی) خبر اسے قضا وقدر سے نجات نہیں دے سکتی اور اگر وہ کسی اچھی چیز کی خبر دے تو اسے اپنے وقت سے پہلے لایا نہیں جا سکتا اور اگر کوئی ناملائم صورت حال پیش آجائے تو اس کے لئے اسے پھیرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اور منجم گویا خدا کے علم میں اس کا مقابلہ کرتا ہے کہ بزعم خود سمجھتا ہے کہ وہ خدا کی قضا کو اس کی مخلوق سے ٹال سکتا ہے۔ (الاحتجاج)

۱۰۔ جناب محقق حلیؒ، علامہ حلیؒ، شہید اولؒ، شہید ثانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص کسی کاہن یا منجم کی تصدیق کرے تو گویا اس نے اس چیز کا انکار کیا ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔ (المعتبر، التذکرہ، شرح اللمعہ وشرحہا)

۱۱۔ جناب سید ابن طاؤسؒ اپنی کتاب استخارات میں شیخ فاضل محمد بن علی بن محمد کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استخارہ کی ایک دعا نقل کی ہے جو آپ پڑھا کرتے تھے اس میں وارد ہے:

﴿اللّهم انّك خلقت اقواماً يلجاون الى مطالع النجوم لأوقات حركاتهم و سكناتهم، و خلقتنى أبرأ اليك من اللجاء اليهم، و من طلب الاختيارات بها، و ايقن انك لم تطلع احداً

علی غیبك فی مواقعها، ولم تسهل له السبیل الی تحصیل افاعیلها، وانك قادر علی نقلها فی مداراتها عن الصعود العامه الخاصه الی النحوس، وعن النحوس الشامله المضرّة الی السعود، لأنك تمحو ماتشاء وتثبت وعندك ام الكتاب، ماسعدت من اعتمد علی مخلوق مثله، واستبدّ الاختیار لنفسه، ولا اشقیت من اعتمد علی الخالق الذی انت هو لا اله الا انت وحدك لاشریك لك﴾۔(الاستخارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں آداب سفر (باب ۱۴ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو علم نجوم پر عمل کے عدم جواز پر اور اس کی کتابیں جلانے اور بجز اتنی مقدار کے کہ جس سے خشکی یا تری میں راستہ تلاش کیا جاسکے باقی مقدار پڑھنے پڑھانے کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۵ و ۲۶ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی اور ان کی کوئی (صحیح اور) صریح معارض حدیث موجود نہیں ہے۔ پس بنا بریں معلی بن خنیس والی حدیث (جو اس باب ۳ میں مذکور ہے) وہ اسی مقدار پر محمول کی جائے گی جس سے خشکی یا تری میں راستہ تلاش کیا جاسکے۔ یا پھر اسے تقیہ پر محمول کیا جائے گا علاوہ بریں طب ائمہ وغیرہ کتابوں کے اندر متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ جادو برحق ہے مگر اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور یہی کیفیت کہانت اور قیافہ وغیرہ کی ہے۔ (کہ یہ علم برحق ہے مگر اس کا سیکھنا سکھانا حرام ہے) ہاں البتہ جہاں تک اس علم میں غور وفکر کرنے کا تعلق ہے جو کہ عمل کیلئے نہ ہو اور نہ ہی اس کے مطابق حکم لگانے کے لئے ہو بلکہ صرف اور صرف خدا کی حکمت، قدرت اور مخلوق کے عجائبات کا مشاہدہ کرنے کے لئے ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم اور اگر اس سے مراد اس مقدار سے زائد علم کا جواز ہے تو پھر اسے صرف تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔

باب ۲۵

جادو کا سیکھنا اور اس پر اجرت لینا اور باندھنے میں اس کا استعمال کرنا حرام ہے اور اس سے کھولنے کا حکم

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود کوفہ کے ہمارے اصحاب میں سے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار عیسیٰ بن شفقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جو کہ جادوگر تھا اور اس کے پاس لوگ آتے تھے اور وہ اس دھندے پر اجرت لیتا تھا۔ اس نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں ایک ایسا شخص ہوں جس کا پیشہ جادوگری تھا اور میں اس پر اجرت لیتا تھا اور میں نے اسی کمائی سے حج کیا اور خداوند کریم نے مجھ پر احسان فرمایا کہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ اور میں نے بارگاہ ایزدی میں (اپنے اس پیشہ

سے) توبہ بھی کرلی ہے۔ تو آیا اس سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ فرمایا: صرف اس سے کھولو اور اس سے خود باندھا نہ کر۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، قرب الاسناد)

مولف علام فرماتے ہیں ہمارے بعض علماء نے اس کھولنے کو بھی جادو کے بغیر کھولنا مراد لیا ہے جیسے قرآن، ذکر، تعویز وغیرہ اور یہ تاویل اچھی ہے کیونکہ حدیث میں جادو سے کھولنے کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمانوں کا جادوگر قتل کیا جائے گا اور کافروں کا جادوگر قتل نہیں کیا جائے گا عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کافروں کا جادوگر کیوں قتل نہیں کیا جائے گا؟ فرمایا: اس لئے کہ شرک جادو سے بڑا (گناہ) ہے! جبکہ جادو اور شرک دونوں ملے ہوئے ہیں۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جادوگر کی توبہ یہ ہے کہ وہ صرف کھولے اور خود نہ باندھے۔ (علل الشرائع)

۴۔ یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار اپنے اپنے والد سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں آیت مبارکہ ﴿وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: کہ جناب نوح علیہ السلام کے بعد دھوکہ باز جادوگر بہت زیادہ ہو گئے تو خداوند عالم نے اس زمانہ کے نبی کے پاس دو فرشتے بھیجے یہ بتانے کے لئے کہ یہ جادوگر کس طرح جادو کرتے ہیں اور ان کے جادو کو باطل کس طرح کیا جا سکتا ہے اور ان کا مکر وفریب کس طرح رد کیا جا سکتا ہے۔ تو اس نبی نے ان فرشتوں سے وہ علم حاصل کیا اور پھر خدا کے حکم سے اسے خدا کے بندوں تک پہنچایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس سے صرف جادو کو باطل کریں۔ اور خود لوگوں پر جادو نہ کریں اور یہ بعینہ اسی طرح تھا جس طرح کسی کو بتایا جائے کہ زہر کیا ہے اور اس کے اثر کو کس طرح زائل کیا جا سکتا ہے؟ (یہاں تک فرمایا) کہ ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ کہ وہ جس کو جادو کرنا اور اس کا باطل کرنا سکھاتے تھے تو پہلے پڑھنے والے سے کہتے تھے کہ ہم خدا کی طرف سے لوگوں کے لئے آزمائش کا باعث ہیں تا کہ اس سے ضرر پہنچانے اور لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ کرکے کہ وہ مار اور جلا سکتا ہے اور وہ کچھ کر سکتا ہے جس پر خدا کے سوا کوئی قادر نہیں ہے۔ کفر نہ کرنا کیونکہ یہ کفر ہے۔ (یہاں تک فرمایا) ﴿وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ﴾ کیونکہ انہوں نے یہ جادو اس لئے سیکھا کہ لوگوں پر جادو کریں اور انہیں ضرر وزیاں پہنچائیں تو گویا انہوں نے وہ کچھ سیکھا جو ان کے دین کے لئے نقصان رساں ہے اور مفید نہیں۔ الحدیث (عیون اخبار الرضاؑ)

۵۔ علی بن جہم حضرت امام رضا علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ ہاروت وماروت دو فرشتے تھے جنہوں نے لوگوں کو اس مقصد کے لئے جادو سکھایا کہ وہ اس سے جادوگروں سے بچ سکیں اور انکے جادو کے اثر کو زائل کر سکیں اور وہ جس کسی کو بھی پڑھاتے تھے تو پہلے اس سے کہتے تھے کہ ہم آزمائش کا باعث ہیں (لہٰذا اس کو غلط استعمال کر کے) کافر نہ بننا مگر ایک جماعت اسے غلط استعمال کر کے کافر ہوگئی اور اس سے میاں بیوی میں جدائی ڈالنا شروع کردی مگر خدا کے اذن یعنی علم کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوموسیٰ اشعری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) ہمیشہ جادو کرنے والا (۳) قطع رحم کرنے والا۔ (الخصال)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو تھوڑا یا زیادہ جادو سیکھے وہ کافر ہے اور (جس دن وہ جادو سیکھے گا) اس دن اس کی خدا سے آخری الوداع ہوگی اور اس کی (شرعی) حد یہ ہے کہ اسے قتل کردیا جائے۔ مگر یہ کہ توبہ کرلے۔ (قرب الاسناد)

۸۔ جناب فرات بن ابراہیم کوفی اپنی تفسیر میں باسناد خود عبدالرحمٰن بن حسن تمیمی سے اور وہ اپنے متصل اسناد سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ہم وہ خانوادہ ہیں جسے خدا نے چند بری خصلتوں سے محفوظ رکھا ہے (۱) ہم کسی کو فتنہ میں مبتلا نہیں کرتے۔ (۲) ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ (۳) ہم جادو نہیں کرتے۔ (۴) ہم زنا کاری نہیں کرتے۔ پس جس شخص میں ان بری خصلتوں میں سے کوئی بری صفت پائی جائے وہ ہم سے نہیں ہے اور ہم اس سے نہیں ہیں۔ (تفسیر فرات کوفی)

مولف علام فرماتے ہیں کہ کتاب الحدود وغیرہ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی اور یہ بات بھی مخفی نہیں رہنی چاہیے کہ ان حدیثوں میں جو جادو کو جادو سے کھولنے (باطل کرنے) کا جواز مترشح ہوتا ہے احتمال ہے کہ یہ شریعت منسوخہ کے ساتھ مخصوص ہو۔ (یعنی یہ جواز اب منسوخ ہوگیا ہے)

باب ۲۶

عرّاف (نجومی) کے پاس جانا، اس کی تصدیق کرنا اور کہانت اور قیافہ حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء

طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے حدیث مناہی میں عرّاف کے پاس جانے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا جو شخص اس (عرّاف) کے پاس جائے اور (اس کے کہنے کی) تصدیق کرے تو وہ اس سے بری ہو جاتا ہے جو کچھ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے۔ (الفقیہ)

مولف علام فرماتے ہیں کہ بعض اہل لغت نے عرّاف کی تفسیر کاہن سے اور بعض نے منجم سے کی ہے (اور یہ دونوں ناجائز ہیں)۔

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کہانت کرے یا جس کے لئے کہانت کی جائے وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے بری ہو جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا اور قیافہ کیا ہے؟ فرمایا: میں یہ نہیں چاہتا کہ تم اس کے پاس جاؤ اور کہا گیا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اصل بات ان کے کہنے کے قریب ہوتی ہے۔ پس فرمایا قیافہ نبوت کا فضلہ (بقیہ) ہے جب آنحضرت کی بعثت ہوئی تو وہ لوگوں میں پھیل گئی۔ (الخصال)

۳۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابن محبوب کی کتاب المشیخہ کے حوالے سے اور وہ ہیثم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ہمارے ہاں جزیرہ میں ایک ایسا شخص موجود ہے کہ جو شخص اس کے پاس جاتا ہے۔ اور اس سے چوری وغیرہ کے بارے میں سوال کرتا ہے تو وہ اسے جواب دیتا ہے! آیا ہم بھی اس کے پاس جا کر سوال کر سکتے ہیں؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی جادوگر یا کاہن یا جھوٹے کے پاس چل کر جائے اور وہ جو کچھ کہے یہ اس کی تصدیق کرے تو اس نے گویا خدا کی ہر نازل کردہ کتاب کا انکار کیا ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۱۴ از آداب سفر میں اور باب ۶۴ از احکام عشرت وغیرہ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ان مطالب میں سے بعض پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۷
تعویذات لکھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہیں)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تعویذ نہیں ہے مگر تین چیزوں میں (۱) بخار میں۔ (۲) چشم بد میں۔ (۳) اور اس خون کی بندش کے لئے جو نہ رکتا ہو۔ (الخصال)

۲۔ حسین بن مصعب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین مقامات پر پھونک مارنا مکروہ ہے (۱) تعویذات میں۔ (۲) طعام میں۔ (۳) اور سجدہ کی جگہ میں۔ (ایضاً)

۳۔ جناب کشیؒ باسناد خود ابوالصباح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ابو خالد کابلی نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت کرنے میں گزارا پھر اس نے واپس اپنے گھر جانا چاہا تو امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی والدہ کی زیارت کی شدت شوق کا تذکرہ کیا۔ امام نے فرمایا: ابو خالد! کل ایک شامی آدمی آئے گا جو صاحب قدر ہے اور مال کثیر کا مالک ہے! اس کی بیٹی کو اہل زمین سے کچھ عارضہ لاحق ہوا ہے۔ وہ اس کے لئے کسی معالج کی تلاش میں ہے۔ پس جب تمہیں اس کے آنے کی اطلاع ملے تو تم اس کے پاس چلے جانا اور کہنا کہ میں اس کا علاج کرونگا۔ اور کہنا کہ میں اس کی دیت دس ہزار درہم لیکر علاج کرونگا۔ وہ تمہیں اس قدر مال دینگے پس جب صبح ہوئی اور وہ شخص اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا تو انہوں نے منادی کرائی کہ کوئی ہے جو اس لڑکی کا علاج کرے؟ اس پر ابو خالد نے کہا علاج میں کرونگا۔ مگر دس ہزار درہم لونگا۔ پس اگر تم نے یہ رقم دے دی تو پھر مرض کبھی عود نہیں کریگا۔ پس ان لوگوں نے اس پر اپنی آمادگی ظاہر کر دی چنانچہ ابو خالد امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ امامؑ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ تم سے بد عہدی کرینگے اور وفا نہیں کرینگے! پس اے ابو خالد تو جا اور اس لڑکی کے کان سے پکڑ اور کہہ اے خبیث! تجھے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام حکم دیتے ہیں کہ اس لڑکی سے نکل جا اور پھر نہ آنا چنانچہ ابو خالد نے ایسا ہی کیا۔ اور لڑکی اسی وقت ٹھیک ہوگئی پھر ابو خالد نے ان سے رقم طلب کی جو انہوں نے نہ دی جس پر ابو خالد غمناک ہوا اور واپس لوٹ گئے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں غمناک دیکھ رہا ہوں؟ کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ وہ لوگ بد عہدی کرینگے ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو وہ پھر تمہارے پاس آئینگے اور جب علاج معالجہ کی بات کریں تو ان سے کہنا میں اس وقت تک علاج نہیں کروں گا جب تک وہ مطلوبہ رقم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس نہ رکھو۔ کہ وہ ہم سب کے نزدیک ثقہ ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ اور انہوں نے اس پر عمل کیا اس کے بعد ابو خالد اور لڑکی کے پاس گیا اور اس کے بائیں کان سے پکڑ کر کہا اے خبیث! تجھے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس لڑکی سے نکل جا اور پھر نہ آنا اور اگر پھر آیا تو میں تجھے خدا کی آگ میں جلا دونگا چنانچہ وہ نکل گیا اور پھر نہ آیا۔ اور وہ مال امام نے ابو خالد کو دے دیا اور وہ اپنے وطن چلا گیا۔ (رجال کشی)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الاحتضار (باب ۱۴ میں) اور قراۃ القرآن

(باب ۴۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۸

اجرت پر قصہ گوئی کرنے والوں کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک قصہ گو کو مسجد میں قصہ گوئی کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے مار کر بھگا دیا۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنے رسالہ اعتقادات میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے قصہ گوؤں کا تذکرہ کیا گیا۔ امام نے فرمایا: خدا ان پر لعنت کرے وہ ہم پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔(الاعتقادات)

۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا قصہ گوؤں کا قصہ سننا جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔(ایضاً)

۴۔ نیز اسی کتاب سے مروی ہے ا۔ جو شخص کسی بولنے والے کی پوری توجہ سے بات سنتا ہے تو گویا وہ اس کی پرستش کرتا ہے پس اگر بولنے والا خدا کی طرف سے بول رہا ہو تو یہ خدا کا عبادت گزار سمجھا جائے گا اور اگر بولنے والا شیطان کی طرف سے بول رہا ہے تو پھر وہ شیطان کا عبادت گزار متصور ہوگا۔(ایضاً)

۵۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ ﴿وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾ میں وارد شدہ لفظ ﴿شعراء﴾ کے بارے میں استفسار کیا گیا؟ فرمایا اس سے مراد قصہ گو ہیں۔(ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ قصہ گوؤں کی مذمت میں بکثرت حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

باب ۲۹

قرآن مجید پڑھانے پر اجرت مقرر کر کے لینا مکروہ ہے کسی اور چیز کے پڑھانے پر اجرت لینا مکروہ نہیں ہے اور تمام بچوں کو برابر سمجھنا مستحب ہے اور قرآن خوانی پر اجرت لینے کا حکم؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسان معلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (قرآن) پڑھانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا پڑھانے پر اجرت نہ لے میں نے عرض کیا شعر و شاعری کتب و رسائل پڑھنے پڑھانے پر اجرت مقرر کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں مگر (اجرت دینے نہ دینے والے) سب بچے پڑھانے میں تمہارے نزدیک برابر ہونے چاہیں بعض کو دوسرے بعض پر ترجیح نہ

دو۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ فضل بن ابو قرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ یہ (برادران اسلامی) کہتے ہیں کہ معلم (قرآن) کی اجرت حرام ہے؟ امام نے فرمایا دشمنان خود جھوٹ کہتے ہیں اب چاہتے ہیں کہ اپنی اولاد کو قرآن نہ پڑھائیں اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی دیت کے برابر اجرت بھی معلم کو دے تو اس (معلم) کے لیے حلال ہوگی (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارا ایک پڑوسی ہے جو پڑھنا سکھاتا ہے اور اس نے مجھ سے خواہش کی تھی کہ میں آپ سے اس کے اس شغل کے بارے میں سوال کروں؟ فرمایا: اس سے کہو کہ جب پڑھانے کے لئے کوئی بچہ اس کے حوالے کیا جائے تو وہ اس کے گھر والوں سے کہے کہ میں اسے کتاب وحساب پڑھاؤں گا اور اس پر قرآن پڑھانے سے سودا گری کرونگا (یعنی قرآن مفت پڑھاؤں گا) تاکہ اس کے لئے وہ کمائی حلال ہو جائے۔(التہذیب، الاستبصار)

۴۔ قتیبہ اعشیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں قرآن خوانی کرتا ہوں مجھے کچھ ہدیہ دیا جاتا ہے آیا میں اسے قبول کرلوں؟ فرمایا: نہ۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے پہلے طے تو نہیں کیا تھا فرمایا: اگر نہ پڑھاتا تب بھی تجھے وہ ہدیہ دیا جاتا؟ عرض کیا نہ! فرمایا: پس اسے قبول نہ کر۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے اسے اولویت پر محمول کیا ہے (کہ اولیٰ یہ ہے کہ اس کے لینے سے اجتناب کیا جائے ورنہ پہلے بھی گزر چکا ہے اور آئندہ بھی بیان کیا جائے گا کہ اس کا لینا جائز ہے۔

۵۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معلم (قرآن) اجرت مقرر کرکے نہ پڑھائے ہاں البتہ جب اسے کچھ ھدیہ دیا جائے تو اسے قبول کرلے۔(التہذیب، الاستبصار)

۶۔ نیز جراح مدائنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس قاری قرآن کو اجرت دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ جو اجرت طے کئے بغیر قرآن نہیں پڑھاتا۔(التہذیب کذا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص اجرت مقرر کرکے قرآن پڑھائے گا تو قیامت کے دن اس کا حصہ (وہی اجرت) ہوگی (اسے کچھ اجر وثواب نہیں ملے گا)۔(الفقیہ)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے اذان اور قرأت میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے

بعد (باب ۳۰ از مقدمہ میں) بیان کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳۰

اذان دینے، لوگوں کو نماز پڑھانے، قضاوت کرنے اور دیگر واجبات جیسے مردہ کو غسل وکفن دینے اور دفن کرنے پر اجرت لینا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا امیر المومنین! بخدا میں آپ سے خدا کی خاطر محبت کرتا ہوں اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا لیکن میں خدا کی خاطر تجھ سے عداوت رکھتا ہوں اس شخص نے عرض کیا کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ تو اذان دینے اور قرآن پڑھانے پر اجرت لیتا ہے۔[1] اور میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص قرآن پڑھانے پر اجرت لے گا تو قیامت کے دن وہی اس کا حصہ ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اذان، تظاہر بالمنکرات اور جہاد بالنفس (باب ۴۹) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب القضاء (باب ۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

قرآن مجید کی خرید فروخت جائز نہیں ہے ہاں البتہ اس کے اوراق اور جلد وغیرہ کی خرید وفروخت اور اس کی کتابت پر اجرت لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

---

[1] اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب اجرت لے کر اذان کہنے اور قرآن پڑھانے والے شخص سے حضرت امیر علیہ السلام عداوت رکھتے ہیں تو پھر وہ اس شخص سے کس طرح محبت کر سکتے ہیں جو ان کے اور ان کی اولاد کے خون اقدس کی سودے بازی کر کے روٹی کماتا ہے؟ حاشا وکلا۔ نیز اس حدیث سے ان لوگوں کے اس زعم باطل کا بطلان بھی واضح وعیاں ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ صرف واجبات پر اجرت لینا حرام ہے مستحبات پر جائز ہے اور چونکہ مجالس کا پڑھنا واجب نہیں ہے لہٰذا ان پر اجرت لینا روا ہے۔ ظاہر ہے کہ اذان اور قرآن پڑھانا بالاتفاق واجب نہیں ہے تو جب ان پر اجرت لینا روا نہیں ہے۔ تو اس سے وہ قاعدہ غلط ہو گیا کہ صرف واجبات پر اجرت لینا حرام ہے۔ بھلا جب اجرت طے کر کے پنکھے لگانا مکروہ ہے، عام مرنے والوں پر نوحہ خوانی کرنا ممنوع ہے تو اجرت طے کر کے سید الشہداء علیہ السلام کی مجلس خوانی کس طرح مباح ہو سکتی ہے؟ تفصیل کے خواہش مند ہمارے رسالہ اصلاح المجالس والمحافل کی طرف رجوع فرمائیں۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ قرآن (مجید) خریدے نہیں جاتے! اور اگر تو خریدے تو (فروخت کرنے والے سے) کہہ میں ورق اور اس میں جو (جلد کا) چمڑا وغیرہ تیرے ہاتھ کی محنت ہے وہ اتنے میں خرید رہا ہوں۔ (الفروع)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قرآنوں کی خرید و فروخت کے بارے میں استفادہ کیا؟ فرمایا: خدا کی کتاب خریدی نہیں جاتی! لیکن لوہا جو (جلد میں لگتا ہے)، ورق اور اس کی دو دفتیاں خرید کر اور بائع سے کہہ میں تجھ سے یہ چیزیں اتنی قیمت کے عوض خرید رہا ہوں۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ روح بن عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مصاحف کی خرید و فروخت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: (مسجد نبوی میں) منبر کے پاس کچھ ورق رکھے دیے جاتے تھے۔ اور منبر اور دیوار کے درمیان صرف اسقدر فاصلہ تھا کہ وہاں سے بکری گزر سکتی تھی یا آدمی ترچھا ہو کر گزر سکتا تھا پس ایک شخص آتا اور کچھ لکھتا (مثلاً سورۃ بقرۃ) پھر دوسرا آتا اور وہ کوئی اور سورہ لکھ دیتا (مثلاً سورہ آل عمران) اسی طرح کرتے تھے (اور مصاحف تیار ہو جاتے تھے) پھر اس کے بعد لوگوں نے مصاحف خریدنے شروع کر دئے! میں نے عرض کیا آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ مجھے تو فروخت کرنے کی نسبت اس کا خریدنا زیادہ پسند ہے۔ آپ کیا فرماتے ہیں آیا میں قرآن کی کتابت پر اجرت دے سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں مگر پہلے لوگ اسی طرح کرتے تھے (جو اوپر مذکور ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ عینیہ وراق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں ایک ایسا شخص ہوں جو قرآن بیچا کرتا ہوں پس اگر آپ مجھے اس کی ممانعت کرتے ہیں تو میں فروخت نہیں کرونگا۔ فرمایا: کیا تو ورق خرید کر کے ان میں نہیں لگاتا؟ عرض کیا ہاں! میں محنت کرتا ہوں! فرمایا: پس پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (یعنی ورق اور محنت کے پیسے لو)۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کتاب (اللہ) کو نہ بیچو اور نہ خریدو ہاں البتہ اس کے ورق، چمڑے اور لوہے کو بیچو۔ (التہذیب)

۶۔ عبدالرحمن بن ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عبداللہ بن الحارث کی ماں نے قرآن لکھنا چاہا پس انہوں نے ورق تو خود خریدے پھر انہوں نے ایک کاتب کو بلایا اور اس نے اجرت مقرر کئے بغیر قرآن لکھوا دیا پس جب وہ اس کی کتابت سے فارغ ہو گیا تو اُم عبداللہ نے اسے پچاس دینار دئے (فرمایا) یہ مصاحف کی فروخت تو تازہ شروع ہوئی ہے۔ (التہذیب)

۷۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا فرمارہے تھے کہ مصاحف کو فروخت نہ کرو کیونکہ ان کا فروخت کرنا حرام ہے! میں نے عرض کیا آپ اس کی خریداری کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا؟ تم بائع سے صرف دودفتیاں، لوہا اور غلاف خریدو کرو۔ خبردار وہ ورق جن پر قرآن لکھا ہوا ہے وہ نہ خریدو ورنہ تمہارے لئے بھی اور فروخت کرنے والے کے لئے بھی حرام ہوگا۔ (التہذیب)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادخود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آدمی اجرت لے کر مصحف لکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، کذافی السرائر)

باب ۳۲

مصحف شریف کی جلدکاری کرنا یا اسے سونے (کے پانی) سے لکھنا یا تھوک سے لکھنا یا سیاہی کے بغیر لکھنا یا تھوک سے مٹانا مکروہ ہے۔ ہاں البتہ اس پر سونے کی مہر لگانا اور اسے سونے چاندی سے زینت دینا اور آراستہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا جو مصاحف کو سونے سے مزین کرتا ہے؟ امام نے فرمایا: درست نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میرا تو ذریعہ معاش یہی ہے؟ فرمایا: اگر تو اسے ترک کردے تو خدا تیرے لئے کسی اور ذریعہ کا اہتمام کردے گا۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن ورّاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسی کتاب پیش کی جس میں ایک ایسا قرآن موجود تھا جس پر سونے کی مہر لگی تھی اور معشّر بالذھب تھا اور جس کی آخر میں ایک سورہ بھی آب زر سے لکھی ہوئی تھی! میں نے امامؑ کو دکھایا تو آپ نے اس میں بجز اس کے اور کوئی عیب نہ نکالا کہ وہ سونے سے لکھا ہوا تھا فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ سیاہی کے علاوہ کسی چیز سے قرآن لکھا جائے جس طرح پہلی بار لکھا گیا تھا۔ (التہذیب، الاصول)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حسین ابن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث المناہی میں اور قرآن کو تھوک سے مٹانے یا تھوک سے لکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

مولف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں سلابس (باب ۶۴ میں) قرآن کو زر و سیم سے آراستہ کرنے اور زینت دینے کے جواز پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

ان بچوں کی کمائی مکروہ ہے جو اچھی طرح کوئی کاریگری نہیں کر سکتے اور جو حرام سے اجتناب نہیں کرتا اس کی کمائی بھی مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنیزوں کی کمائی کی ممانعت فرمائی ہے کیونکہ ان کو اور کچھ نہ ملے تو وہ زنا کاری پر اتر آتی ہیں ماسوا اس کنیز کے جو اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمائی کرنے میں مشہور ہو۔ اس طرح اس نوخیز بچے کی کمائی کی ممانعت فرمائی ہے جو اپنے ہاتھ سے کوئی اچھی کاریگری نہیں کر سکتا کیونکہ اگر اسے اور کچھ نہ ملے تو وہ چوری کر لیتا ہے۔(الفروع، التہذیب)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۵ از آداب تجارت میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس شخص کی کمائی کے مکروہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں جو حرام سے اجتناب نہیں کرتا۔

باب ۳۴

ان کاریگروں کی کمائی کا حکم جو ساری رات جاگ کر کام کریں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کاریگر ساری رات جاگیں تو وہ (کمائی) حرام ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ شعیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کمائی کرنے میں ساری رات جاگے اور سو کر آنکھوں کو اس کا حق نہ دے تو اس کی یہ کمائی حرام ہے۔(الفروع، التہذیب)

مولف علام فرماتے ہیں ہمارے علماء کی ایک جماعت نے حدیث میں وارد شدہ ﴿حرام﴾ کو کراہت (شدیدہ) پر محمول کیا ہے۔

باب ۳۵

قمار بازی کی کمائی حتیٰ کہ نرد کی مہروں سے، بادام سے اور انڈوں سے بھی حرام ہے اگرچہ کھیلنے والا غیر مکلف ہو۔ اور خود قمار بازی بھی حرام ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود باسناد خود زیاد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (اپنے مالوں کو باطل طریقہ سے نہ کھاؤ) کی تفسیر پوچھی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: کہ (اسلام سے پہلے) قریش اپنی بیویوں اور مالوں سے قمار بازی کرتے تھے (اور اس سے کمائی کھاتے تھے) تو خدا نے انہیں اس کی ممانعت فرما دی۔ (الفروع، کذا فی العیاشی)

۲۔ عبدالحمید بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک نوجوان کو انڈا خرید کر لانے کے لئے بھیجا اس نے ایک یا دو انڈے لئے اور ان سے جوا کھیلا (اور کچھ اضافہ کرکے لایا) جب لایا تو امام نے انہیں کھا لیا۔ امام کے ایک غلام نے عرض کیا کہ اس میں تو جوئے کے انڈے بھی تھے تو امام نے طشت منگوایا اور اس میں قے کرکے وہ انڈے نکال دیے۔ (الفروع، کذا فی العیاشی)۔

۳۔ وشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ''میسر'' سے قمار بازی مراد ہے۔ (جو کہ حرام ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ جابر (جعفی) حضرت محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خداوند عالم نے یہ آیت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ﴾ (کہ خمر و میسر، انصاب اور ازلام نجس ہیں اور شیطانی کام ہیں ان سے اجتناب کرو) تو یہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ''میسر'' کیا ہے؟ فرمایا: ہر وہ چیز جس سے قمار بازی کی جائے حتیٰ کہ فرد کے مہرے ہوں یا بادام کے دانے عرض کیا گیا کہ ''انصاب'' کیا ہیں؟ فرمایا: جو ذبیحہ (جھوٹے) معبودوں کے نام پر ذبح کیا جائے عرض کیا گیا ''ازلام'' کیا ہے؟ فرمایا: وہ تیر جن سے وہ مال تقسیم کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ان باداموں کے کھانے سے منع فرماتے تھے جو بچے جوا کھیل کر لائیں اور فرماتے تھے کہ وہ حرام ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لڑکے باداموں،

انڈوں سے کھیلتے ہیں اور قمار بازی کرتے ہیں تو؟ فرمایا: وہ نہ کھاؤ کہ وہ حرام ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ جناب عیاشیؒ بیان کرتے ہیں راوی نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ شطرنج نرد اور اربعہ عشر (چودہ گوٹی) اور ہر وہ چیز جس سے قمار بازی کی جائے وہ ''میسر'' میں داخل ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۸۔ یاسر خادم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ''میسر'' کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: روٹی، قفل یا کوئی اور چیز از قسم درہم وغیرہ (شرط باندھ کر) دو کھیلنے والوں کے درمیان نکل آئے وہ ''میسر'' ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ہشام ایک ثقہ آدمی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کی جانب سے ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ''خمر، میسر، انصاب اور ازلام'' کچھ آدمی ہیں؟ فرمایا: خدا کبھی اپنی مخلوق سے اس طرح خطاب نہیں فرماتا جسے وہ جانتے نہ ہوں (یعنی یہ روایت غلط ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۶ و ۴۹ از جہاد النفس اور باب ۴۱ امر بالمعروف اور باب ۲ یہاں میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۳۶

جو شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر نثار کیا جاتا ہے اس کا حاصل کرنا حرام ہے مگر یہ کہ یہ معلوم ہو کہ نثار کرنے والے اس کے حاصل کرنے پر راضی ہیں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قمار بازی اور لوٹ مار جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ شکر اخروٹ یا اس قسم کی جو چیز دلہن پر نثار کی جائے آیا اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: ہر وہ چیز جو لوٹی جائے اس کا کھانا مکروہ ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، بحار الانوار)

مولف علام فرماتے ہیں کہ لوٹی ہوئی چیز کی کراہت سے مراد حرمت ہے۔ مگر یہ کہ اجازت کا علم ہو۔

۳۔ ابوالجارود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب کوئی چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب کوئی لوٹنے والا کسی

شرف والی چیز کو لوٹتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالجارود سے کہا کہ شرف والی لوٹ کیسی ہوتی ہے؟ اس نے کہا کہ جس طرح حاتم طائی نے کہا تھا اور کیا تھا کہ جو شخص جو کچھ حاصل کرلے وہ اس کا مال متصور ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خدمت میں عرض کیا کہ کوئی ملکیت یا سَدَہ وغیرہ کچھ لوگوں پر نثار کیا جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ حرام ہے۔ ہاں اس میں سے جو تمہیں دیں وہ لے لو۔ (الفروع، التہذیب الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بادام اور شکر کے نثار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نثار کرنے کے جواز پر اور گزشتہ دو حدیثیں اس نثار کے حاصل کرنے کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں لہذا ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔[1]

باب ۳۷

چیتے اور شکاری پرندوں اور ہاتھی کی ہڈیوں کی خرید وفروخت اور ان کا استعمال جائز ہے۔ اور بندروں کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا چیتوں اور شکاری پرندوں کا کاروبار کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالحمید بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ہاتھی کی ہڈیوں کی خرید وفروخت جائز ہے جن سے کنگھیاں بنائی جاتی ہیں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میرے پاس بھی اس کی ایک کنگھی (یا فرمایا) کنگھیاں تھیں۔ (الفروع، التہذیب)

---

[1] مشاہدہ شاہد ہے کہ جو لوگ دولہا دلہن یا کسی اور شخصیت پر جو کچھ نثار کرتے ہیں وہ اس کے حاصل کرنے پر بالعموم راضی ہوتے ہیں لہذا اس کا جواز محل کلام نہیں ہونا چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس قسم کے مقامات پر اس دھکم پیل میں حصہ لینا اور وہاں سے کچھ حاصل کرنا کسی شریف آدمی کے شایانِ شان نہیں ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ موسیٰ بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہاتھی دانت کی کنگھی کرتے ہوئے دیکھا اور خود میں نے ان کے لئے ایک ایسی کنگھی خریدی۔ (الفروع)

۴۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بندروں کی خرید وفروخت کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے درندوں کے چمڑے کی خرید وفروخت کرنے اور ان پر سوار ہونے (بیٹھنے) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں جائز ہے جب تک ان پر سجدہ نہ کیا جائے۔ (بحارالانوار)

باب ۳۸

وہ حیوان جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کے چمڑے کی خرید وفروخت جائز ہے۔ جبکہ اس کا تزکیہ کیا جائے (یعنی بسم اللہ پڑھ کر اسے ذبح کیا جائے) البتہ مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابومخلد سراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ معتب حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دروازہ پر دو شخص حاضر ہیں؟ فرمایا: انہیں لاؤ چنانچہ وہ حاضر ہوئے اور ان میں سے ایک نے عرض کیا کہ میں زین ساز ہوں میں چیتوں کے چمڑے بیچتا ہوں؟ فرمایا: آیا وہ رنگے ہوئے ہوتے ہیں؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ عبدالرحمن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں ایک ایسے شخص سے پوستین خریدتا ہوں جس پر مجھے پورا اعتماد نہیں ہے مگر وہ کہتا ہے کہ اس کا تزکیہ کیا گیا ہے تو کیا میں یہ کہہ کر فروخت کر سکتا ہوں کہ یہ تزکیہ شدہ ہے؟ فرمایا: اگر تجھے اس پر پورا اعتماد نہیں ہے تو پھر یہ کہہ کر فروخت نہ کر کہ وہ تزکیہ شدہ ہے۔ بلکہ یہ کہہ کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ اس کا تزکیہ کیا ہوا ہے۔ (التہذیب)

۳۔ ابوالقاسم صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ میں تلواروں کے قبضے اس مچھلی کے چمڑے سے بناتا ہوں جس کا گوشت ہم نہیں کھاتے؟ امام نے جواب میں لکھا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ ابوالقاسم صیقل اور ان کے فرزند بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت

میں لکھا کہ خدا ہمیں آپ پر قربان کرے! ہم ایک گروہ ہیں جو تلواریں بناتے ہیں اس کے علاوہ ہمارا کوئی کاروبار نہیں ہے۔ اور ہم مجبور ہیں اور اس سلسلہ میں ہمیں مردہ گدھوں، اہلی گدھوں کی کھالیں استعمال کرنا پڑتی ہیں تو آیا ان کی خرید و فروخت اور ان کا استعمال جائز ہے؟ اور ان کو ہاتھ بھی لگتے ہیں اور کپڑے بھی اور پھر ہم انہیں کپڑوں میں نماز بھی پڑھتے ہیں ہمیں اس مسئلہ میں اس کے جواب کی ضرورت ہے! امام نے جواب میں لکھا کہ اپنی نماز کے لئے علیحدہ کپڑے بنالو۔ نیز آپ کی خدمت لکھا گیا کہ ہم ان مچھلیوں کے چمڑے سے تلواروں کے قبضے بناتے ہیں جن کا ہم گوشت نہیں کھاتے تو کیا ہمارے لئے یہ کام جائز ہے۔ امام نے جواب میں لکھا کہ ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ و ۶۱ از تجارت میں) گزر چکی ہیں اور اس حدیث کا ابتدائی حصہ ضرورت کے وقت حرام کے چمڑے کے استعمال کے جائز ہونے پر صراحۃً دلالت نہیں کرتی۔

باب ۳۹

مکانوں اور کشتیوں (وغیرہ) کا حرام کاموں کے لئے کرایہ پر دینا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مکان کرایہ پر دیتا ہے اور اس میں شراب فروخت کی جاتی ہے تو؟ فرمایا: اس کا کرایہ حرام ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن اذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص اپنی کشتی یا جانور اس شخص کو کرایہ پر دیتا ہے جو اس پر شراب یا خنزیر لادتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں (چونکہ بظاہر ان دو حدیثوں میں تنافی معلوم ہوتی ہے اس لئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان کے درمیان اس طرح جمع کی ہے کہ پہلی حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ جب مکان کرایہ پر دینے والے کو علم ہو کہ کرایہ دار اس میں شراب فروخت کرے گا اور دوسری حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ جب کرایہ پر دینے والے کو اس کا پیشگی علم نہ ہو۔ اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۰

انسان وغیرہ کا پاخانہ فروخت کرنے کا حکم اور پیشابوں کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پاخانہ کی قیمت حرام ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں وہاں حاضر تھا۔ کہ میں ایک ایسا شخص ہوں جو پاخانہ فروخت کرتا ہوں آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس کی فروخت اور اس کی قیمت حرام ہے۔ اور فرمایا: گوبر کے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مضارب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عذرہ کے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مولف علام فرماتے ہیں کہ چونکہ "عذرہ" کا اطلاق انسانی پاخانہ پر اور حیوان کے گوبر دونوں پر ہوتا ہے لہذا جہاں اسے حرام قرار دیا ہے (جیسے پہلی حدیث اور دوسری حدیث کی ابتداء) وہاں اس سے انسانی پاخانہ مراد ہے۔ اور جہاں اسے جائز قرار دیا گیا ہے وہاں جیسے دوسری حدیث کے آخری حصہ میں اور تیسری حدیث میں وہاں حیوان کا گوبر مراد ہے۔ اور قبل ازیں (ج ا باب ۸ و ۹ از نجاسات میں) اور یہاں باب ۲ میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان حیوانات کے پیشاب مباح ہیں جن کا گوشت کھایا جایا جاتا ہے اور جو حرام گوشت ہیں ان کا پیشاب حرام ہے اور کچھ اس کے بعد اطعمہ محرمہ (باب ۵ میں) بیان کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

اس ارادہ سے لکڑی فروخت کرنا کہ اس کی صلیب وغیرہ (جیسے بت وغیرہ) بنایا جائے حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن اذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص کے پاس لکڑی ہے۔ جو اس شخص کے ہاتھ فروخت کرتا ہے جو سارنگیاں بناتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ ایک شخص کے پاس لکڑی ہے جو اس آدمی کے ہاتھ فروخت کرتا ہے جو اس کی صلیب بناتا ہے؟ فرمایا: نہ (جائز نہیں ہے)۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ عمرو بن حریث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں توت (کی لکڑی) صلیب وصنم بنانے کے لئے فروخت کرتا ہوں تو؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲) میں ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر عموی دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۲

ظالموں کی امداد کرنا اگرچہ قلم کے دوات میں ڈبونے سے ہو حرام ہے۔ اور ان کے قبضہ ظلم وجور سے حاصل کردہ جو مال ہے اس کا طلب کرنا بھی حرام ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خبردار! گنہگاروں کی صحبت اور ظالموں کی اعانت سے اجتناب کرنا۔ (الروضہ)

۲۔ محمد بن عذافر اپنے باپ (عذافر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عذافر! مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ تو ابوایوب اور ربیع (جیسے ظالموں) کے ساتھ معاملہ (کاروبار) کرتا ہے اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تمہیں ظالموں کے مددگاروں میں سے پکارا جائے گا؟ محمد بیان کرتے ہیں کہ (یہ بات سن کر) میرے باپ نے شدت غم سے سر جھکا لیا اور ان کی حالت دیکھ کر امام نے ان سے فرمایا: اے عذافر! میں نے تمہیں اسی طرح ڈرایا ہے جس طرح خدا نے مجھے ڈرایا ہے۔ محمد بیان کرتے ہیں! جب میرے والد واپس آئے تو برابر غم واندوہ میں مبتلا رہے یہاں تک فوت ہو گئے۔ (الفروع)

۳۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا سے ڈرو اور ورع وتقویٰ سے اپنے دین کی حفاظت کرو۔ اور تقیہ سے اسے قوت بہم پہنچاؤ۔ اور کسی حاکم سے حوائج طلب کرنے کی بجائے خدا سے استدعا کرو کہ وہ تمہیں بے نیاز کردے کیونکہ جو شخص کسی حاکم یا کسی دینی مخالف کے سامنے تواضع کرے صرف اس لئے کہ جو کچھ (مال) اس کے پاس ہے اسے بھی اس میں سے کچھ مل جائے۔ تو خدا اسے گمنام اور بے قدر کر دیتا ہے اور اسے اس پر ناراض کر دیتا ہے اور اسے اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ اور اگر اسے اس کے مال ومنال سے کچھ مل بھی جائے تو خدا اس سے برکت سلب کر لیتا ہے۔

(الفروع، عقاب الاعمال، التہذیب)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان (ظالموں) کے لئے کام کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! نہ۔ اور نہ قلم کے ایک بار دوات میں ڈبونے سے! تم میں سے کوئی آدمی جس قدر ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کرتا ہے اسی قدر وہ اس کے دین سے حاصل کر لیتے ہیں۔
(الفروع، التہذیب)

۵۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! بسا اوقات ہم سے کوئی شخص تنگی (معیشت) میں مبتلا ہوتا ہے اور اسے بلایا جاتا ہے کہ (ظالموں) کا مکان بنائے، یا نہر کی کھدائی کرے یا اونٹنی کو سدھائے! تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: میں تو یہ بات بھی پسند نہیں کرتا کہ ان کے لئے ایک گرہ دوں یا مشکیزے کو بندھن سے باندھوں اگرچہ اس کے عوض مجھے وہ کچھ دیدیا جائے جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ نہ میں تو ان کی خاطر ایک بار قلم کو بھی دوات میں نہیں ڈبوؤنگا۔ ظالموں کے مددگار بروز قیامت آگ کے دھوئے میں رہینگے یہاں تک کہ خدا بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اُن (ظالموں) کی اعانت نہ کرو۔ اگرچہ (ان کی) مسجد بنانے سے ہو۔ (التہذیب)

۸۔ ولید بن صبیح کے نواسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بنی عباس کے (ناصروں کے) دیوان میں اپنا نام درج کرائے خدا اسے بروز قیامت خنزیر کی شکل میں محشور کرے گا۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث مناہی میں فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص کسی (ظالم) حاکم کے سامنے تازیانہ لٹکائے تو خداوند قہار قیامت کے دن اس تازیانہ کو آتش کا ایک سانپ بنائے گا جس کا طول ستر ہاتھ ہوگا۔ جسے دوزخ کی آگ میں اس پر مسلط کرے گا۔ اور یہ بہت بری بازگشت ہے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہ ظالموں کے مددگار کہاں ہیں؟ پس جس شخص نے ان کے لئے دوات کی روشنائی درست کی ہوگی، یا تھیلی باندھی ہوگی، یا ان کے لئے قلم کو دوات میں

ڈبویا ہوگا تو اسے ان کے ساتھ دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ (عقاب الاعمال)

۱۱۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے مروی ہے فرمایا: جو شخص جابر حکمران کے قریب ہوتا ہے وہ خدا سے دور ہوجاتا ہے، جس شخص کے پاس مال زیادہ ہوجائے اس کا حساب سخت ہوجاتا ہے، اور جس کے پیروکار زیادہ ہوجائیں اس کے شیطان بھی زیادہ ہوجاتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز اسی سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے منقول ہے فرمایا: خبردار! بادشاہ اور اس کے حاشیہ برداروں کے دروازوں سے بچنا! کیونکہ تم میں سے جو شخص ان کے زیادہ قریب ہوگا وہ اتنا ہی خدا سے دور ہوگا۔ اور جو شخص خدا پر حاکم جائر کو ترجیح دے گا تو خدا اس سے ورع وتقویٰ سلب کرلے گا اور اسے حیران وسرگرداں کردے گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص لڑائی جھگڑے میں کسی ظالم کا متولی بنے یا اس کی اعانت کرے تو ملک الموت اس کے پاس آکر اسے لعنت اور آتش دوزخ کی خبر سناتا ہے۔ اور جو شخص کسی ظالم حکمران کی حاجت برآری کو تیز چلے وہ جہنم میں اس کا ہمنشین ہوگا۔ اور جو شخص کسی ظالم حکمران کو ظلم وجور کی طرف راہنمائی کرے تو اسے ہامان کے ساتھ باندھا جائے گا اور وہ جابر حکمران سمیت تمام جہنمیوں سے بڑھ کر سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور جو شخص کسی دنیادار کی اس کی دنیا کی خاطر تعظیم کرے اور اس سے پیار کرے اس پر خدا ناراض ہوگا اور وہ اس کے ہمراہ اس کے طبقہ میں قارون کے ساتھ جہنم کے نچلے تابوت میں ہوگا۔ اور جو شخص حاکم ظالم کے روبرو تازیانہ لٹکائے تو خدائے جبار اسے دوزخ کا ایسا سانپ بنائے گا جس کا طول ستر ہاتھ ہوگا جسے جہنم میں ہمیشہ کے لئے اس پر مسلط کرے گا اور جو شخص کسی جابر حکمران کے پاس اپنے بھائی کی شکایت کرے تو (اگرچہ) اسے اس کی طرف سے کوئی تکلیف نہ بھی پہنچے مگر اس کے اعمال کو حبط کرلے گا۔ اور اگر اسے اس سے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو پھر خدا اسے ہامان کے ساتھ اس کے طبقہ میں قرار دے گا۔ (ایضاً)

۱۴۔ ورام ابن ابی فراس اپنے مجموعہ میں روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی ظالم کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے امداد کے لئے جائے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ (مجموعہ ورام)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے جہاد النفس (باب ۴۳ و ۶۴ و ۸۰ وغیرہ جیسے باب ۱۱ و ۴۱ ازمر بالمعروف اور یہاں باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ و ۴۷ میں) بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

ظالم کی مدح وثنا کرنا حرام ہے۔اس کے علاوہ دوسرے موضوعات میں شعر نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث مناہی کے ضمن میں فرمایا: کہ آپ نے (ظالموں کی) مدح سے روکا اور فرمایا مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔اور فرمایا: جو شخص کسی ظالم کی لڑائی جھگڑے کا متولی بنے یا اس پر اس کی اعانت کرے اور اس کے پاس ملک الموت آئے تو اس سے کہتا ہے کہ تجھے خدا کی لعنت اور آتش دوزخ کی خبر ہو جو بُری جگہ ہے۔اور فرمایا: جو کسی ظالم حکمران کی مدح وثنا کرے اور طمع لالچ کی وجہ سے اس کے سامنے تواضع وفروتنی کرے تو وہ جہنم میں اس کے ہمراہ ہوگا۔نیز خدا فرماتا ہے کہ ﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (ظالموں کی طرف جھکاؤ نہ کرو ورنہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے گی) فرمایا: جو شخص کسی جابر حکمران کا اس کے جور وجفا پر متولی بنے وہ جہنم میں ہامان کے ساتھ ہوگا۔(ایضاً)

۲۔ موسیٰ بن محمد حجازی ایک شخص سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ایک بار مامون عباسی نے ان سے کہا آپ کو کچھ شعر بھی یاد ہیں؟ فرمایا: ہاں بہت یاد ہیں کہا پھر کچھ سنائیں! چنانچہ امام علیہ السلام نے حلم وبردباری، جاہل کی جہالت پر خاموشی اختیار کرنے، دوست کے عتاب کو ترک کرنے اور دشمن کو اپنی طرف کھینچنے اور راز کو چھپانے اور اس قسم کے دوسرے مضامین پر بہت سے اپنے اور دوسروں کے اشعار پڑھے۔(عیون الاخبار)

مولف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں زیارات وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۴

ظالموں کی ہمنشینی اختیار کرنا اور ان کی بقا چاہنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سہیل بن زیاد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اس سے (ظالموں کی طرف جھکاؤ) سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی کسی (جائر) بادشاہ کے پاس جائے (اور

اس سے کچھ مانگے) اور پھر وہ اس کے جیب میں ہاتھ ڈال کر اسے کچھ دینے تک اس کی بقا چاہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن ہشام ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ لوگوں نے جو جناب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے کہا اچھا ہوگا کہ ہم فرعون کے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ اور اس کی دنیا سے کچھ حاصل کریں اور جب وہ صورت حال سامنے آئے گی جس کی ہم امید رکھتے ہیں یعنی جناب موسیٰ علیہ السلام کا (ظہور ہوگا) تو جب ایسا ہو جائے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس جب ان کو اطلاع ملی کہ جناب موسیٰ اور ان کے ساتھی فرعون سے بھاگ کر جا رہے ہیں تو وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور جلدی جلدی چلے تا کہ جناب موسیٰ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ تو خدا نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے ان لوگوں کے گھوڑوں کے منہ پر مارا اور انہیں لشکر فرعون کی طرف موڑ دیا پس وہ سب کے سب غرق ہو گئے۔ (ایضاً)

۴۔ مہران بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر جبار و سرکش کے پاس ایک ایسا مومن ہوتا ہے جس کی وجہ سے خدا اہل ایمان کا دفاع کرتا ہے۔ اس کے باوجود اس کا آخرت میں سب سے کم حصہ ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیان (باب ۴۲ میں) اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور باب العشرۃ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

سوائے چند مستثنیٰ صورتوں کے عام حالات میں حاکم جائر کی ملازمت کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ زرارہ وہاں سے نکل رہے تھے۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ولید! تم زرارہ سے تعجب نہیں کرتے؟ جو مجھ سے ان لوگوں (حکام جور) کے اعمال (کاروبار اور ملازمت کرنے) کے بارے میں سوال کر رہے تھے وہ کیا چاہتے تھے؟ آیا ان کا مقصد یہ تھا کہ میں کہوں کہ جائز نہیں ہے تو پھر وہ اسے روایت کریں؟ پھر فرمایا: اے ولید! شیعہ ان لوگوں کا کاروبار (اور ملازمت) کرنے کے بارے میں کب سوال کرتے تھے؟ بلکہ وہ تو یہ پوچھتے تھے کہ آیا ان کا کھانا کھایا اور پانی پیا جا سکتا ہے؟ اور آیا ان کے سایہ کے نیچے بیٹھا جا سکتا ہے؟ وہ یہ سوال کب کرتے تھے؟ (جو زرارہ کر رہے ہیں)۔ (الفروع، التہذیب، رجال کشی)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر کے دروازہ پر ان کی خدمت میں حاضر

تھے کہ آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا کہ وہ قطار اندر قطار گزر رہے ہیں۔ امام علیہ السلام نے بعض حاضرین سے فرمایا: کیا آج مدینہ میں کوئی خاص واقعہ رونما ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا اصلحک اللہ! مدینہ کا نیا حاکم مقرر ہوا ہے لوگ اسے مبارکباد دینے کے لئے جا رہے ہیں! فرمایا: (آیا ایسا بھی ہوتا ہے) کہ کسی شخص کو کسی ایسے امر کی وجہ سے مبارکباد پیش کی جائے جو کہ دوزخ کی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہو؟۔ (الفروع)

۳۔ یحییٰ بن ابراہیم بن مہاجر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں وفلاں اور فلاں آپ کو سلام عرض کرتے تھے! امام نے فرمایا: ﴿وعلیہم السلام﴾ میں نے عرض کیا اور وہ آپ سے دعا کی خواہش کر رہے تھے! امام نے فرمایا: انہیں کیا تکلیف ہے؟ فرمایا: انہیں ابوجعفر (منصور دوانقی) نے قید کر رکھا ہے فرمایا انہیں اس سے کیا واسطہ؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے ان کو کسی کام پر لگایا اور پھر انہیں قید کر دیا! فرمایا: انہیں اس سے کیا کام تھا؟ کیا میں نے ان کو منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے ان کو منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے ان کو منع نہیں کیا تھا؟ وہ (حکام جور) دوزخ ہیں وہ آگ ہیں وہ آگ ہیں! پھر فرمایا: بارالٰہا! ان (حکام جور) کی حاکمیت کو ان سے قطع کر راوی کا بیان ہے کہ جب ہم مکہ سے واپس لوٹے تو ہم نے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس گفتگو کے تین دن بعد رہا کر دیے گئے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ داؤد بن زربی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ایک غلام نے بتایا کہ میں کوفہ میں تھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بمقام "حیرہ" (جو کہ کوفہ کے پاس ہے) میں تشریف لائے اور میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! اگر آپ داوود بن علی یا کسی اور حاکم سے میری سفارش کر دیتے تو مجھے بھی کوئی عہدہ مل جاتا! امام نے فرمایا: میں ایسا نہیں کر سکتا (یہاں تک کہ) میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میرا خیال ہے کہ آپ نے ایسا اس لئے فرمایا ہے کہ شاید آپ کو اندیشہ ہے کہ میں کسی پر ظلم و جور کروں گا۔ تو میں کہتا ہوں کہ میری عورت کو طلاق ہو جائے اور میرا ہر غلام آزاد ہو جائے اور مجھ پر یہ اور یہ تاوان پڑ جائے اگر میں انصاف نہ کروں یا کسی پر جور و جفا کروں! امام نے فرمایا: تو نے کیا کہا؟ چنانچہ میں نے وہ تمام قسمیں دھرائیں (جو کھائی تھیں) امام نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف کر کے فرمایا: کہ ایسا کرنے سے آسمان کو چھونا تیرے لئے آسان ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (حکام جور) کا ایک عہدہ لے بیٹھا ہوں آیا اس سے نکلنے کا راستہ ہے؟ امام نے فرمایا: کس قدر زیادہ ایسے لوگ ہیں جو نکلنے کا راستہ تو معلوم کرتے ہیں مگر ان کے لئے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا: آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا: میری

رائے تو یہ ہے کہ خدا سے ڈر اور دوبارہ (اس کی طرف) عود نہ کر۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کا احترام کرے تو گویا اس نے خدا کا احترام کیا ہے۔ (پھر فرمایا) تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو خدا کا احترام کرے؟ تو خدا اس سے کیا سلوک کرے گا؟ اور جو شخص کسی قوم کی ریاست وعرافت کا نقیب بنے اور پھر وہ اس سے اچھا سلوک کرے تا ہم اپنی عرافت کے ایک ایک دن کے عوض اسے جہنم کے کنارے پر ایک ایک ہزار سال تک قید کیا جائے گا اور اسے اس حالت میں محشور کیا جائے گا کہ اس کے ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے ہونگے۔ پس اگر اس نے حکم خدا کے مطابق اس قوم سے سلوک کیا ہوگا تو خدا اسے آزاد کر دے گا اور اگر اس نے ظلم وجور کیا ہوگا تو ستر خریف تک اسے جہنم میں گرایا جائے گا۔

(عقاب الاعمال)

۷۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص غور کرے کہ خدا کی اصل حقیقت کیا ہے وہ ہلاک ہوجائے گا اور جو ریاست طلب کرے گا وہ بھی ہلاک ہوجائے گا۔ (التوحید)

۸۔ جناب ابن ادریس حلیؒ اپنی کتاب میں مسائل الرجال سے نقل کرتے ہیں کہ محمد بن علی بن یحییٰ نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آیا بنی عباس کیلئے کام کرنا اور ان کے اموال میں سے جس قدر ممکن ہو اس کا حاصل کرنا جائز ہے؟ امامؑ نے جواب میں فرمایا: اگر کوئی شخص جبر واکراہ سے اس میں داخل ہوا ہے تو خدا عذر قبول کرنے والا ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ (اپنے اختیار سے داخل ہوا) ہے تو یہ ناپسندیدہ فعل ہے اور اس صورت میں لامحالہ اس کا کم اس کے زیادہ سے بہتر ہے۔ نیز لکھا تھا کہ اس کام کا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ اگر اس سے مقصد دشمن کو نقصان پہنچانا (اور دوست کو فائدہ پہنچانا) ہو تو پھر یہ کام حرام نہیں ہے۔ بلکہ باعث اجر وثواب ہے۔ (السرائر)

۹۔ جناب علی ابن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کے شیعوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حکام جور کے عملہ میں داخل ہیں ان کے لئے کام کرتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں تو؟ فرمایا: وہ شیعہ نہیں ہیں بلکہ وہ انہی لوگوں میں سے ہیں پھر امامؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ تا قوله تعالى وَلَكِنَّ كَثِيْراً مِنْهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ (بنی اسرائیل کے کافر لوگ جناب داؤدؑ اور عیسیٰؑ کی زبان سے لعنتی ہیں اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں) فرمایا: وہ جناب داؤد

کی زبان سے خنزیر اور جناب عیسیٰ کی زبان سے بندر ہیں ﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَاكَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ (وہ برے کاموں سے باز نہیں آتے تھے اور بہت برے کام کرتے تھے) فرمایا: وہ خنزیر کا گوشت کھاتے تھے اور شرابیں پیتے تھے اور حیض کے دنوں میں اپنی عورتوں کے پاس جاتے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان اہل ایمان کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے جو کافروں سے محبت کرتے ہیں فرمایا: ﴿وَتَرىٰ كَثِيراً مِنهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَاقَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ تا قوله تعالىٰ وَلٰكِنَّ كَثِيراً مِنهُم فَاسِقُونَ﴾ (تم ان میں سے بہت سوں کو دیکھو گے کہ وہ کافروں سے محبت کرتے ہیں بہت برا ہے وہ جو کچھ ان کے نفسوں نے آگے بھیجا ہے ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں) پس اس طرح خداوند عالم نے مؤمن کو کافر سے محبت کرنے کی ممانعت کر دی ہے سوائے مقام تقیہ کے۔ (تفسیر قمی)

۱۰۔ جناب کشیؒ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اتنا دو بھیڑیے ان بکریوں کا نقصان نہیں کرتے جن کے چرواہے غیر حاضر ہوں جتنا ریاست کی محبت آدمی کے دین کا نقصان کرتی ہے۔ پھر فرمایا: لیکن صفوان ریاست سے محبت نہیں کرتا۔ (رجال کشی)

۱۱۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں سلیمان جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حاکم (جائر) کی ملازمت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اے سلیمان! ان کی ملازمت کرنا، ان کی کمک کرنا، اور ان کی حاجت برآری کرنے میں کوشش کرنا کفر کے برابر ہے اور عمداً ان پر نگاہ کرنا ان گناہان کبیرہ میں سے ہے جن سے آدمی جہنم کا مستوجب ہوتا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۵ میں) اور کچھ جہاد النفس (باب ۵۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

اہل ایمان کو فائدہ پہنچانے، ان کا دفاع کرنے اور حتی الامکان حق پر عمل درآمد کرنے کی خاطر حکامِ جور کی ملازمت جائز ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی ابن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کہ خداوند عالم کے کچھ اولیاء (ظالم) بادشاہ کے ساتھ ہوئے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے اولیاء سے دفاع کرتا ہے۔ (الفقیہ، الفروع، کذا فی المقنع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری حدیث میں یوں وارد ہے کہ ایسے لوگ جہنم سے خدا کے آزاد کردہ ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ (جائر) حکمران کی ملازمت کا کفارہ (اپنے) بھائیوں کی حاجت برآری کرنا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے زیاد بن عبید اللہ کے پاس ایک آدمی کے ذریعہ سے یہ پیغام بھیجا کہ اپنے عمل کے کی کا دوادارو کر (یعنی اہل ایمان کے کام کر)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص آل محمد علیہم السلام کا محب ہے مگر وہ ان (جائر حکمرانوں) کے دفتر میں کام کرتا ہے اور وہ انہی کے علم جنگ کے نیچے مارا جاتا ہے تو؟ فرمایا: خدا اسے اس کی نیت کے مطابق محشور فرمائے گا۔ (المقنع)

۶۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کو لوگوں کے معاملات کا نگراں بنایا جائے اور وہ عدل وانصاف کرے، اپنا دروازہ کھلا رکھے اور پردہ ہٹا دے اور لوگوں کے معاملات پر نگاہ رکھے تو خدا پر لازم ہوگا کہ قیامت کے دن اس کی گھبراہٹ کو امن سے تبدیل کرے اور اسے جنت میں داخل کرے۔ (الآمالی)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپ ان لوگوں (حکام جور) کی ملازمت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اگر تم ضرور کرنا چاہتے ہو تو شیعوں کے مال سے بچو۔ راوی (ابراہیم بن ابومحمود) بیان کرتے ہیں کہ علی نے مجھے بتایا کہ وہ شیعوں سے لوگوں کے سامنے مال وصول کرتے تھے اور پوشیدہ طور پر واپس لوٹا دیتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ زیاد بن ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے مجھ سے فرمایا: اے زیاد! تو حاکم کے لئے کام کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں! فرمایا: کیوں؟ عرض کیا میں ایک صاحب مروّت اور عیالدار آدمی ہوں مگر میرے پاس کوئی مستقل ذریعہ معاش نہیں ہے۔ فرمایا: اے زیاد! اگر میں کسی چٹان سے گروں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ان لوگوں (حکام جور) کا کوئی کام کروں یا ان میں سے کسی کے فرش پر قدم رکھوں! ماسوائے چند مقاصد کے جانتے ہو وہ مقاصد کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ نہیں! میں آپ پر قربان ہو جاؤں! فرمایا: کسی مؤمن کا رنج وغم دور کرنے یا اس کی قید رہا کرانے یا اس

کے قرضہ کے ادا کرنے کے۔ اے زیاد! جو شخص (بلا جواز) ان لوگوں کا کوئی منصب قبول کرے تو خدا اس کے ساتھ جو کمترین سلوک کرتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ (بروز قیامت) اس پر دوزخ کے دھوئیں کے کئی خیمے اس پر مسلّط کرے گا یہاں تک کہ لوگوں کے حساب وکتاب سے فارغ ہوگا۔ (پھر فرمایا) اے زیاد! اگر تو نے ان لوگوں کا کوئی منصب قبول کیا ہے تو پھر اپنے (دینی بھائیوں) سے اچھا سلوک کر تو یہ ایک (نیکی) اس ایک (بدی) کے مقابلہ میں ہوجائے گی۔ اور خدا اس کے پیچھے ہے۔ اے زیاد! تم میں جو شخص ان (حکام جور) میں سے کسی کے کسی منصب پر فائز ہو اور پھر تم کو اور ان کو برابر سمجھے تو تم اس سے کہہ دو کہ تم کذّاب ہو۔ اے زیاد! جب تم لوگوں پر اپنی قدرت کو یاد کرو تو کل (فردائے قیامت) اپنے اوپر خدا کی قدرت کو یاد کرو اور اس بات کو یاد رکھو کہ تم جو کچھ ان کو دو گے وہ ختم ہوجائے مگر ان کی طرف سے جو کچھ (اجر وثواب) تمہیں ملے گا اور وہ باقی رہے گا۔ (ایضاً)

۹۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ہمارے گروہ کے ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا جس نے ان (حکام جور) کا منصب قبول کیا تھا! آپ نے پوچھا اس کا اپنے (دینی) بھائیوں سے سلوک کیسا ہے؟ عرض کیا گیا کہ اس کے ہاں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے! امام نے فرمایا: افسوس ایک تو یہ لوگ وہ کام کرتے ہیں جو ان کو نہیں کرنا چاہئے اور پھر اپنے برادران ایمانی سے اچھا سلوک بھی نہیں کرتے۔ (ایضاً)

۱۰۔ بجستان کے بنی حنیفہ کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ معتصم (عباسی) کے ابتدائی دورِ حکومت میں میں سفر حج میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے ہمراہ تھا میں نے دستر خوان پر امامؑ کی خدمت میں عرض کیا جبکہ حکومت کے لوگوں کی ایک جماعت بھی وہاں موجود تھی۔ کہ ہمارا حاکم ایک ایسا شخص ہے جو آپ کا محبّ وموالی ہے اور اس کے دیوان میں میرے نام کچھ خراج موجود ہے خدا مجھے آپ پر قربان کرے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے لکھدیں کہ وہ مجھ سے بھلائی کرے امام نے فرمایا: میں تو اسے نہیں پہچانتا! میں نے عرض کیا کہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ وہ شخص آپ خاندان رسالت کے محبوں اور دوستداروں میں سے ہے! اور آپ کی چٹھی مجھے فائدہ دے گی۔ چنانچہ امام نے کاغذ لیا اور لکھا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اما بعد حامل رقعہ ھذا نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ اچھے نظریہ کے حامل ہیں اور تجھے اپنے منصب سے وہی کچھ ملے گا جو اچھائی کرے گا پس اپنے بھائیوں سے احسان کر۔ اور اچھی طرح جان لے کہ خداوند عالم تجھ سے رائی کے دانہ کے برابر بھی (نیکی اور برائی) کے بارے میں سوال کرے گا'' یہ شخص بیان کرتا ہے کہ جب میں (سفر حج سے) واپس بجستان پہنچا تو یہ اطلاع (کہ میرے پاس اس کے نام امام علیہ السلام کا خط ہے) وہاں کے والی حسین بن عبداللہ نیشاپوری تک پہنچ چکی تھی چنانچہ وہ شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر میرے استقبال کے لئے آیا۔ اور میں نے امام کی چٹھی اسے دی اس نے اسے چوما اور آنکھوں پر رکھا

اور مجھ سے پوچھا تیرا کام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کے دیوان میں میرے نام کچھ خراج ہے! (وہ معاف کرانا ہے) چنانچہ اس نے وہ مٹادیا اور کہا جب تک میں اس منصب پر فائز ہوں تو تو کوئی خراج ادا نہ کرنا۔ پھر اس نے میرے اھل وعیال کے بارے میں سوال کیا (کہ کس قدر ہیں؟) میں نے اسے ان کی تعداد بتائی تو اس نے میری اوران کی گزراوقات سے بھی زیادہ ایک مال مجھے دینے کا حکم دیا راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس کی زندگی میں خراج ادا نہیں کیا تھا اوراس نے بھی اپنی وفات تک وہ صلہ (جو پہلی بار مجھے دیا تھا) کبھی بند نہیں کیا۔ (ایضاً)

۱۱۔ یونس بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ جو مذہب حق سے تعلق رکھتے ہیں وہ حکام جور کے ساتھ کام کرتے ہیں تو؟ فرمایا: اگر ایسے لوگ حکومت کے کسی منصب پر فائز ہوں تو آیا وہ تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں اور تمہاری حاجت برآری میں تمہاری مدد کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کچھ تو ایسا کرتے ہیں اور کچھ ایسا نہیں کرتے فرمایا: جو ایسا نہ کرے تم اس سے بیزاری اختیار کرو خدا اس سے بری ہو۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ عبیدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابوعمرو حذاء نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور امام نے اس کا جواب لکھا اور میں نے اس سوال وجواب کو بچشم خود پڑھا ہے خط کا مضمون یہ تھا "کہ ان کی حکام جور کے قاضیوں کے ساتھ آمد ورفت تھی اور انہوں نے بنی عباس کے بعض زندہ اور مردہ لوگوں کے اوقاف اور مواریث اس کے سپرد کئے اور انہوں نے اس کے لئے گزارہ الاؤنس بھی مقرر کیا۔ اور وہ اس امانت کو ادا بھی کرتے رہے اور اب اس نے خدا سے عہد وپیمان باندھا ہے کہ وہ ان لوگوں کے معاملات میں دخل نہیں دینگے! مگر ان کے ذمہ کچھ خرچہ ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں سے اکثر تو ضائع ہو چکا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ حقائق منکشف نہ ہو جائیں جن کا انکشاف وہ پسند نہیں کرتے اور وہ اس سلسلہ مین آپ کے حکم کا منتظر ہے؟ امام نے اس کے جواب میں لکھا کہ اگر تم ان کے معاملات میں داخل رہے ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ خدا بھی جانتا ہے اور ہم بھی کہ تم کس مذہب پر ہو۔ (التہذیب)

۱۳۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جس کو ظالمون کے مال میں سے کچھ مال ملے تو جس کے لئے ہم حلال قرار دے دیں اس کے لئے وہ حلال ہے اور جس کے لئے ہم اسے حرام قرار دے دیں اس کے لئے وہ حرام ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ درخواست کی تھی کہ بادشاہ کے کاروبار سے میرا سینہ تنگ

ہونے لگا ہے۔ کیونکہ آپ ہارون کے وزیر تھے اگر آپ مجھے اجازت دیں۔ خدا مجھے آپ پر قربان کرے! تو میں اس سے بھاگ جاؤں! امام نے جواب میں لکھا کہ میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دیتا بس خدا سے ڈر۔ یا جیسے فرمایا۔(قرب الاسناد)

۱۵۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں مفضل بن مریم کاتب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ بنی ہاشم کو کچھ جوائز وانعامات دوں! میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میرے سر پر کھڑے ہیں میں چونک کر اٹھا امام نے مجھ سے پوچھا کہ ان (بنی ہاشم) کے لئے کس قدر حکم دیا گیا ہے؟ میں نے وہ جوائز والا خط ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ امام نے (دیکھ کر) فرمایا: اس میں اسماعیل کے لئے تو کچھ درج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا میرے پاس تو یہی حکم نامہ ہے! پھر میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! کہ مجھے اس قوم (جفا کار) کے ہاں جو منزلت حاصل ہے وہ آپ کو معلوم ہے فرمایا: جو کچھ تمہیں ملے اس سے اپنے اصحاب (اور برادران) پر صرف کر کیونکہ خدا فرماتا ہے ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں)۔(تفسیر عیاشی)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲و۴۴و۴۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

لوگوں کے مظالم کا ان کی طرف لوٹانا واجب ہے اگر معلوم ہوں ورنہ (ان کی طرف سے صدقہ دے)

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بنی امیہ کے منشیوں میں سے ایک منشی میرا دوست تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کا وقت لوں چنانچہ میں نے وقت لیا اور وہ حاضر ہوا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں اس قوم (حکام جور) کے دیوان میں تھا اور میں نے ان کی دنیا میں سے بہت سا مال حاصل کیا۔ اور اس کے حصول میں چشم پوشی سے کام لیا تو؟ امامؑ نے فرمایا: اگر بنی امیہ کو منشی اور محصل اور ان کی طرف سے لڑنے والے اور ان کی جماعتوں میں حاضر ہونے والے نہ ملتے تو وہ ہم سے ہمارا حق سلب نہ کرتے! اور اگر لوگ ان کو اور ان کے مقبوضہ (اموال) کو ترک کر دیتے تو ان کے پاس صرف وہی کچھ رہ جاتا جو ان کے قبضہ میں تھا اس جوان نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! اب میرے لئے (اس مخمصہ سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ امام نے فرمایا: میں جو

کچھ تجھ سے کہوں تو اس پر عمل کرے گا؟ اس نے عرض کیا ہاں ضرور کرونگا! فرمایا: تو نے ان کے دیوان میں رہ کر جو کچھ کمایا ہے اس سے دست بردار ہو جا۔ پس جس مال کا مالک معلوم ہے وہ اسے لوٹا اور جس کا مالک معلوم نہیں ہے وہ (اس کی طرف سے) صدقہ کردے میں تیرے لئے جنت کا ضامن ہوں! (امام کا یہ کلام سن کر) وہ جوان کافی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا پھر کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں ایسا کرتا ہوں! ابن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جوان ہمارے ہمراہ کوفہ پہنچا اور اس کے پاس روئے زمین پر جو کچھ تھا اس سے دست بردار ہو گیا حتیٰ کہ ان کپڑوں سے بھی جو اس کے بدن پر تھے (یعنی وہ بھی اتار کردے دئے) پس میں نے اس کے لئے چندہ کیا اور کچھ کپڑے خریدے اور اس کے لئے کچھ نان ونفقہ بھیجا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہنوز چند ماہ ہی گزرے تھے کہ وہ جوان بیمار ہو گیا اور ہم اس کی بیمار پرسی کرتے رہتے تھے۔ پس ایک دن اس کے پاس گیا جبکہ وہ جان کنی کی حالت میں تھا۔ پس اس نے آنکھیں کھولیں اور مجھ سے کہا یا علی! بخدا تمہارے ساتھی (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) نے (جنت کا) وعدہ پورا کر دیا ہے پھر وفات پا گیا اور ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی۔ بعد ازاں جب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا تو امام نے فرمایا: یا علی! ہم نے تمہارے ساتھی سے وعدہ پورا کر دیا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا ہے بخدا اس جوان نے بھی اپنی موت کے وقت مجھ سے ایسا ہی کہا تھا۔ (الفروع، التہذیب)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے جہاد النفس (باب ۷۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۶ وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

مجبوری اور خوف کے وقت حاکم جائر کی ملازمت جائز ہے۔ تقیہ کے مطابق تو اس کے احکام پر عمل در آمد کرنا بھی جائز ہے سوائے قتل حرام کے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن حسین انباری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں چودہ سال تک امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر حاکم جائر کی ملازمت کرنے کی اجازت طلب کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اپنے آخری خط میں لکھا کہ اب تو مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے اور حاکم مجھ سے کہتا ہے کہ تو رافضی ہے اور تو محض رفض کی وجہ سے حاکم کے لئے کام نہیں کرتا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ میں نے تمہارے مکتوب کو پڑھا ہے تم نے جو اپنی جان کے خطرہ کا تذکرہ کیا ہے اسے سمجھا ہے۔ پس اگر تم سمجھتے ہو کہ اگر تمہیں والی بنایا گیا تو تم اپنے کام میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کر سکو گے اور تمہارے مددگار اور منشی تمہارے ہم

مسلک ہونگے اور جب تمہیں کچھ مال ومنال ملے گا تو فقیر ونادار اہل ایمان سے ہمدردی کروگے یہاں تک کہ تم بھی ان میں سے ایک سمجھے جاؤ۔ تو یہ عمل اس ملازمت کا کفارہ بن جائے گا ورنہ نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک مسلمان شخص جو کہ آل محمد علیہم السلام سے محبت کرتا ہے وہ ان (حکام جور) کے دیوان میں کام کرتا ہے اور کسی جنگ میں وہ ان کے ساتھ نکلتا ہے اور انہی کے جھنڈے کے نیچے مارا جاتا ہے تو؟ فرمایا: خدا اس کی نیت کے مطابق اسے محشور فرمائے گا اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ ایک غریب و مسکین شخص اس لئے ان (حکام جور) کی خدمت کرتا ہے تاکہ اسے کچھ مال مل جائے اور خدا اس کی اعانت بھی کرتا ہے اور وہ ان کے لشکر میں مارا جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ بمنزلہ مزدور کے ہے خداوند عالم بندوں کو ان کی نیتوں کے مطابق عطا فرمائے گا۔ (التہذیب)

۳۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آدمی سلطان (جائر) کے کاروبار میں نکلتا ہے؟ فرمایا: جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے پاس کھانے پینے کو کوئی چیز نہ ہو اور اس سے بچنے کی کوئی تدبیر نہ ہو۔ اور اگر اس کو کام اور اسے کچھ مال مل جائے تو اس کا خمس ہم اہلبیت کی طرف بھیجے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اصلحک اللہ! آپ نے مامون کا یہ (ولیعہدی) عہدہ کس طرح قبول کیا؟ گویا اس نے اعتراض کی لہجہ میں یہ بات کہی! امام نے فرمایا: اے فلاں نبی افضل ہوتا ہے یا وصی؟ اس نے کہا نبی! پھر فرمایا: کون افضل ہے مسلمان یا مشرک؟ کہا مسلمان فرمایا: عزیز مصر مشرک تھا اور حضرت یوسف نبی تھے مامون مسلمان ہے میں وصی ہوں جناب یوسف نے عزیز مصر سے کہا تھا کہ وہ ان کو خزائن کا امین بنا دیں ﴿اِجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ﴾ اور مجھے مجبور بھی کیا گیا ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۵۔ ریان بن صلت بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا فرزند رسول! لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے باوجود زاہد فی الدنیا ہونے کے (مامون کی) ولیعہدی کس طرح قبول فرمائی ہے؟ امام نے فرمایا: خدا جانتا ہے کہ میں اس چیز کو ناپسند کرتا تھا لیکن جب مجھے قتل ہونے اور اس (منصب) کے قبول کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے قتل ہونے پر اس عہدہ کے قبول کرنے کو ترجیح دی۔ افسوس ہے ان لوگوں پر کیا یہ نہیں جانتے کہ جب جناب یوسف نبی ورسول تھے مگر ان کو ضرورت نے مجبور کیا تو انہوں نے عزیز (مصر) کے خزانوں کا متولی بننا قبول کر لیا اور فرمایا: ﴿اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ﴾ اور جبر واکراہ

کے بعد جب قتل تک نوبت پہنچ گئی تو مجبوراً میں نے بھی اسے قبول کرلیا۔ علاوہ بریں میں اس طرح اس معاملہ میں داخل ہوں جس طرح کوئی اس سے نکل رہا ہو خدا ہی کی بارگاہ میں شکوہ وشکایت ہے۔ اور اسی سے ہی مدد مانگی جاتی ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار، الامالی)

۶۔ ابوصلت ھروی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مامون عباسی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے کہا فرزند رسول! میں آپ کے فضل، علم، زہد وورع اور عبادت کو جانتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ مجھ سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں! اس پر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میں خدا کی بندگی پر فخر کرتا ہوں، دنیا میں زہد اختیار کرکے دنیا کے شر سے نجات چاہتا ہوں، خدا کے ہاں بلندی چاہتا ہوں! مامون نے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو خلافت سے معزول کرکے اور آپ کی بیعت کرکے اسے آپ کے لئے قرار دوں! اس پر امام نے فرمایا: یہ خلافت اگر واقعاً آپ کا حق ہے اور یہ لباس آپ کو خدا نے پہنایا ہے۔ تو آپ کو اس کے اتارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر یہ آپ کا حق نہیں ہے تو پھر آپ کو یہ حق کس طرح حاصل ہوگیا کہ جو چیز آپ کی نہیں ہے وہ آپ مجھ کو دیں؟ مامون نے کہا فرزند رسول! آپ کو یہ قبول کرنا پڑے گی امام نے فرمایا: اپنے اختیار سے تو میں کبھی اسے قبول نہیں کرونگا! چنانچہ مامون کئی دنوں تک امام پر دباؤ ڈالتا رہا اور امام برابر انکار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک دن اس نے کہا کہ اگر آپ خلافت قبول نہیں کرتے اور میری بیعت کرنا بھی پسند نہیں کرتے تو پھر آپ میرے ولی عہد بن جائیں۔ تاکہ میرے بعد تو آپ کو خلافت مل جائے۔ اس پر امام نے فرمایا: مجھ سے میرے والد نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں آپ کے ظلم وجور اور ستم جفا سے شہید ہو کر دنیا سے اٹھ جاؤنگا۔ اور مجھ پر زمین وآسمان کے فرشتے روئینگے اور زمین غربت میں ہارون رشید کے پہلو میں دفن کیا جاؤنگا۔ یہ سن کر مامون رو پڑا۔ اور کہا فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو کون شہید کرے گا اور میرے جیتے آپ کو کون کوئی گزند پہنچا سکتا ہے؟ امام نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو بتا سکتا ہوں کہ کون مجھے شہید کرے گا؟ مامون نے کہا فرزند رسول! آپ یہ بہانہ بنا کر اس بات کو ٹالنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ کہیں کہ آپ زاہد فی الدنیا ہیں! امام نے فرمایا: بخدا جب سے خدا نے مجھے پیدا کیا ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور میں نے دنیا کی خاطر دنیا میں زہد اختیار نہیں کیا (تاکہ لوگ کہیں کہ الخ..........) اور میں جانتا ہوں کہ اس سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ مامون نے کہا۔ ہاں امان ہے! فرمایا: آپ یہ چاہتے ہیں کہ (جب میں ولیعہدی کو قبول کرلوں تو) لوگ کہیں کہ انہوں نے دنیا میں زہد وبے رغبتی نہیں کی تھی۔ دیکھو جب موقع ملا تو خلافت کے لالچ میں کس طرح ولیعہدی قبول کرلی؟ اس پر مامون غضبناک ہوا۔ پھر کہا آپ ہمیشہ مجھ سے وہ بات کرتے ہیں جسے میں ناپسند کرتا ہوں۔ تو میں خدا کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ

بخوشی ولیعہدی قبول کرلیں تو فبہا ورنہ میں آپ کو اس پر مجبور کرونگا۔ پھر اگر آپ نے یہ عہدہ قبول کرلیا تو فبہا ورنہ میں آپ کی گردن اڑا دونگا۔ اس پر امام نے فرمایا: چونکہ خدا نے مجھے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا ہے۔ لہذا اگر صورت حال یہ ہے تو پھر آپ جو چاہیں کریں۔ مگر میں یہ منصب اس شرط پر قبول کرونگا کہ میں نہ کسی شخص کو کسی عہدہ پر مقرر کرونگا اور نہ کسی کو معزول کرونگا نہ کسی رسم اور طریقہ کار کو تبدیل کرونگا۔ بلکہ امور سلطنت سے دور رہ کر صرف ایک مشیر کا فرض ادا کرونگا۔ پس مامون اسی پر رضامند ہوگیا اور باوجود ان کی ناپسندیدگی کے ان کو ولی عہد بنا دیا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن عرفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا فرزند رسول! آپ کو کس چیز نے ولیعہد بننے پر آمادہ کیا؟ فرمایا: جس چیز نے میرے دادا حضرت امیر علیہ السلام کو شوریٰ میں داخل ہونے پر آمادہ کیا تھا۔ (عیون الاخبار)

۸۔ موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ذوالریاستین فضل بن سہل ایک دن (گھر سے) یہ کہتا ہوا باہر نکلا واعجباہ! میں نے کیا عجب امر دیکھا ہے؟ (لوگو) مجھ سے پوچھو کہ میں نے کیا دیکھا ہے؟ چنانچہ لوگوں نے کہا اصلحک اللہ! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ کہا میں نے دیکھا ہے کہ امیر المومنین (مامون) حضرت علی بن موسیٰ الرضا سے کہہ رہے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ قلادہ خلافت اپنی گردن سے اتار کر آپ کی گردن میں ڈالوں! اور میں نے امام رضا علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ خدا سے ڈرو مجھ میں اس کی قوت وطاقت نہیں ہے۔ میں نے اس سے زیادہ خلافت کی بے قدری کبھی نہیں دیکھی امیر اس سے گلوخلاصی کرانا چاہتا ہے اور امام رضاؑ پر پیش کرتا ہے اور امام رضاؑ اس کے قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۴ میں) گزر چکی ہیں نیز تقیہ کے واجب ہونے اور کسی کے قتل کے سلسلہ میں اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں کچھ (باب ۴۴ از امر بالمعروف میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۹

والی اور حاکم کو اپنی ذات، اپنے ساتھیوں اور اپنی رعایا کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شہید ثانی علیہ الرحمہ اپنے رسالہ غیبت میں باسناد خود عبداللہ بن سلیمان نوفلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ عبداللہ نجاشی (حاکم اہواز) کا ایک غلام حاضر ہوا

اور سلام کر کے ایک مکتوب امام کی خدمت میں پیش کیا۔ امام نے اسے کھولا اور پڑھا چنانچہ اس کی پہلی سطر میں لکھا تھا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ میں اہواز کی حکومت میں مبتلا ہو گیا ہوں اگر میرے مولا و آقا مناسب سمجھیں تو میرے لئے ایک حد مقرر کر دیں یا ایک مثال قائم کر دیں۔ تاکہ میں اس پر عمل درآمد کر کے خدا اور رسول کا تقرب حاصل کر سکوں! اور اپنے مکتوب میں میرے لئے اس بات کا خلاصہ درج کر دیں جس پر عمل کرنا میرے لئے مناسب سمجھتے ہیں اور یہ کہ میں اپنی زکواۃ کہاں صرف کروں؟ اور کس قسم کے لوگوں سے اُنس کروں؟ اور کس پر بھروسہ کروں؟ اور کسے اپنا ہمراز بناؤں؟ ممکن ہے کہ آپ کی رہنمائی سے خدا مجھے اس مخمصہ سے نجات عطا فرمائے۔ کیونکہ آپ خدا کی زمین میں اس کی حجت اور اس کے بندوں میں اس کے امین ہیں! خداوند عالم کی نعمتیں برابر آپ پر جاری و ساری رہیں۔ عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نجاشی کے مکتوب کا (قلم برداشتہ) یوں جواب لکھا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ خدا اپنے لطف و کرم سے تمہاری حفاظت و حراست فرمائے۔ امابعد تمہارا پیغامبر تمہارا مکتوب لایا۔ تم نے اس میں جو کچھ لکھا ہے اس سے آگاہ ہوا اور تم نے لکھا ہے کہ تم اہواز کی حکومت میں مبتلا ہو گئے ہو اس خبر نے مجھے خوش بھی کیا اور غمناک بھی! میں عنقریب اس کی وضاحت کرونگا کہ خوش کس طرح ہوا اور غمناک کس طرح ہوا انشاء اللہ (اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ) میں تمہاری حکومت سے خوش اس لئے ہوا ہوں کہ ممکن ہے کہ خداوند عالم تمہاری وجہ سے آلِ محمدؐ میں سے کسی خوفزدہ اور غمزدہ آدمی کی فریادرسی فرمائے اور تمہارے ذریعہ سے ان کے کسی ذلیل کو عزت، بے لباس کو لباس، کمزور کو طاقتور بنائے اور تمہارے سبب سے ان کے مخالفوں کی بھڑکائی ہوئی آگ کو بجھائے اور ملول اس لئے ہوا کہ وہ کمترین چیز جس کا مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ تم ہمارے کسی موالی کی توہین کرو اور اس کی وجہ سے حظیرۃ القدس (جنت) کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکو۔ پس میں تمہاری خواہش کے مطابق ان تمام باتوں کا خلاصہ تحریر کر رہا ہوں کہ اگر تم نے ان پر عمل درآمد کیا اور اس سے تجاوز نہ کیا تو مجھے امید ہے کہ تم سلامت رہو گے انشاء اللہ

اے عبداللہ! مجھے میرے والد بزرگوار نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی ہے فرمایا: جس شخص سے اس کا برادر مؤمن مشورہ کرے اور وہ اسے خالص نصیحت نہ کرے تو خدا اس کی عقل سلب کر لیتا ہے" لہٰذا تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں اپنی پوری رائے پیش کر رہا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل درآمد کرو گے تو جس چیز سے تم ڈرتے ہو وہ دور ہو جائے گا۔ تو جان لو کہ جس چیز (حکومت) میں تم مبتلا ہوئے ہو اس سے گلوخلاصی کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ (لوگوں کے) خون کی حفاظت کرو، خدا کے دوستوں کی ایذا رسانی سے رکو۔ اور رعایا کے ساتھ نرمی برتو اور لوگوں کے رہن سہن کو

اچھا رکھو مگر اس نرمی میں کمزوری کا عنصر نہ ہو اور گرفت میں شدت تو ہو مگر اس میں سختی نہ ہو اور اپنے ساتھیوں سے مدارات مت کرو۔ اور لوگوں کے ایلچیوں، اور اپنی رعایا کے ادھیڑ بن کو سیو اس طور پر کہ حق و عدل کے کاموں میں ان کی امداد کرو انشاء اللہ خبردار چغلخوروں کو اپنے پاس نہ بھٹکنے دینا اور خدا کسی شب روز میں تمہیں نہ دیکھے کہ تم لوگوں سے کچھ سیم وزر قبول کرو ورنہ خدا تم پر ناراض ہو جائے گا۔ اور تمہاری پردہ دری کردے گا اور اہواز کے مقام خوز کے لوگوں کے مکروفریب سے بچو کیونکہ مجھے اپنے والد بزرگوار نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کی حدیث بیان فرمائی کہ آپ نے فرمایا: کہ ایمان کبھی راسخ نہیں ہوتا یہودی اور خوزی کے دل و دماغ ہیں' باقی رہا وہ شخص جس سے تم انس ومحبت کرو۔ اور اپنے اموراس کے سپرد کرو تو ایسا شخص وہ ہے جو آزمایا ہوا ہو، بابصیرت ہو امین ہو اور دین میں تمہارا ہم مشرب ہو اور عوام میں امتیاز کرو۔ اور دونوں قسم کے لوگوں کو آزماؤ پس اگر وہاں رشد و نیکی نظر آئے تو اسے لازم پکڑو۔ اور خبردار جب بھی غیر خدا کے لئے کسی شاعر یا ہنسنے والے یا مزاح کرنے والے کو درہم یا خلعت دو یا گھوڑے پر سوار کرو۔ تو ایسا ہی عطیہ خدا کے لئے (کسی اچھی جگہ پر) دو اور تمہارے عطیے اور جائزے اور خلعتیں فوجوں کے سربراہوں، ایلچیوں، لشکریوں اور پولیس والوں اور خمس والوں کے لئے ہونے چاہیں یا دیگر کارہائے خیر میں تمہاری رقوم صرف ہونی چاہیں جو تم بجا لانا چاہتے ہو جیسے، نیکی کے کام، فطرہ، صدقہ، حج، پینے پلانے اور وہ لباس جس میں تم نماز پڑھتے ہو اور صلہ رحمی (وغیرہ وغیرہ) اور وہ ہدیہ جو تم خدا ورسول کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہتے ہو وہ تمہارے پاک و پاکیزہ کمائی سے ہونا چاہیئے۔ اے عبداللہ! کوشش کرو کہ تم سونا اور چاندی جمع نہ کرو۔ ورنہ اس آیت کے مصداق بن جاؤ گے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا دو) کسی میٹھی چیز اور بچے کھچے طعام کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کرو بلکہ اسے خالی پیٹوں میں داخل کرو اس سے تم پروردگار کے قہر وغضب کو روک سکو گے۔ جان لو کہ میں نے اپنے والد بزرگوار کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کر رہے تھے کہ آپ نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے کہ وہ شخص خدا پر ایمان نہیں لایا جو شکم سیر ہو کر رات گزارے جبکہ اس کے پڑوس میں کوئی بھوکا شخص موجود ہو' لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو ہلاک ہو گئے؟ فرمایا: تم اپنے بچے کھچے طعام، بچی کچھی کھجوروں، بچی کھچی روزی اور پرانے کپڑوں سے (غریبوں کی مدد کر کے) خدا کے قہر وغضب کو ٹھنڈا کر سکتے ہو۔ اور میں عنقریب بتاؤں گا کہ دنیا کس قدر ذلیل اور حقیر ہے اور اس کا شرف سلف (صالحین) اور تابعین کی نگاہوں میں کس قدر حقیر تھا پھر امامؑ نے یہاں حضرت

امیر علیہ السلام کے زہد اور دنیا کو طلاق دینے کا تذکرہ فرمایا یہاں تک کہ فرمایا: میں نے تمہارے سامنے دنیا و آخرت کے مکارم (اخلاق) اور وہ بھی صادق و مصدق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے رکھ دیئے ہیں پس اگر تم نے ان پر عمل کیا تو پھر اگر تم پر پہاڑوں کے وزن اور سمندروں کی موجوں کے برابر بھی گناہ ہوئے تو مجھے خدا سے امید ہے کہ وہ تم سے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ درگزر فرمائے گا۔ خبردار! کبھی کسی مؤمن کو خوفزدہ نہ کرنا کیونکہ میرے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی مؤمن کی طرف ایسی نگاہ کرے جس سے اسے ڈرائے تو خدا اسے اس دن خوفزدہ کرے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا اور اسکے جسم اور تمام اعضاء بدن کو چیونٹی کی شکل میں محشور کرے گا یہاں تک کہ اسے اس کے مقام (دوزخ) میں وارد کرے گا اور میرے والد بزرگوار نے اپنے آباء اطہار کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے یہ حدیث نقل کی ہے فرمایا: کہ جو شخص اہل ایمان میں سے کسی غمزدہ شخص کی فریاد رسی کرے تو خدا اس کی اس دن فریاد رسی کرے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور اسے فزع اکبر کے دن امن عطا فرمائے گا اور اسے بُرے انجام سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص اپنے برادر مؤمن کی حاجت برآری کرے تو خدا اس کی بہت سی حاجتیں برلائے گا جن میں سے ایک جنت ہے اور جو اپنے کسی ننگے برادر مؤمن کو کپڑا پہنائے تو خدا اسے جنت کے سندس و استبرق اور ریشم کا لباس پہنائے گا اور جب تک اس کپڑے کا ایک تار بھی مؤمن کے بدن پر رہے گا تب تک یہ برابر خدا کی خوشنودی (کے سمندر میں) غوطہ زنی کرتا رہے گا اور جو شخص اپنے کسی بھوکے بھائی کو کھانا کھلائے تو خدا اسے جنت کے پاک و پاکیزہ کھانے کھلائے گا۔ اور جو شخص اپنے پیاسے بھائی کو پانی پلائے تو خدا اسے مُہر زدہ شراب طہور پلائے گا۔ اور جو اپنے برادر مؤمن کی خدمت کرے (یا اسے خادم دے) تو خداوند عالم جنت کے ولدان مخلدین سے اس کی خدمت کرائے گا اور اسے اس کے اولیاء طاہرین علیہم السلام کے ہمراہ ٹھہرائے گا۔ جو شخص اپنے کسی پیادہ بھائی کو سوار کرائے تو خدا اسے جنت کی ناقہ پر سوار فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن ملائکہ میں اس کی ذات پر فخر و مباہات فرمائے گا۔ اور جو اپنے برادر مؤمن کی کسی ایسی عورت سے شادی کرے گا جس سے وہ مانوس ہو اور یہ اس کی تقویت کرے اور وہ اس سے راحت و سکون حاصل کرے تو خداوند تعالیٰ حورالعین سے اس کی شادی کرے گا اور اسے اپنے محبوبوں اپنے نبی کے اہل بیت اور اس کے بھائیوں سے اسے مانوس کرے گا اور جو شخص اپنے کسی مؤمن بھائی کی اعانت کرے جابر حکمران کے خلاف تو خدا پل صراط پر اس کی اس وقت اعانت کرے گا جب لوگوں کے قدم پھسل رہے ہونگے اور جو شخص اپنے کسی ذاتی کام کے لئے نہیں (بلکہ محض قربۃ الی اللہ) اپنے

برادر مؤمن کی زیارت کرے اس کے گھر میں تو وہ خداوند عالم کے زوار میں سے لکھا جائے گا اور خدا پر لازم ہے کہ اپنے زائر کا اکرام کرے۔

اے عبداللہ! میرے والد بزرگوار نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کی مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک دن اپنے اصحاب سے فرمار ہے تھے کہ "اے گروہ مردم! وہ شخص مؤمن نہیں ہے جو صرف زبان سے ایمان لائے اور دل سے نہ لائے پس تم اہل ایمان کی لغزشوں کو تلاش نہ کرو کیونکہ جو اہل ایمان کی لغزشوں کو تلاش کرے گا اور اسے اس کے گھر کے وسط میں ذلیل ورسوا کرے گا تو قیامت کے دن خدا اس کی لغزشوں کو تلاش کرے گا اور اسے اس کے گھر کے وسط میں ذلیل ورسوا کرے گا اور میرے والد بزرگوار نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کی حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا نے مؤمن سے عہد و پیمان لیا ہے کہ اس کی بات کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اس کے دشمن سے انتقام نہیں لیا جائے گا اور اگر وہ اپنے غیظ غضب کو ٹھنڈا کرنا چاہے گا تو اپنے آپ کو ذلیل کرے گا کیونکہ ہر مؤمن کے منہ میں لگام ہوتی ہے اور یہ سب کچھ تھوڑی مدت (زندگانی دنیا) تک ہے اور طویل راحت واکرام (اخروی زندگی مین اسی کے لئے ہے) نیز خدا نے مؤمن سے چند چیزوں کا عہد و پیمان لیا ہے جن میں سے آسان ترین یہ ہے کہ (۱) مؤمن اس کے خلاف بغاوت کرے گا اور اس سے حسد کرے گا (۲) شیطان اس کو گمراہ کرے گا (۳) جابر حکمران اس کی نگرانی کرے گا اور اس کی لغزشوں کی جستجو کرے گا (۴) اور کافر اس کا خون بہانا اپنا دین سمجھے گا اور اس کی ہتک حرمت کو غنیمت جانے گا ان حالات میں مؤمن کی بقا (اور زندگی) کیا ہے؟

اے عبداللہ! میرے والد بزرگوار نے مجھ سے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا: ایک بار مجھ پر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا محمدؐ! خداوند عالم تحفہ درود وسلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے ناموں میں سے مشتق کرکے مؤمن کا نام "مؤمن" رکھا ہے پس مؤمن مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ پس جو شخص کسی مؤمن کی اہانت کرے اس نے مجھے جنگ کا چیلنج دیا ہے۔

اے عبداللہ! میرے والد بزرگوار نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے ایک دن فرمایا: یا علیؑ! اس وقت تک کسی شخص سے مناظرہ نہ کرو جب تک اس کی سیرت (اور باطنی حالت) کا جائزہ نہ لے لو۔ پس اگر اس کا باطن پاک وصاف ہے تو خدا کبھی اپنے دوست کو بے یار مددگار نہیں چھوڑے گا اور اگر اس کا باطن قبیح

ہے تو اس کی برائیاں تمہاری کفایت کریں گی پس اگر تم کوشش کرو کہ اس سے اس سے بڑھ کر سلوک کرو جس قدر اس نے خدا کے گناہ کئے ہیں تو تم ایسا نہیں کر سکو گے۔

اے عبداللہ! میرے والد بزرگوار نے مجھ سے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: کمترین قسم کا کفر یہ ہے کہ ایک شخص اپنے مؤمن بھائی سے کوئی (برا) کلمہ سنے اور پھر اسے یاد رکھے تاکہ اسے کسی دن ذلیل کر سکے تو ایسے شخص کے لئے (دین میں سے) کوئی حصہ نہیں ہے۔

اے عبداللہ! میرے والد بزرگوار نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی ہے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے بارے میں وہ بات (لوگوں میں) بیان کرے جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو اور اپنے کانوں سے سنی ہو لیکن وہ بات ایسی ہو جو اسے عیب لگاتی ہو اور اس کی عزت کو بٹا لگاتی ہو تو وہ ان لوگوں میں شمار ہوگا جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان کی برائیاں مشہور کی جائیں تو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔)

اے عبداللہ! میرے والد بزرگوار نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی ہے فرمایا: جو شخص اپنے برادر مؤمن کے بارے میں ایسی بات کی حکایت کرے جس سے اس کا مقصد اس کی عزت کو بٹا لگانا ہو تو خداوند عالم اسے اس وقت تک اپنی خطا ولغزش میں گرفتار رکھے گا جب تک وہ اپنی کی ہوئی بات سے باہر نہیں نکلے گا اور وہ کبھی نہیں نکلے گا اور جو شخص اپنے برادر مؤمن کو مسرور وشادکام کرے تو اس نے گویا اہلبیت نبوت کو مسرور وشادکام کیا ہے۔ اور جو اہلبیت نبوت کو شادکام کرتا ہے تو اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادکام کیا ہے اور جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادکام کرے اس نے گویا خدا تعالیٰ کو شادکام کیا ہے اور جو خدا کو شادکام کرے تو خدا پر لازم ہے کہ اسے اپنی جنت میں داخل کرے پھر میں تمہیں تقوائے الٰہی اختیار کرنے اور اس کی اطاعت کو (دوسرے کاموں پر) ترجیح دینے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جو شخص خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے گا وہ سیدھے راستہ کی طرف راہ پا جائے گا پس خدا سے ڈرا اور کسی کو کبھی اس کی رضا پر مقدم نہ سمجھ یہی خدا کی وصیت ہے اپنے بندوں کو جو اس کے سوا اور کوئی بات قبول نہیں کرے گا اور جان لے کہ تمام مخلوق کو تقویٰ سے بڑھ کر کسی چیز کے سپرد نہیں کیا گیا یہی ہم اہلبیت نبوت کی وصیت ہے۔ اگر ہو سکے تو دنیا کی کوئی ایسی چیز حاصل نہ کر جس کے بارے میں کل فردائے قیامت باز پرس ہو۔" عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کا یہ مکتوب نجاشی کو ملا اور اس نے پڑھا تو کہا: اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے جو شخص ان باتوں پر عمل کرے گا جو اس مکتوب میں درج ہے وہ یقیناً نجات پا جائے گا اور جب تک نجاشی زندہ رہا برابر ان باتوں پر عمل درآمد کرتا رہا"۔ (کشف الریبۃ فی احکام الغیبہ للشہید الثانی)

باب ۵۰

مال حرام کا صدقہ دینا جائز نہیں ہے جبکہ اس کے مالک کا علم ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ فضل بن حسن علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد خدا وندی ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: یہ ان لوگوں کے بارے میں اتری ہے جن کے پاس سود وغیرہ کی رقوم موجود تھیں جن سے وہ صدقہ دیتے تھے تو خدا نے ان کو ایسا کرنے کی ممانعت کی ہے اور حکم دیا ہے کہ طیب و طاہر مال سے صدقہ دو۔ (تفسیر مجمع البیان)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۴ میں) اور کچھ اس سے پہلے باب الصدقہ (باب ۴۶ از صدقہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۱

ایک ظالم (حکمران) کے جوائز و عطیات حلال ہیں اگرچہ اس کا اس عہدہ کے سوا کوئی کاروبار نہ ہو جب تک بعینہٖ اس مال کے حرام ہونے کا علم نہ ہو۔ البتہ اس سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔ اور وقف کے اس وکیل (متولی) کا حکم جو اسے حلال جانتا ہے؟

(اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو نکال کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کا (جائر) حکمران کا کاروبار کرنے کے سوا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ میں اسکے پاس سے گزرتا ہوں اور اس کا مہمان بنتا ہوں اور وہ میری مہمان نوازی کرتا ہے اور کبھی کبھار مجھے کچھ درہم اور کپڑے بھی بطور عطیہ دیتا ہے اور میں اس سے دل تنگ ہوں؟ فرمایا: بے شک کھا اور (انعام) بھی حاصل کر تمہارے لئے گوارہ ہے اور وزر و وبال اس پر ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ ابوالمعزا بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ عرض کیا اصلحک اللہ! میں ایک (حکومتی) کارندے کے پاس سے گزرتا ہوں اور وہ مجھے کچھ درہم عطیہ دیتا

ہے آیا لے لوں؟ فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا کیا میں اس رقم سے حج کروں؟ فرمایا: ہاں! (حج کر)۔ (ایضاً)

۳۔ یحییٰ بن عُلا بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام معاویہ کے عطیات قبول کرتے تھے (کیونکہ وہ مال تھا ہی انہی کا)۔ (التہذیب)

۴۔ محمد بن مسلم اور زرارہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اُن (امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ (حکومتی) کارندوں کے عطیات (قبول کرنے میں) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابو بکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے فرزند اسماعیل بھی وہاں موجود تھے۔ فرمایا: ابن ابی السمال (سماک، شمال) کو کیا امر مانع ہے کہ وہ شیعہ جوانوں کو کام پر لگائے اور وہ اس کا وہ کام انجام دیں جو دوسرے لوگ دیتے ہیں؟ اور وہ ان کو وہ کچھ دے جو دوسرے لوگوں کو دیتا ہے؟ پھر مجھ سے فرمایا: تو نے اپنے (حصہ کی) عطا کیوں ترک کردی ہے؟ عرض کیا اپنے دین (کے خراب ہونے) کے اندیشہ سے فرمایا: ابن ابی السمال کو کیا امر مانع ہے کہ وہ تمہاری عطا تمہیں بھیج دے کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ بیت المال میں تمہارا بھی حصہ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ داؤد بن رزین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حکمران کے پاس آمد ورفت رکھتا ہوں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ میرے پاس کوئی کنیز ہوتی ہے یا کوئی عمدہ گھوڑا اور حکمران آدمی بھیج کر مجھ سے (مفت) منگوا لیتا ہے۔ پھر اتفاقاً ان کا کچھ مال میرے ہاتھ لگ جاتا ہے۔ آیا میں اسے حاصل کرلوں؟ فرمایا: اپنے مال کے برابر لے لے اور اس سے زیادہ نہ لے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عذافر کے بھائی عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے چھ یا سات سو درہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانے کے لئے دیے جو میری خرجین میں تھے جب میں مقام ح "فیرۃ" میں پہنچا تو میری خرجین پھٹ گئی اور اس میں جو کچھ تھا وہ سب ضائع ہو گیا میں اس سفر میں حاکم مدینہ کا ہمسفر تھا (جب اسے اس واقعہ کی اطلاع ملی تو) اس نے مجھ سے کہا تم وہ ہو جن کی خرجین پھٹ گئی اور جو کچھ اس میں تھا وہ ضائع ہو گیا؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا جب ہم مدینہ پہنچ جائیں تو ہمارے پاس آنا ہم تمہیں اس کا عوضانہ دیں گے۔ عمر بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو (پہلے تو) میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے (مجھے دیکھتے ہی) فرمایا: اے عمر! تمہاری خرجین پھٹ گئی تھی اور تمہارا سب مال ومتاع ضائع ہو گیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! امام نے فرمایا: اس نے تمہیں جو کچھ دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اس نے لیا ہے! یہاں تک کہ فرمایا: حاکم مدینہ کے پاس جاؤ اور اس نے تم سے جو وعدہ کیا ہے وہ نقد وصول

کرو۔ کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو خدا نے از خود تمہیں دی ہے جو تم نے اس سے مانگی نہیں تھی۔ (الروضہ)

۸۔ محمد بن قیس بن امانہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اپنی زبوں حالی کا تذکرہ کیا امام نے فرمایا: اے کنیز! وہ تھیلی لا (چنانچہ وہ لائی اور امام نے فرمایا) لو یہ چار سو دینار ہیں جو ابوجعفر دوانقی) نے بطور ہدیہ بھیجے ہیں یہ لے جاؤ اور اس سے خوش حال ہو۔ (الکافی)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن ربیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار رشید (عباسی) نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس خلعت، سواری اور کچھ مال بھیجا امام نے فرمایا: مجھے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں تو امت کے حقوق ہیں فضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ یہ چیزیں واپس نہ کریں ورنہ وہ غضبناک ہو جائے گا امام نے فرمایا: (پھر) جو کچھ تو چاہتا ہے وہ کچھ کر۔ (عیون الاخبار)

۱۰۔ عبداللہ بن فضل اپنے باپ (فضل) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار رشید عباسی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو (دربار میں) حاضر کرنے کا حکم دیا جب امام تشریف لائے تو اس نے آپ کا بڑا احترام کیا اور غالیہ (ایک خاص قسم کی خوشبو) کی شیشی منگوائی اور اپنے ہاتھ سے امام کو لگایا اور پھر حکم دیا کہ امام کی خدمت میں خلعت اور دیناروں کی دو تھیلیاں پیش کی جائیں! امام نے فرمایا: بخدا اگر میرا یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اس رقم سے ابوطالب کی اولاد میں سے بے شادی شدہ لوگوں کی شادی کروں گا تاکہ ان کی نسل قطع نہ ہو جائے تو میں کبھی یہ (جائزہ) قبول نہ کرتا۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام معاویہ کی عیب جوئی اور گلہ گوئی کرتے تھے اور اس کے باوجود اس کے عطیات بھی قبول کر لیتے تھے۔ (قرب الاسناد)

۱۲ جناب فاضل طبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیریؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام العصر والزمان علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص جو کہ کسی وقف کا متولی اور جو کچھ اس کی تولیت میں ہے وہ اسے حلال جانتا ہے۔ اور وہ اس مال کے لینے میں کوئی قباحت نہیں جانتا میں بعض اوقات کسی بستی میں داخل ہوتا ہوں جہاں وہ شخص بھی موجود ہوتا ہے اور کبھی اس کے گھر جاتا ہوں اور ان کا دستر خوان لگتا ہے اور وہ مجھے کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ پس اگر نہ کھاؤں تو وہ مجھ سے دشمنی کرے گا آیا میرے لئے جائز ہے کہ اس کا کھانا کھالوں اور پھر کچھ صدقہ دے دوں؟ اور اس صدقہ کی مقدار کتنی

ہو؟ اور اگر یہی متولی کسی شخص کو کچھ مال بطور ھدیہ دے اور وہ ھدیہ لینے والا شخص مجھے اس میں سے کچھ دینا چاہے جبکہ میں جانتا ہوں کہ وہ متولی اس مال میں سے بے تحاشا لیتا ہے جو جو کچھ (وقف) اس کے قبضہ میں ہے! پس اگر وہ مال لے لوں تو مجھ پر کچھ (کفارہ وفدیہ وغیرہ) ہے؟ امام نے جواب میں لکھا کہ اگر اس شخص کا اس (وقف) کے علاوہ کچھ مال یا کوئی اور ذریعۂ معاش ہے تو پھر اس کا طعام بھی کھا اور اس کی نیکی (عطیہ) بھی قبول کر ورنہ نہیں۔ (الاحتجاج للطبرسی، کذا فی الکتاب الغیبہ للشیخ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ از وضو، باب ۵ از وجوب الحج میں اور یہاں باب ۴۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۲ وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۳۔ جناب احمد بن محمد عیسیٰ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (جابر) حکمران کے عطیات (قبول) کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (نوادر محمد بن عیسیٰ)

باب ۵۲

جو کچھ ایک ظالم (حکمران) غلوں میں سے مقسمہ کے نام سے، مال میں سے خراج کے نام سے اور چوپاؤں میں سے زکوٰۃ کے نام سے جو مال وصول کرتا ہے اس کا خریدنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا کہ تم (علی بن یقطین) کے ساتھ خوراک کی خریداری میں شرکت نہیں کرتے جبکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ تم تنگدست ہو میں نے عرض کیا ہاں اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے لئے گنجائش نکالیں! فرمایا: ہاں خریدو۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ ضریس بن عبدالملک اور ان کے بھائی نے ھبیرہ سے تین لاکھ (درہم کے) چاول خریدے! میں نے اس سے کہا افسوس ہے تم پر پہلے اس مال کے خمس پر نگاہ کر اور وہ اُن (امامؑ) کے پاس بھیج دے۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا پس مال ادا ہو گیا (یعنی چاول لے لئے) اور پھر یہ لوگ واپس چلے گئے اس اثنا میں بنی امیہ کی حکومت ختم ہو گئی (اور قیمت ادا نہ ہو سکی) اور میں نے یہ واقعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا امام نے فرمایا: وہ (مال) اس کے لئے (مباح) ہے میں نے بتایا کہ اس نے تو وہ (خمس) ادا نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر امام نے اپنی انگلی کو کاٹا (افسوس کیا)۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن ابی حمزہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (ایک شخص سے) خوراک خریدتا ہوں اور میرے پاس کوئی شخص (فروخت کرنے والے کے)

ظلم وزیادتی کی شکایت کرتا ہے؟ فرمایا: تم خرید لو۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں کسی عامل سے کوئی چیز خرید سکتا ہوں جبکہ میں جانتا ہوں کہ وہ ظالم ہے؟ فرمایا: ہاں اس سے خرید کر سکتے ہو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم میں سے ایک شخص (ظالم) بادشاہ سے صدقہ کے اونٹ اور بکریاں خریدتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ واجبی حق سے زیادہ (لوگوں سے) وصول کر لیتے ہیں فرمایا: اونٹ بھی تو گندم اور جو وغیرہ کی مانند ہیں جب تک بعینہ حرام مال کا علم نہ ہو تب تک اس کی خریداری میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عرض کیا گیا کہ آپ اس صدقہ (زکواۃ) وصول کرنے والے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہمارے پاس صدقہ وصول کرنے کے لئے آتا ہے جو ہم سے ہماری بکریوں کی زکواۃ وصول کرتا ہے اور ہم اس سے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں اور وہ فروخت کر دیتا ہے تو آپ اس کی خریداری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں! فرمایا: اگر اس نے دو بکریاں علیٰحدہ کر کے اپنے قبضہ میں لے لی تھیں تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر عرض کیا گیا کہ آپ اس گندم اور جو کے بارے کیا فرماتے ہیں کہ (حکومت کا) قاسم ہمارے پاس آتا ہے اور ہمارا حصہ الگ کر کے اپنا حصہ تول کر وصول کر لیتا ہے تو اس سے اس حصہ کا خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: اگر اس نے تمہاری موجودگی میں تول کر اپنے قبضہ میں لیا تھا تو پھر بغیر تولے اس سے اس کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں باسنادخود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خیانت اور چوری کے مال کا خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: اگر اس بات کا علم ویقین ہو تو پھر نہ خریدو مگر (زکواۃ کے وصول کرنے والوں سے (کہ ان سے خریدنا جائز ہے)۔ (نوادر احمد بن محمد)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۳ یہاں اور ۱۱۶ از عقد بیع میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۳

ظالم شخص کے غلوں کا خریدنا جائز ہے جب تک بعینہ حرام کا علم نہ ہو اور راہ گزر کا (باغ وغیرہ سے) پھل کھانا جائز ہے جب تک بالقصد وہاں سے نہ گزرے، اسے خراب نہ کرے اور ہمراہ نہ لے جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود جمیل بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان لوگوں نے ابو ابن

زیاد کے چشمے کی کھجوریں فروخت کرنے کا ارادہ کیا اور میں نے چاہا کہ خرید لوں! مگر میں نے کہا کہ جب تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اجازت نہ لے لوں تب تک نہیں خریدوں گا! چنانچہ میں نے معادف سے کہا کہ آنجناب سے دریافت کریں۔ پس ان کے سوال کرنے پر امامؑ نے فرمایا: اس (جمیل) سے کہو کہ خرید لے کیونکہ اگر وہ نہیں خریدے گا تو کوئی اور خرید لے گا۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص کسی عامل سے کچھ خریدتا ہے جبکہ وہ عامل ظالم ہے؟ فرمایا: وہ اس سے خرید سکتا ہے جب تک یہ علم نہ ہو کہ اس نے اس مال میں کسی پر ظلم کیا ہے۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور دوسرے حکم (پھل کھانے کے جواز) پر دلالت کرنے والی حدیثیں غلات کی زکواۃ (باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیع ثمار (باب ۸ میں) اور باب الاطعمہ میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

اہل ذمہ اور اہل خراج کے پاس (ان کی مرضی کے خلاف بھی) تین دن تک مہمان بننا جائز ہے مگر مسلمان کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر اترنا (مہمان بننا) جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن تک اہل ذمہ کا مہمان بننے کی اجازت دی ہے اور فرمایا: جب ہمارے قائم (آل محمدؐ) قیام فرمائیں گے تو تمام (حکومتی) جاگیریں ختم ہو جائیں گی اور کوئی جاگیر بھی باقی نہیں رہے گی۔ اور فرمایا: میرے پاس بھی کچھ خراجی زمین ہے جس کی وجہ سے میں دل تنگ ہوں۔ (قرب الاسناد)

۲۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان اہل ذمہ کے ہاں مہمان بن سکتے ہیں مگر مسلمان کسی مسلمان کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر مہمان نہیں بن سکتا۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب المزارعہ (باب ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵

شراب کی خرید وفروخت اور اس کا اٹھانا اور اس کے پینے میں مدد دینا سب حرام ہے اور اگر فروخت کرے تو اس کی قیمت صدقہ کردے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے انگوروں کے باغ میں ایک نوکر رکھا کہ وہ انگور یا ان کا پانی فروخت کرے۔ مگر غلام نے ان کی شراب بنا کر فروخت کردی تو؟ فرمایا: اس کی قیمت جائز نہیں ہے پھر فرمایا: کہ بنی ثقیف کے ایک شخص نے شراب کے دو مٹکے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کئے پس آنحضرتؐ کے حکم سے انہیں انڈیل دیا گیا اور فرمایا جس ذات نے اس کے پینے کو حرام قرار دیا ہے اسی نے اس کی قیمت بھی حرام قرار دی ہے۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ شراب اس غلام نے فروخت کی ہے۔ اس کی قیمت کا بہترین مصرف یہ ہے کہ اسے بطور صدقہ دے دیا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زید بن علیؑ اپنے آبا طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدار پر، اس کے پلانے والے پر، اس کی قیمت کھانے والے پر، اس کے پینے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر اور جس کے لئے اٹھا کر لے جایا جائے اس پر لعنت کی ہے۔ (الفروع)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں شراب کی خریداری اور اس کے پینے کی ممانعت فرمائی۔ اور فرمایا: کہ خدا نے شراب پر، اس کا پودہ لگانے والے پر، نچوڑنے والے پر، پینے والے پر، پلانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدار پر، اس کی قیمت کھانے والے پر، اٹھانے والے اور جس کے لئے اٹھا کر لے جایا جائے اس پر لعنت کی ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شراب کی قیمت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: شراب کی حرمت کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شراب کا مٹکا پیش کیا گیا تو اسے اس کے فروخت کرنے کا حکم دیا گیا پس جب فروخت کرنے والا آنحضرتؐ کے پاس سے گزرا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پیچھے سے آواز دی کہ اے مٹکے والے! وہ ذات

جس نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اسی ذات نے اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ پس آن حضرت کے حکم سے اسے خاک پر انڈیل دیا گیا۔ پس فرمایا: شراب کی قیمت اور زانیہ عورت کا مہر اور غیر شکاری کتے کی قیمت حرام میں سے ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲و۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۶، ۵۷، ۵۹ میں) اور اطعمہ واشربہ (باب ۳۴ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

فقاع (جو کی شراب) کی (خرید و) فروخت حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سلیمان بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ فقاع کے پینے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اے سلیمان یہ مجہول قسم کی شراب ہے اسے مت پئیں! پھر فرمایا: اے سلیمان! اگر گھر میرا ہوتا اور حکم بھی میرا (چلتا) تو میں اس کے پینے والے پر حد جاری کرتا۔ اور اس کے فروخت کرنے والے کو قتل کر دیتا۔ (الفروع)

۲۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فقاع کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ شراب ہی ہے۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اپنے مناسب مقام (باب ۲۸ از اشربہ محرمہ، میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

خنزیر (سؤر) کی خرید و فروخت حرام ہے۔ اور اس شخص کا حکم جو اس حالت میں اسلام لائے کہ اس کے پاس شراب یا خنزیر موجود ہو اور وہ مر جائے جبکہ مقروض ہو؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابن ابی نجران سے اور وہ بعض سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک نصرانی شخص مسلمان ہوا۔ جس کے پاس کچھ شراب تھی اور کچھ خنزیر تھے اور وہ مقروض بھی تھا آیا انہیں فروخت کرکے اس کا قرضہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (الفروع)

۲۔ اسماعیل بن مراد یونس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس نصرانی کے بارے میں شراب اور خنزیر ادھار پر

فروخت کئے تھے اور ہنوز وصولی کی مدت نہیں آئی تھی۔ کہ وہ مسلمان ہو گیا؟ کیا وہ درہم اس کے ہیں اور اس نصرانی کے بارے میں جو اس حالت میں اسلام لایا تھا کہ اس کے پاس شراب اور خنزیر تھے۔ اور اس کے ذمہ قرضہ بھی تھا!! کیا اس کا قرض خواہ انہیں فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کرے یا کوئی غیر مسلمان شخص اس کا ولی بن کر اس کے خمر وخنزیر کو فروخت کر کے اس کا قرضہ ادا کرے! فرمایا: جب تک وہ خود زندہ ہے وہ انہیں نہ فروخت کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۴ از اشربہ محرمہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۸

خنزیر کے بالوں سے کام کرنے کا حکم۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے موالیوں سے میں ایک شخص ہے جو خنزیر کے بالوں سے تلوار کی پیٹی بناتا ہے؟ فرمایا: جب اس کے بنانے سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھ دھولے۔ (التہذیب)

۲۔ برد اسکاف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خنزیر کے بالوں کے بارے میں سوال کیا کہ آیا ان کو کام میں لایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: انہیں پانی سے اس قدر دھوئے کہ پانی کا ایک تہائی حصہ ختم ہو جائے اور دو تہائی باقی رہ جائے۔ پھر ان بالوں کو مٹی کی نئی ٹھیکری میں ڈال کر سر درات میں رکھے۔ پس اگر جم جائیں تو پھر ان سے کام نہ کرے اور اگر نہ جمیں تو پھر اُن میں چربی نہیں ہے لہٰذا اُن سے کام کرے اور جب ان کو ہاتھ لگ جائے تو ہر نماز کے وقت ہاتھوں کو دھولے راوی نے عرض کیا۔ کیا ہر بار وضو بھی کرے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ صرف ہاتھ دھوئے جیسے تم کتے کو ہاتھ لگاؤ۔ (تو صرف ہاتھ دھوتے ہو)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود برد اسکاف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں (دانے) پرونے کا کام کرتا ہوں اور ہمارا کام خنزیر کے بالوں سے خوب چلتا ہے۔ ہم اُن میں دانے پروتے ہیں تو؟ فرمایا: اس کے بال لے کر ٹھیکری میں ڈال لو اور اس کے نیچے آگ روشن کرو۔ تا کہ اس کی چربی ختم ہو جائے پھر اس سے کام کرو۔ (اور ہاتھوں کو دھولو)۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز برد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ پر قربان

ہو جاؤں! ہم خنزیر کے بالوں سے کام لیتے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص بھول کر نماز پڑھ بیٹھتا ہے جب کہ اس کے ہاتھ میں کچھ بال ہوتے ہیں؟ فرمایا: اس حالت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ فرمایا: ان کو لے کر دھوؤ۔ پس جس میں چربی ہو اس سے کام نہ کرو اور جس میں چربی کی آمیزش نہ ہو اس سے کام کرو۔ مگر اپنے ہاتھوں کو دھو لیا کرو[1]۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۶۵ از اطعمہ محرمہ میں) بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۹

اس شخص کے ہاتھ انگور اور اس کے جوس کو اور کھجور کا بیچنا جائز ہے جو شراب بناتا ہے (جبکہ فروخت کرنے والے کی نیت یہ نہ ہو) اور انگور کے جوس کی ادھار پر فروخت مکروہ ہے۔ اور اگر وہ جوش میں آجائے تو اس کے دوثلث جانے سے پہلے فروخت حرام ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ انگور کے رس کا بیچنا کیسا ہے جو قیمت کے وصول کرنے سے پہلے شراب بن جائے؟ امام نے فرمایا: اگر تو اس نے اس شخص کے ہاتھ پھل فروخت کیا تھا جو شراب بناتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر یہ پھل کا رس ہے تو پھر اسے نقد قیمت پر ہی فروخت کیا جائے (تاکہ وہ قیمت وصول کرنے سے پہلے شراب نہ بن جائے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ انگور کے اس رس کی قیمت کیسی ہے جو جوش مارنے سے پہلے اس شخص کے ہاتھ فروخت کیا جائے جو اسے پکائے یا اس کی شراب بنائے؟ فرمایا: جب تم اسے شراب بننے سے پہلے فروخت کردو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (خریدنے والا اس سے جو کچھ چاہے بنائے)۔ (ایضاً)

---

[1] ان حدیثوں سے کوئی عقل کا اندھا ہی یہ استدلال کرسکتا ہے کہ خنزیر کے بال پاک ہیں جب ہی تو اُن سے کاروبار کرنا جائز ہے حاشا وکلا۔ آپ نے ان حدیثوں میں ملاحظہ کیا ہے کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام نے چربی کی آمیزش کی صورت میں تو کاروبار میں اس کے استعمال کی اجازت ہی نہیں دی (کیونکہ اس سے لباس و بدن کا پاک کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے) اور اگر چربی کی آمیزش نہ بھی ہو تب بھی اس سے ہاتھوں کے دھونے کو واجب قرار دیا ہے اور یہ استعمال بھی مشروط با طہارت کام میں نہیں ہے۔ کما لا یخفیٰ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ یزید بن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے انگور کے رس کو دیر سے (ادھار پر) فروخت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ انگور کا رس اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنا کیسا ہے جو اس کا حرام (شراب) بناتا ہے؟ فرمایا: تم نے تو حلال مال فروخت کیا ہے پس اگر وہ اس سے حرام بناتا ہے تو خدا اسے ہلاک و برباد کرے۔ (ایضاً)

۵۔ عمر بن اذینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کا انگور کا باغ ہے وہ اس شخص کے ہاتھ انگور اور کھجور فروخت کرتا ہے جو اس سے شراب یا کوئی مسکر بناتا ہے؟ فرمایا: اس نے تو حلال چیز فروخت کی ہے اور اس وقت فروخت کی ہے کہ جب اس کا پینا اور کھانا جائز تھا۔ لہٰذا اس کی فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۶۔ ابو کھمس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ میرے پاس انگور کے کچھ درخت ہیں۔ اور میں ہر سال ان کو نچوڑ کر مٹکوں میں بھر دیتا ہوں اور اس کے جوش مارنے سے پہلے فروخت کر دیتا ہوں؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر جوش مارے تو پھر اس کی فروخت جائز نہیں ہے۔ (کیونکہ وہ شراب کے حکم میں ہے) پھر فرمایا: خود ہم اس شخص کے ہاتھ کھجور فروخت کرتے ہیں جس کے بارے میں ہمیں علم ہے کہ وہ شراب بناتا ہے۔ (جبکہ اس کا جائز مصرف بھی ہے) اور اگر وہ حرام بناتا ہے تو کھجور کی فروخت سے ہماری تو یہ نیت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالمعزا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ یعقوب احمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا جبکہ میں موجود تھا کہ میرا ایک بھائی جو مر گیا اور میری آغوش میں ایک یتیم بچہ چھوڑ گیا اور میرا ایک اور بھائی ہے جو ہماری (مشترکہ) زمین کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اور وہ انگور کا رس اس شخص کے ہاتھ فروخت کرتا ہے جو اس کی شراب بناتا ہے۔ اور خوراک لے کر زمین ٹھیکہ پر دیتا ہے۔۔۔ (یہاں تک کہ) فرمایا: انگور کا رس اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جو شراب بناتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے تم اس سے یتیم کا حصہ لے سکتے ہو۔ (التہذیب)

۸۔ یزید بن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ میرا انگور کا باغ ہے فرمایا: کیا تم انگور بیچتے ہو؟ اس نے عرض کیا ہاں مگر خریدتا وہ شخص ہے جو اس کی شراب بناتا ہے! فرمایا: تم اس کا رس فروخت کرو۔ اس نے کہا مجھ سے وہ رس ایسا شخص خریدتا ہے جو میرے ہی مشکیزہ میں اس

کی شراب بناتا ہے؟ فرمایا: تم نے تو حلال چیز فروخت کی تھی۔ اگر وہ اس کا حرام بناتا ہے تو خدا اسے ہلاک کرے گا پھر کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: اس کے شراب بنانے تک قیمت اس کے ذمے نہ رکھ۔ (بلکہ نقد وصول کر لے) تاکہ ایسا نہ ہو کہ تم شراب کی قیمت وصول کرو۔ (التہذیب، الاستبصار)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۸ از اشربہ محرمہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۰

اگر کسی مسلمان نے کسی کافر ذمی سے قرضہ وغیرہ لینا ہو اور وہ شراب اور خنزیر فروخت کرے تو مسلمان کے لئے اس رقم کا اپنے قرضہ وغیرہ میں لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں نے ایک کافر ذمی سے چند درہم (قرضہ) کے لینے ہیں اور وہ میری موجودگی میں خمر وخنزیر فروخت کرتا ہے تو آیا میرے لئے اس کا لینا جائز ہے؟ فرمایا: تیرے اس کے ذمے چند درہم ہیں جنہیں وہ ادا کر رہا ہے (یعنی جائز ہے) (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے چند درہم لینے تھے۔ اور اس نے شراب اور خنزیر فروخت کئے۔ جبکہ یہ طلب گار دیکھ رہا تھا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے یہ رقم طلب گار کے لئے حلال ہے اور فروخت کرنے والے کے لئے حرام ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مولف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ جب فروخت کرنے والا کافر ذمی ہو۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ الخثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہمارا ایک (ذمی) شخص کے ذمہ قرضہ ہے۔ اور وہ خمر وخنزیر فروخت کرکے ہمارا قرضہ ادا کرتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ سے تمہارے اوپر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ فروخت کرنے والا ذمی ہو یا اگر مسلمان ہو تو پھر طلب گار کو اس کی اس حرکت کا علم نہ ہو۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے جزیہ کے باب (باب ۷۰ از جہاد عدو میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ از دین میں)۔

باب ۶۱

جب کوئی کافر ذمی خمر وخنزیر (ادھار پر) فروخت کرے اور پھر اسلام لائے تو کیا اس کے لئے ان کی قیمت کی وصولی جائز ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا کہ دو نصرانی شخص تھے ان میں سے ایک نے خمر، وخنزیر ادھار پر فروخت کیا اور پھر قیمت وصول کرنے سے پہلے اسلام لایا آیا اسلام لانے کے بعد اس کے لئے وہ قیمت وصول کرنا جائز ہے؟ فرمایا: وہ قیمت کا مالک ہے (نہ کہ) خمر وغیرہ کا لہٰذا وہ وصول کرسکتا ہے۔ (کیونکہ جب بیع وشراء کی تھی تو تب اس کے لئے حرام نہ تھی)۔ (بحار الانوار)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۷ میں) گزر چکی ہیں۔ فراجع

باب ۶۲

تانبے سے چاندی نکالنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ (ایک بار) میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تانبے کے بازار سے گزرا تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں اس تانبے کی اصلیت کیا ہے؟ فرمایا: چاندی ہے! صرف اسے زمین نے خراب کر دیا پس جو شخص اس سے فاسد مادہ کو الگ کرسکتا ہو وہ اس سے استفادہ کرے گا۔ (الفروع)

باب ۶۳

عمدہ گھوڑی کو گدھے سے جفتی کرانا مکروہ ہے۔ مگر حرام نہیں ہے اور اونٹنی کا مارنا مکروہ ہے جبکہ اس کا بچہ چھوٹا ہو مگر یہ کہ اسے صدقہ کر دیا جائے یا ذبح کر دیا جائے اور حیوان کو خصی کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "کشوف" کی ممانعت فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اونٹنی کو پیٹا جائے جبکہ اس کا بچہ ہنوز چھوٹا ہو مگر یہ کہ اسے صدقہ کر دیا جائے یا ذبح کر دیا جائے اور اس بات کی بھی ممانعت فرمائی کہ گدھا گھوڑی سے جفتی کیا جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا اس مقصد کے لئے گھوڑی کا گدھے سے جفتی کرنا جائز ہے تا کہ اس سے خچر پیدا ہو فرمایا: ہاں جفتی کراؤ۔ (التہذیب، الاستبصار)

مولف علام فرماتے ہیں اس سے پہلے اسباغ وضو (باب ۵۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور حیوان کو خصی کرنے کا حکم احکام دواب (باب ۳۶ میں) گزر چکا ہے۔

باب ۶۴

عورت کے لئے سوت یا اون کا تنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ام الحسن نخعیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے ام الحسن! کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا سوت کات رہی ہوں! فرمایا: یہ حلال ترین کمائی ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ علی بن اسباط سے اور وہ اپنے چچا یعقوب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک طویل کلام کے ضمن میں فرمایا: ایک نیکو کار عورت کے لئے سوت کاتنا بہترین شغل ہے۔ (علل الشرائع)

۳۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں محمد ابن خالد ظہی سے روایت کرتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ ایک بار ابراہیم نخعی صبح سویرے ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے گھر کے دالان میں بیٹھی چرخہ کات رہی تھی انہوں نے اس سے کہا اے ام بکر! کیا تو بوڑھی نہیں ہوگئی؟ کیا اب وقت نہیں آگیا کہ تو چرخہ رکھ دے؟ ام بکر بولی بھلا میں کس طرح چرخہ رکھ دوں جبکہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ یہ پاکیزہ کمائی ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں کتاب النکاح (باب ۹۲ از مقدمات نکاح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۵

جب کسی شخص سے کوئی عورت دوستی کرے اور وہ اسے کچھ مال دے تو وہ اس کے نفع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور جب توبہ کرلے تو وہ اصل مال واپس لوٹائے گا اور نفع اس کے لئے حلال ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سے ایک عورت نے دوستی کی اور اسے کچھ مال دیدیا جو کچھ عرصہ تک اس کے پاس رہا۔ بعدازاں وہ شخص اس سے تائب ہوگیا تو؟ فرمایا: جو مال اس عورت سے لیا تھا وہ اسے واپس کردے اور اگر اس سے کچھ بچت ہوئی ہو تو وہ اس کی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد مضاربۃ (باب ۹ میں) بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

آدمی کا اپنے آپ کو کرایہ پر دینا یعنی اجرت لے کر کسی کے حوالے کردینا کہ وہ اس سے اجرت پر جو چاہے اس سے کام لے مکروہ ہے۔ مگر حرام نہیں ہے۔ اور اجیر (مزدور) کا اجارہ دار کی اجازت سے دوسرے آدمی کے لئے کام کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص اجرت لے کر اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دے تو اس نے گویا اپنے اوپر (خدا کی) روزی کو حرام قرار دے دیا ہے۔ فرمایا: ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ بھلا وہ کس طرح روزی کو اپنے اوپر حرام قرار نہیں دیتا۔ جبکہ وہ جو کچھ کمائے اور پائے گا وہ اس کے مالک کا ہوگا۔ جس نے اسے اجرت پر نوکر رکھا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے (اپنے آپ کو) کرایہ پر دینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ٹھیک ہے جب اپنی طاقت کے مطابق کام کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ چنانچہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو کرایہ پر دیا تھا اور یہ شرط مقرر کی تھی کہ اگر میں چاہوں تو آٹھ سال تک کام کروں گا۔ اور چاہوں گا تو دس سال تک پس خدا نے یہ حکم نازل کیا کہ آٹھ سال تک کام کرو۔ اور اگر دس سال پورے کردو تو تمہاری مرضی!۔ (کتب اربعہ)

۳۔ عمار سا باطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص تجارت کرتا ہے۔ پس اگر وہ اپنے آپ کو کرایہ پر دیدے تو آیا وہ جو کچھ کاروبار سے کمائے گا وہ اسے دیا جائے گا؟ فرمایا: وہ اپنے آپ کو اجارہ پر نہ دے۔ البتہ خدا سے روزی طلب کرے اور کاروبار کرے۔ کیونکہ جب وہ اپنے آپ کو اجارہ پر دیدے گا تو وہ اپنے اوپر خدا کی روزی حرام قرار دیدے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی آدمی کو مقررہ اجرت پر کچھ وقت کے لئے اپنے ہاں (نوکر) رکھ لیتا ہے اور وہ اسے اپنی جائداد پر (کام کرنے کے لئے) بھیج دیتا ہے۔ اور ایک دوسرا شخص اسے چند درہم دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو ان پیسوں سے میرے لئے فلاں فلاں چیز کی بھی خرید وفروخت کر۔ پس جو نفع حاصل ہوگا وہ تیرے میرے درمیان (نصف نصف) ہوگا (کیا وہ ایسا کرسکتا ہے؟) فرمایا: جب اس کا مالک اسے اجازت دیدے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۲ از اجارہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۷

کاروبار کے لئے سمندری سفر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں بزرگوار کاروبار کے لئے سمندری سفر کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ معلّی بن خنیس (ابوعثمان) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سمندری سفر کرتا ہے؟ فرمایا: مکروہ ہے۔ کیونکہ میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ وہ (کاروبار کے لئے) تمہارے دین (یعنی نماز) کے لئے ضرر رساں ہے۔ یہ دیکھو لوگ اپنی روزیاں سمندری (سفر کے بغیر) پا رہے ہیں (تو تم بھی ایسا کرو)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن ابراہیم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص نے تجارت کے لئے سمندری سفر کیا اس نے اچھے طریقہ سے روزی طلب نہیں کی۔ (الفروع)

۴۔ علی بن اسباط بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ مال ومتاع لے کر مکہ گیا۔ مگر وہاں کساد بازاری تھی پھر میں وہ مال اپنے ہمراہ لے کر مدینہ پہنچا اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کچھ مال ومتاع لایا تھا جس کی یہاں کساد بازاری ہے تو میرا ارادہ ہے کہ مصر جاؤں! آپ فرمائیں کہ خشکی کے راستہ سے جاؤں یا سمندری راستہ سے؟ فرمایا: موتوں والا مصر جس کے لئے وہ لوگ مقدر ہیں جن کی عمریں سب سے کم ہیں۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو سمندری سفر کرتا ہے وہ احسن طریقہ سے روزی طلب نہیں کرتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے اداب سفر (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۸

اس زمین میں تجارت کا کرنا مکروہ ہے جہاں برف کے سوا کہیں نماز نہ پڑھی جا سکے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو العلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اصلحک اللہ! ہم تجارتی کاروبار کے سلسلہ میں ان پہاڑوں کی طرف جاتے ہیں اور وہاں کچھ ایسے مقامات بھی ہیں جہاں ہم برف کے سوا کسی چیز پر نماز نہیں پڑھ سکتے تو؟ فرمایا: کیا تم فلاں شخص کی طرح نہیں ہو سکتے؟ جو تھوڑے (فائدہ) پر قناعت کر لیتا ہے؟ پھر فرمایا: اس سرزمین میں کاروبار نہ کر جہاں برف کے سوا کسی چیز پر نماز نہ پڑھ سکے۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۶۹

انسان کے لئے مستحب ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے شہر میں تجارتی کاروبار اور روزگار طلب کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ امر آدمی کی سعادتمندی میں سے ہے کہ اس کا کاروبار اس کے شہر میں ہو، اس کے شریک کار نیکوکار ہوں اور اس کی ایسی اولاد ہو جن سے مدد کا طلبگار ہو۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ عثمان بن عیسیٰ از امام زین العابدین علیہ السلام کی روایت میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ فرمایا: کسی آدمی کی یہ بدبختی ہے کہ اس کی ایسی زوجہ ہو جس پر وہ فخر کرے مگر وہ اس سے خیانت کرے۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالکریم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں سعادتمندی میں سے ہیں۔ (۱) زوجہ جو ہم مزاج ہو (۲) اولاد جو نیکوکار ہو۔ (۳) ذریعہ معاش اپنے شہر میں ہو اور صبح و شام اپنے اہل و عیال کے پاس آئے جائے۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ عبدالحمید بن عورض الطائی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے (اپنے شہر میں) چکی لگائی ہے جس میں میں خود بھی بیٹھتا ہوں اور میرے اصحاب احباب بھی میرے پاس بیٹھتے ہیں فرمایا: یہ (تمہارے ساتھ) خدا کی مہربانی ہے۔ (الفروع)

باب ۷۰

ظلم وجور سے یتیم کا مال کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دومکررات کوقلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عجلان ابو صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یتیم کا مال کھانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ ایسا ہے جیسا خدا نے فرمایا: ہے ﴿اِنَّ الَّذِینَ یَاکُلُونَ اَموَالَ الیَتَامٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاکُلُونَ فِی بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیرًا﴾ (جو لوگ ظلم وجور سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں (جہنم کی) آگ جھونکتے ہیں اور وہ عنقریب جہنم کا مزہ چکھیں گے)۔ پھر آنجناب نے میرے سوال کئے بغیر فرمایا: جو شخص کسی یتیم کی کفالت کرے یہاں تک کہ اس کی یتیمی ختم ہو جائے (بالغ ہو جائے) یا وہ خود کفیل ہو جائے تو خداوند عالم اس شخص کے لئے جنت واجب قرار دیتا ہے جس طرح اس شخص کے لئے جہنم واجب قرار دیتا ہے جو یتیم کا مال کھائے۔(الفروع، العیاشی)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے یتیم کا مال کھانے پر دو قسم کی سزا کی دھمکی دی ہے۔(۱) ایک کا تعلق آخرت سے ہے جو جہنم ہے۔(۲) اور دوسری کا تعلق دنیا سے ہے چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَلْیَخْشَ الَّذِینَ لَوْ تَرَکُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰفًا خَافُوا عَلَیْهِمْ فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْیَقُولُوا قَوْلًا سَدِیدًا﴾ (جو ایسا کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ کل کلاں وہ بھی اپنے پیچھے اسی طرح کمزور اولاد نہ چھوڑ جائیں) اور پھر میں ان سے وہی سلوک کروں جو انہوں نے یتیموں سے کیا ہے؟

(الفروع، الفقیہ، عقاب الاعمال، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین الفاظ ہیں ﴿شر الماکل أکل مال الیتیم ظلماً﴾ (بدترین خوراکوں میں سے ظلم وجور سے یتیم کا مال کھانا ہے)۔(الفقیہ)

۴۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں لکھا: "خدا نے جو یتیم کے مال کا کھانا حرام قرار دیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً (۱) اس میں یتیم کے قتل پر اعانت ہے۔ کیونکہ جو شخص اس یتیم کا مال کھاتا ہے جو ہنوز بے نیاز اور خود کفیل نہیں ہے اور نہ ہی اس کا اس کے والدین کی طرح کوئی قیم وسرپرست ہے تو وہ شخص اس کا مال کھا کر اور اسے فقر وفاقہ میں دھکیل کر گویا اس کے قتل پر اعانت کرتا ہے۔ اس لئے خداوند عالم اس کا مال کھانے والے کو حرام خوار قرار دیا اور بقول حضرت امام محمد باقر علیہ السلام خدا نے یتیم کا مال کھانے والے کو دو قسم کی دھمکی دی ہے۔ ایک دنیا میں کہ کل کلاں اس کی یتیم وکمزور اولاد کے ساتھ

بھی یہی سلوک ہوسکتا ہے۔ اور دوسری آخرت میں کہ وہ جہنم کا عذاب ہے علاوہ بریں چونکہ اس سے یتیم کے دل ودماغ میں اس مال کھانے والے کے خلاف نفرت اور دشمنی پیدا ہوجائے گی لہذا عین ممکن ہے کہ وہ بڑا ہوکر اس سے انتقام لے اور اس طرح سب نیست ونابود ہوجائیں۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۵۔ معلّی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ظلم وستم سے کسی یتیم کا مال کھائے تو خدا اس پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو اس پر یا اس کی اولاد پر ظلم وستم کرے گا۔ چنانچہ خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾۔ (عقاب الاعمال کذا فی تفسیر عیاشی)

۶۔ جناب علی بن ابراہیم قمی باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مجھے (شب معراج) آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹوں میں آگ جھونکی جارہی تھی۔ اور ان کی دبروں سے نکل رہی تھی۔ میں نے جبرئیل سے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم وستم سے یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ (تفسیر قمی)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از مقدمہ وباب ۴۶ و۷۷ از جہاد عدو اور باب ۴۱ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۱ و۷۲ و۷۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۱

اس صورت میں یتیم کا طعام کھایا جاسکتا ہے کہ جب اسے اس کے برابر فائدہ پہنچایا جائے یا اسی طرح اسے کھانا کھلایا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن یحییٰ کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہمارا ایک (دینی) بھائی ہے جو یتیموں کے گھر میں رہتا ہے۔ بعض اوقات ہم اس کے پاس جاتے ہیں۔ اور اس کے پاس ان کا ایک خادم بھی ہے۔ پس ہم ان کے فرش پر بیٹھتے ہیں، ان کا پانی پیتے ہیں، ان کا خادم ہماری خدمت کرتا ہے اور بعض اوقات ہم اپنے بھائی کے پاس کھانا بھی کھاتے ہیں، جبکہ اس میں ان کا طعام بھی شامل ہوتا ہے۔ تو اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اگر تمہارے اس طرح اس کے پاس آنے جانے میں ان کا کوئی مفاد ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر ان کا نقصان ہے تو پھر جائز نہیں

ہے۔فرمایا: ﴿بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ﴾ اس طرح تم پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہونی چاہئے (کہ اس میں ان کا سود ہے یا زیاں) جبکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ (خدا بہتر جانتا ہے کہ فسادی کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون ہے)۔(الفروع، التہذیب، العیاشی)

۲۔ علی بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔کہ میرے (مرحوم) بھائی کی ایک یتیم بچی ہے بعض اوقات اسے کوئی چیز صدقہ کے طور پر دی جاتی ہے۔اور میں بھی اس سے کھالیتا ہوں پھر اس کے بعد میں اسے اپنے مال سے کچھ کھلا پلا دیتا ہوں۔اور کہتا ہوں! یا اللہ! یہ اس کا عوض ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۲ و۷۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۲

یتیم کے مال کے متولی اور وصی کے لئے عندالضرورۃ اس کے مال سے اجرۃ المثل لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (وہ اچھائی سے کھائے) کی تفسیر میں فرمایا: کہ معروف سے مراد قوت (لایموت) ہے اور اس کھانے والے سے مراد وصی اور یتیموں کا متولی اور مصلح ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حنان بن سدیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ جو شخص یتیموں کے اونٹوں (یا بھیڑ بکریوں) کا متولی ہے اس کے لئے ان میں سے کیا حلال ہے؟ تو میں نے کہا کہ اگر وہ ان کے حوض کو مٹی سے لیپے، گم شدہ کو تلاش کرے اور خارشی پر تارکول ملے تو اس کے لئے ان کا دودھ استعمال کرنا جائز ہے۔بشرطیکہ (زیادہ دودھ کر) انہیں دبلا نہ کرے اور ان کی نسل کو (بھوکا رکھ کر) ہلاک نہ کرے۔(ایضاً)

۳۔ ابوالصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (جو متولی نادار ہو وہ اچھائی سے کھائے) کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو یتیموں کے مال کی دیکھ بھال کرنے کی وجہ سے) طلب معاش سے رک جائے تو وہ اچھائی سے (یعنی

قوت لایموت کے طور پر) کھا سکتا ہے۔ جبکہ ان کے مال کی اصلاح کرتا ہو اور اگر مال بالکل ہی کم ہو تو پھر کچھ نہ کھائے۔ (ایضاً)

۴۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اسی آیت مبارکہ ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جو شخص یتیموں کے مال کا متولی ہو اور ان کے مال (لوگوں سے) وصول کرے، ان کی جائداد کی دیکھ بھال کرے اور خود محتاج ہو تو بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔ مگر اسراف نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان کی جائداد کی دیکھ بھال کرنا اسے اپنے لئے کام کرنے سے نہ روکے تو پھر ان کے مال میں سے کچھ بھی نہ لے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ جو شخص کسی یتیم کا متولی ہو وہ کس قدر مال لے سکتا ہے؟ فرمایا: وہ دیکھے اس قسم کا کام کرنے والے کو کس قدر اجرت دی جاتی ہے؟ وہ اس کے برابر کھا سکتا ہے۔ (جسے اجرت المثل کہا جاتا ہے)۔ (التہذیب)

۶۔ فاضل طبریؒ فرماتے ہیں کہ ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ کا مطلب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ مروی ہے کہ جو متولی غریب ونادار ہو وہ یتیم کے مال سے بقدر کفایت بطور قرض لے لے۔ مگر جب مالدار ہو جائے تو پھر واپس لوٹا دے مگر ہمارے اصحاب کی روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا شخص اجرت المثل لے سکتا ہے۔ خواہ اس سے اس کی ضرورت پوری ہو یا نہ ہو۔ (مجمع البیان)

۷۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو یتیم کی کھیتی باڑی کی اصلاح یا اس کے مال مویشی کی دیکھ بھال کی وجہ سے اپنا کوئی کام نہ کر سکے وہ اچھائی سے کھا سکتا ہے۔ (بقدر ضرورت لے سکتا ہے) لیکن اگر یتیم کا درہم و دینار (نقد مال) اس کے پاس رکھا ہو تو پھر اس کی اجرت نہیں لے سکتا۔ (تفسیر عیاشیؒ)

۸۔ رفاعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ﴿فلیأکل بالمعروف﴾ کے بارے میں فرمایا: میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں نسخ بمعنیٰ تخصیص ہے یعنی یہ آیت اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب متولی یتیموں کے لئے کوئی کام کرے تو پھر اپنے کام کی اجرت لے سکتا ہے! یا پھر اس نسخ سے مراد یہ ہے کہ اباحت بلا کراہت منسوخ ہے۔ کیونکہ یہ اجرت لینا مکروہ ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۱ میں

گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۳، ۷۵ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۳

یتیم کے ساتھ رہن سہن رکھنا اور اس کے ہمراہ کھانا جائز ہے جبکہ یہ بات بلا معاوضہ اس کا مال کھانے کا موجب نہ ہو۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ﴾ (کہ اگر تم ان یتیموں سے میل جول رکھو تو یہ تمہارے بھائی بند ہیں) کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: ان کی مال سے ان کے ضرورت کے مطابق اور اپنے مال سے اپنی ضرورت کے مطابق مال لے کر اور باہم ملا کر خرچ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ یتیم کچھ چھوٹے ہوں اور کچھ بڑے۔ اور بعض کے کپڑے دوسرے بعض سے بہتر ہوں اور بعض دوسرے بعض سے زیادہ کھاتے ہوں مگر خرچہ سب کا برابر ہو تو؟ فرمایا: جہاں تک لباس کا تعلق ہے تو ہر چھوٹے بڑے شخص کے لباس کی علیحدہ قیمت لازم ہے۔ مگر کھانا سب اکٹھا کھاؤ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایک چھوٹا بڑے کے برابر کھائے۔(الفروع، التہذیب، تفسیر عیاشیؒ)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ خدا کے اس ارشاد ﴿وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ﴾ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس سے مراد یتیم ہے۔ کہ اگر کسی شخص کے زیر کفالت کچھ یتیم ہوں تو اپنے مال سے اپنی ضرورت کے مطابق اور ان کے مال (کھجور، دودھ وغیرہ) سے ان کی ضرورت کے مطابق لے کر باہم ملا لے اور اپھر اکٹھا کھائیں۔ مگر ان کے مال سے (زیادہ) کچھ بھی نہ لے کہ وہ آگ ہے۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک یتیم میرے زیر کفالت ہے۔ اور اس کا مال بھی میرے پاس ہے۔ اور اسی سے اس پر خرچ کرتا ہوں۔ مگر کبھی کبھی میں خود بھی اس کے طعام سے استعمال کر لیتا ہوں۔ مگر (اس کے عوض میں) میں جو کچھ اسے کھلاتا ہوں وہ زیادہ ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(تفسیر عیاشیؒ)

۴۔ ابن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾ تو جن لوگوں کے پاس کوئی یتیم تھا

انہوں نے ان کو اپنے گھروں سے نکال دیا۔ اور پھر اس سلسلہ میں حضرت رسول خدا ﷺ سے استفسار کیا گیا؟ تب خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۱ و ۷۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۴

یتیم پر اس کا مال صرف کرنے میں کنجوسی کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ فراخی کرنا جائز ہے۔ اور اگر اس کا نان ونفقہ خود ادا کیا جائے تو مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک یتیم کی ماہوار آمدنی بیس درہم ہے اسے اس پر کس طرح صرف کیا جائے؟ فرمایا: اس کی گزر اوقات کا بندوبست طعام اور کھجور سے کیا جائے میں نے پھر سوال کیا۔ آیا اس میں سے ایک ثلث اس پر خرچ کیا جائے؟ فرمایا: ہاں بلکہ نصف تک بھی (جائز) ہے۔ (الفروع)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۳ میں) اور آخری حکم (اس کا خرچہ خود ادا کرنے کے استحباب پر) فعل معروف (کے باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں

باب ۷۵

یتیم کے مال سے تجارتی کاروبار کرنا مستحب ہے۔ جبکہ تجارت کرنے والا یتیم کا ولی ہو اور مالدار ہو اور کاروبار کرنے میں یتیم کی مصلحت (اور فائدہ) ہو اور نفع وزکوٰۃ کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسباط بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا ایک بھائی تھا جو مرحوم ہو گیا اور اس نے میرے بڑے بھائی کو وصی بنایا اور اس وصایت میں مجھے بھی شریک کیا۔ اور ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑ گیا جس کا کچھ مال بھی ہے۔ تو آیا میرا بھائی اس مال سے کاروبار کر سکتا ہے؟ جبکہ اصل مال کا وہ ضامن ہو اور نفع یتیم کو دے؟ فرمایا: اگر تمہارے بھائی کے پاس اس قدر مال ہے کہ اگر یتیم کا مال تلف بھی ہو جائے تو وہ اس کی تلافی کر سکتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ اور

اگر اس کے پاس اس قدر مال نہیں ہے تو پھر اس کے مال سے تعرض نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ربعی بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے یتیم کے مال کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: جس کے پاس مال ہے اگر وہ محتاج ہے اور اس کے پاس ایسا ذاتی مال نہیں ہے تو پھر تو اس کے مال کو ہاتھ بھی نہ لگائے اور اگر اس سے کاروبار کرے تو نفع یتیم کا ہوگا۔ اور (تلفی کی صورت میں) یہ اس کے مال کا ضامن ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس یتیم کا مال ہے اگر اس نے اسی سے کاروبار کیا تو نفع یتیم کا ہوگا اور (نقصان کی صورت میں) وہ ضامن ہوگا۔ ہم نے عرض کیا۔ پھر خدا کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (جو غریب ہے وہ اچھائی سے کھائے) فرمایا: یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ شخص یتیم کے مال اور جائیداد کی دیکھ بھال کیلئے اپنے آپ کو وقف کردے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھتا ہو۔ پھر اچھائی سے (بقدر کفایت) اس کے مال سے کھا سکتا ہے۔ (تفسیر عیاشیؒ)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں باب الزکوٰۃ (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر اور ضمانت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷۶

(ولی ووصی کے لئے) یتیم کے مال سے ادا کرنے کی نیت سے قرضہ لینا جائز ہے۔ جب قرض خواہ کو ضرورت ہو یا اس میں یتیم کی مصلحت وبہتری ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور ابن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آیا یتیم کا ولی اس کے مال سے بطور قرضہ لے سکتا ہے؟ فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ان یتیموں کے مال سے قرضہ لیا کرتے تھے۔ جو آپ کی کفالت میں تھے۔ پس اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ احمد ابن محمد بن ابو نصر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس یتیموں کا مال موجود ہے وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر لے لیتا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ وہ اسے واپس کردے گا؟ فرمایا: اسے چاہیئے میانہ روی سے کھائے اور اسراف نہ کرے اور اگر اس کی نیت یہ ہے کہ واپس نہیں کرے گا تو پھر تو وہ بمنزلہ

ان لوگوں کے ہے جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے جو لوگ ظلم وجور سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں (وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں)۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عیاشیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس سابقہ روایت کو درج کیا ہے۔ اور اس میں یہ تتمہ بھی ہے۔ راوی نے سوال کیا کہ مال کی وہ کمترین مقدار کونسی ہے کہ جو اگر کھائے گا تو اپنے پیٹ میں آگ بھرے گا؟ امام نے فرمایا: جب ادا ئیگی کی نیت نہ ہو تو پھر قلیل وکثیر برابر ہے ایک دوسری روایت میں یہی سوال محمد بن مسلم نے امامین میں سے ایک امام سے کیا تو آپ نے جواب میں دو درہم معین فرمائے ہیں۔ (تفسیر عیاشیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دو درہم قلت سے کنایہ ہے اس کا ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے۔ یا اس کی حد بندی ہے جو دخول جہنم اور گناہ کبیرہ ہونے کا معیار ہے۔

۴۔ سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں سے کسی ایک سے پوچھا کہ جو شخص کسی یتیم کا مال کھائے۔ آیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا: (ہاں) جب وہ مال اس کے مالکوں کو واپس لوٹائے (اور خدا سے مغفرت طلب کرے)۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (یہاں باب ۷۷ میں اور) اربعہ (باب ۸ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۷

جو شخص کسی یتیم کے مال سے کچھ لے پھر یتیم بالغ (وعاقل) ہو جائے تو اس کے لئے اس کے پاس یا اس کے ولی کے پاس پہنچانا جائز ہے۔ یا اگر صلۂ رحمی یا کسی اور عنوان سے بھی یتیم تک اس کا مال پہنچا دے تو کافی ہے۔ اور اگر وہ (یتیم) مر جائے تو اس کے وارث یا وکیل تک پہنچائے یا اس سے مصالحت کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے بعض اہل خانہ کے پاس بعض یتیموں کا مال پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ مال اس شخص کے حوالہ کیا اور اس نے ضرورت کے ماتحت اس مال سے چند درہم لے لئے۔ جبکہ اس کے اہل خانہ کو اس کا کوئی علم نہیں تھا! اب جبکہ وہ یتیم بالغ ہو چکا ہے اور لینے والا مالدار ہو تو اس کے لئے کس میں بہتری ہے۔ براہ راست یتیم کو دے یا اہل خانہ کو دے (اور وہ ادا کریں) اور آیا وہ یہ بتائے بغیر کہ اس نے اس کا مال لیا تھا۔ بطور صلہ

رحمی پہنچادے تو یہ بھی کافی ہے؟ فرمایا: ان طریقوں میں سے جس طریقہ سے حقدار کا حق اس تک پہنچائے کافی ہے۔ کیونکہ یہ چیز سینہ کے رازوں میں سے ہے جب اس کی نیت ادائیگی کی ہے۔ (مذکورہ بالا طریقوں میں سے) جس طریقہ سے بھی ادا کردے مجزی ہے۔ اور فرمایا: اگر اصلی مالک دور ہوں تو ان کے اہل خانہ تک پہنچادے جن کے پاس وہ مال تھا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج اور داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس کچھ یتیموں کا مال تھا۔ جو اس نے ادا نہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ یتیم مر گئے۔ اب وہ ان کے وارث یا ان کے وکیل کے پاس جاتا ہے اور ان سے مصالحت کرتا ہے کہ وہ کچھ رقم لے لیں اور کچھ چھوڑ دیں اور اسے بری الذمہ کر دیں! تو آیا اس طرح وہ بری الذمہ ہو جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۳۔ عبدالرحمٰن الحجاج از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی دوسری روایت میں اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی مذکور ہے امام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے ذمہ کسی شخص کا خرید و فروخت یا قرضہ کے طور پر کچھ مال تھا جو اس نے ادا نہ کیا یہاں تک کہ وہ شخص چھوٹے چھوٹے یتیم بچے چھوڑ کر مر گیا۔ اب ان کا حق اس کے ذمہ ہے جو اس نے ہنوز ادا نہیں کیا آیا وہ یتیموں کا مال کھانے والوں میں سے شمار ہوگا؟ فرمایا: جب اس کی نیت ادا کرنے کی ہے تو پھر ان لوگوں میں سے شمار نہیں ہوگا (کیونکہ اس سے مراد وہ ہے جو ان کا مال کھائے اور ادائیگی کی نیت نہ رکھتا ہو)۔

(التہذیب، تفسیر عیاشیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵ از صلح میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۸

بیٹے یا باپ کے مال سے کچھ لینے کا حکم؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے مال کا محتاج ہے تو؟ فرمایا: بقدر ضرورت لے سکتا ہے۔ مگر اسراف نہ کرے۔ پھر فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر نہیں لے سکتا۔ جبکہ باپ بیٹے کے مال سے جس قدر چاہے لے سکتا ہے۔ اور وہ بیٹے کی کنیز سے مقاربت[1]

[1] بشرطیکہ بیٹے نے اس سے مقاربت نہ کی ہو ورنہ یہ مقاربت جائز نہ ہوگی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

بھی کر سکتا ہے جبکہ بیٹے نے اس سے مباشرت نہ کی ہو۔ اور فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تھا کہ ''کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے''۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے'' پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ باپ سخت ضرورت سے زیادہ بیٹے کے مال سے لے۔ کیونکہ خداوند عالم فساد کو پسند نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۳۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بیٹے کے مال سے باپ کے لئے کیا کچھ مباح ہے؟ فرمایا: جب بیٹا اپنے باپ کا احسن طریقہ پر نان ونفقہ ادا کرے تو پھر باپ اس کے مال سے کچھ نہیں لے سکتا (بصورت ضرورت بقدر ضرورت لے سکتا ہے) اور اگر باپ کے پاس کوئی کنیز ہو جس میں اس کے بیٹے کا بھی حصہ ہو تو باپ اس سے مباشرت نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کی قیمت مقرر کر کے بیٹے کے حصہ کی قیمت اپنے ذمہ نہ لے لے۔ فرمایا: اور اس چیز کا (رفع تہمت کے لئے) اعلان بھی کرے پھر سوال کیا گیا آیا باپ بیٹے کے مال سے کسی کار خیر میں کچھ دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر بیٹا باپ کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ فرمایا: اگر کسی شخص کی اولاد چھوٹی ہو اور ان کی کنیز ہو اور یہ اس سے مباشرت کرنا چاہے تو اس کی قیمت مقرر کر کے اپنے ذمہ لے لے پھر جو چاہے اس سے سلوک کرے خواہ مباشرت کرے اور خواہ فروخت کرے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۴۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آیا کوئی شخص اپنے چھوٹے بیٹے کے مال سے حج کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا گیا حجۃ الاسلام بھی کر سکتا ہے اور اس سے خرچ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اچھائی کے ساتھ (بقدر ضرورت) پھر فرمایا: اس سے حج کرے اور خرچ کرے کیونکہ بیٹے کا مال باپ کا مال ہے مگر بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر اس کا مال نہیں لے سکتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سفر حج کے اخراجات کا حاصل کرنا یا اس صورت پر محمول ہے۔ کہ بطور قرضہ لے یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب باپ کا نان ونفقہ بیٹے پر واجب ہو۔ اور سفر وحضر کا خرچہ برابر ہو اور باپ کے ذمہ حج مستقر ہو۔ (واللہ العالم)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ ایک شخص کے پاس اس کے بیٹے کا مال ہے اور اسے اس کی ضرورت ہے تو؟ فرمایا: وہ اس سے کھا سکتا ہے۔ مگر ماں نہیں کھا سکتی۔ مگر بطور قرض۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ماں کا یہ حکم اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس کا شوہر موجود ہو جس پر اس کا نان ونفقہ واجب ہے نہ کہ بیٹے پر (ورنہ جب بیٹے پر واجب ہو تو پھر وہ بھی کھا سکتی ہے)

۶۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا آیا باپ بیٹے کے مال سے کھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ مگر جب مضطر ہو تو پھر اچھائی سے (بقدر کفایت) کھا سکتا ہے۔ مگر بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے کچھ نہیں لے سکتا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۷۔ حسین بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آدمی کے لئے اپنے بیٹے کے مال سے کس قدر مباح ہے؟ فرمایا: اضطرار کی صورت میں صرف بقدر ضرورت اسراف کے بغیر! میں نے عرض کیا پھر اس روایت کا کیا مطلب ہے جس میں وارد ہے کہ ایک شخص اپنے باپ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا تھا۔ اور آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا تھا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا مال ہے؟ فرمایا: اصل واقعہ یوں ہے کہ ایک شخص اپنے باپ کو پکڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا اور کہا یا رسول اللہ! یہ میرا باپ ہے جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے کہ میری ماں کی میراث مجھے نہیں دی! اس کے جواب میں اس کے باپ نے کہا کہ میں نے وہ مال خود اس (بیٹے) پر اور اپنے اوپر صرف کیا ہے! تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا مال ہے۔ کیونکہ اس کے باپ کے پاس کچھ نہیں تھا (پھر فرمایا) (تمہارا کیا خیال ہے؟) بیٹے کی خاطر آنحضرتؐ اس کے باپ کو قید کرتے؟ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، معانی الاخبار)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں لکھا کہ "بیٹے کا مال جو باپ کے لئے اس کی اجازت کے بغیر حلال ہے۔ مگر بیٹے کے لئے ایسا نہیں ہے تو اس کی چند وجوہ ہیں۔ (۱) بیٹا اپنے باپ کو عطا کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ﴾۔ (۲) بیٹا چھوٹا یا بڑا (جبکہ وہ غریب ہو) اس کا نان ونفقہ والد پر واجب ہے۔ اور وہ منسوب بھی اسی کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾۔ (۳) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ﴿انت و مالك لابيك﴾ مگر ماں کو یہ حق حاصل نہیں ہے پس وہ بیٹے یا باپ کی اجازت کے بغیر اس کا مال نہیں لے سکتی کیونکہ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے ماں پر نہیں ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں کچھ یہاں (باب ۷۹ اور کچھ باب النکاح (نکاح العبید والآماء) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر وہ حدیثیں جن میں باپ کے لئے بیٹے کے مال سے لینے کا جواز مذکور ہے

یہ چند صورتوں پر محمول ہے۔(۱) جب یہ مال نفقہ واجبہ کے برابر ہو اور اسے اس کی ضرورت ہو۔(۲) یا بطور قرضہ حاصل کرے(اور توفیق ہو تو ادا کرے)(۳) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ بیٹے کے لئے مستحب ہے کہ باپ کو ایسا کرنے سے نہ روکے۔اور جن حدیثوں میں وارد ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے مال سے نہیں لے سکتا۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بیٹے کو ضرورت نہ ہو یا واجبی ضرورت کے علاوہ لینا چاہے۔(ورنہ واجبی نان ونفقہ کے لئے تو وہ بھی لے سکتا ہے) اور بیٹے کے مال کا ماں کے لئے نہ لے سکنے کی بھی یہی تاویل کی جائے گی جیسا کہ بعض اصحاب نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

باب ۷۹

جب کسی شخص کی بیٹی یا بیٹے کی کنیز ہو بشرطیکہ بیٹے نے اس سے مباشرت نہ کی ہو تو باپ کے لئے جائز ہے کہ اس کی قیمت مقرر کرکے(اپنے ذمہ لے لے)اور اسے اپنی مملوکہ بنا کر اس سے مقاربت کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن محبوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا کہ "میں نے اپنی بیٹی کو اس کی شادی کے وقت ایک کنیز دی تھی۔جو برابر اس کے پاس اس کے شوہر کے گھر میں رہی یہاں تک کہ اس کا شوہر فوت ہو گیا۔اور میری بیٹی اپنی کنیز سمیت میرے پاس آ گئی ہے۔آیا میرے لئے اس کنیز سے مباشرت جائز ہے؟ فرمایا: اس کی مناسب قیمت مقرر کرو۔اور اس پر گواہ بھی مقرر کرو۔پھر(اس طرح جب تمہاری مملوکہ بن جائے گی تو) اگر چاہو تو اس سے مباشرت کرو۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔کہ جب باپ محتاج ہو تو اس کے لئے اس کے بیٹے کا مال مباح ہے؟ فرمایا: ہاں!(پھر فرمایا) اور اگر اس(بیٹے) کی کوئی کنیز ہو اور یہ(باپ) اس سے مباشرت کرنا چاہے تو اس کی قیمت مقرر کرے(اور اپنے ذمہ لے لے)اور اس کا اعلان بھی کرے(پھر جب اس کی مملوکہ ہو جائے گی تو پھر اس سے مباشرت کر سکے گا) فرمایا: جب کسی شخص کی کنیز ہو تو اس کا باپ اس کا زیادہ مالک ہے۔کہ اس سے مباشرت کرے(مذکورہ طریقہ پر) بشرطیکہ بیٹے نے اس سے مقاربت نہ کی ہو۔(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے(باب ۷۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(باب ۴۱ از نکاح عبید میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز بعض اصحاب (علماء و فقہاء) نے حسن بن محبوب والی حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب بیٹی بھی اس بات پر راضی ہو۔ اور بیٹے کی کنیز کا باپ پر مذکورہ بالا طریقہ سے حلال ہونے کو اس صورت پر محمول کیا ہے۔ جب لڑکا نابالغ ہو اور والد اس کا ولی اور وکیل ہو اور یہی بات احوط ہے۔

باب ۸۰

بیوی کی اجازت اور قلبی رضامندی سے شوہر کے لئے اس کے مال سے خرچ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ایک عورت نے اپنے شوہر کو اپنا مال دیا تا کہ وہ اس سے کاروبار کرے۔ اور اس نے دیتے وقت اس سے یہ بھی کہا کہ اس رقم سے اپنے (مصارف پر بھی) خرچ کر۔ پس اگر تمہیں کوئی حادثہ (موت) پیش آگیا تو خرچ کردہ رقم (تمہارے لئے) حلال اور اگر مجھے کوئی حادثہ (موت) پیش آگیا تب بھی وہ صرف کردہ مال تمہارے لئے حلال ہے؟ امام نے فرمایا: اے سعید! یہ مسئلہ ایک بار پھر دہراؤ! سعید دہرانے لگا تو اس عورت کا شوہر خود بول پڑا جو میرے ہمراہ موجود تھا اور اس نے اسی طرح تمام ماجرا کہہ سنایا۔ پس جب وہ سنا چکا تو امامؑ نے اپنی انگشت مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا: اے فلاں! اگر تجھے یقین ہے کہ اس عورت نے بینک و بین اللہ ایسا کہا تھا تو پھر وہ مال تمہارے لئے حلال ہے۔ بعد ازاں فرمایا: خدائے جل اسمہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ ﴿فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا﴾ (اگر وہ اپنی خوشی سے تمہارے لئے اپنا وہ مال مباح کریں جو ان کے قبضہ میں ہے تو پھر خوشی سے کھاؤ)۔ (الفروع، التہذیب)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۱

جب کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنے مال سے خرچ کرنے کی اجازت دے تو شوہر کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے مال سے کوئی کنیز خرید کر اس سے مباشرت کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت اپنے شوہر کو مال دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اس سے کاروبار کر اور جس طرح چاہے اس میں تصرف کر! آیا اس کے لئے جائز ہے کہ (اس مال سے) کنیز خریدے اور اس سے مباشرت کرے؟ امامؑ نے فرمایا: اسے یہ حق حاصل نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حسین بن منذر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی نے مجھے اپنا مال دیا ہے۔ تاکہ میں اس سے کاروبار کروں؟ تو آیا میرے لیے جائز ہے کہ اس کے مال سے کنیز خریدوں اور اس سے مقاربت کروں؟ امامؑ نے فرمایا: تیری بیوی نے تو تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا چاہا تھا اور تو اس کی آنکھوں کو گرم کرنا چاہتا ہے؟ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۸۲

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اور غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ان کے مال سے صدقہ نہیں دے سکتے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ دے سکتی ہے؟ فرمایا: نہ مگر یہ کہ وہ اسے حلال قرار دے۔ (التہذیب، بحارالانوار)

۲۔ ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے صدقہ دے سکتی ہے؟ فرمایا صرف سالن میں سے تری و روٹی دے سکتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بھی رضامندی کے ساتھ مشروط ہے اگرچہ صراحت نہ کی گئی ہو۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کا باغ ہے جس میں اس کا مملوک یا کوئی مزدور کام کرتا ہے۔ جن کا اس باغ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ آیا وہ اس باغ سے کچھ لے سکتا ہے؟ فرمایا جب اس کا باغ میں کوئی حصہ نہیں ہے تو پھر میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اس میں سے کچھ لے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اسی قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب الاطعمہ باب ۴۴ میں) بیان کی جائے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۸۳

جو مقروض قرضہ ادا نہ کرتا ہو تو قرض خواہ کے لیے اس کی اجازت کے بغیر جس طرح بھی ممکن ہو حتیٰ کہ اس کی امانت سے بھی اپنا حق وصول کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اس سے زیادہ نہ لے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود داؤد بن زرین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں حکام سے میل جول رکھتا ہوں، میرے پاس ایک (حسین وجمیل) کنیز ہوتی ہے جسے وہ (جبراً) مجھ سے لے لیتے ہیں یا کوئی عمدہ گھوڑا ہوتا ہے جسے وہ میرے پاس آدمی بھیج کر منگوا لیتے ہیں پھر ان کا کچھ مال میرے ہتھے چڑھ جاتا ہے تو میں اس سے اپنا حق وصول کر سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں اپنے حق کے برابر لے سکتے ہو مگر زیادہ نہ (التہذیب الفقیہ)

۲۔ ابو العباس بقباق بیان کرتے ہیں کہ شہاب نے مجھ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کیا کہ ایک شخص نے ان کا ایک ہزار درہم لیا تھا اور پھر وہی شخص ان کے پاس ایک ہزار درہم (امانت کے طور پر) رکھ گیا میں نے شہاب سے کہا کہ تو اس ہزار پر اپنے ہزار کے عوض قبضہ کر لے۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ (کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے) بعد ازاں شہاب حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا بیان کیا امامؑ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ تو یہ درہم لے لے اور (اگر قسم بھی کھانی پڑے) تو قسم بھی کھا لے۔ (التہذیب والاستبصار)۔

۳۔ فضیل بن یسار کا بھتیجا بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت داخل ہوئی۔ اور میں سب سے زیادہ اس کے قریب تھا۔ اس نے مجھ سے کہا ان (امام علیہ السلام) سے پوچھ! میں نے کہا: کیا پوچھوں؟ کہا: یہ پوچھ! کہ میرا ایک بیٹا تھا جو مر گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا۔ جو میرے بھائی کے پاس تھا۔ جسے اس نے تلف کر دیا۔ پھر اس نے خود کچھ مال کمایا جو بطور امانت میرے پاس رکھا ہے۔ تو آیا میرے لیے جائز ہے کہ اپنے مال کے برابر اس کے مال سے لے لوں اور پھر اسے بتا دوں گی؟ امامؑ نے فرمایا: نہ، کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص تمہارے پاس امانت رکھ جائے اس کی امانت اسے واپس لوٹاؤ اور اگر کوئی تم سے خیانت کرے تو تم اس سے خیانت نہ کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی اور شیخ صدوق علیہما الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب ایسا کرنے والے کو قسم کھانی پڑے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو قسم کھائے وہ سچی کھائے اور دوسری حدیثوں کو (جن میں ایسا کرنے کی اجازت موجود ہے) اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب قسم نہ کھانی

پڑے اور امانت سے لینے کی ممانعت کو کراہت پر محمول کیا ہے۔(اور حدیث نمبر ۲ کو جواز پر محمول کیا ہے لان کل مکروۃ جائز)۔

۴۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کا دوسرے شخص کے پاس کچھ مال تھا جس کا اس نے انکار کر دیا (اور دوسری روایت کے مطابق اس انکار پر قسم بھی کھائی) اب (اتفاقاً) اس (منکر) کا کچھ مال اس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو آیا اسے اپنے مال کے عوض لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر اس کیلئے کچھ کلام بھی ہے عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا: یوں کہے ﴿اللّٰھم انی اخذ ھذا المال مکان مالی الذی اخذہ منی و انی لم آخذ الذی اخذتہ خیانۃ و لا ظلماً﴾۔(کتب اربعہ)

۵۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ "یہ الفاظ کہنے کے بعد اگر وہ اس سے قسم بھی لے تو قسم کھالے" (الفقیہ)

۶۔ علی بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن (حضرت امام علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے کسی کا مال غصب کر لیا۔ یا اس کی کنیز پر قبضہ کر لیا۔ پھر (اتفاقاً) اس شخص کا کچھ مال امانت یا قرضہ کے طور پر اس شخص کے ہاتھوں لگ گیا۔ آیا وہ اسے اپنے مال کے عوض روک سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ مال اس کے مال کے برابر ہو۔ اور اگر وہ مال اس کے مال سے زیادہ ہو تو زائد مقدار اسے واپس کر دے انشاء اللہ تعالیٰ۔(التہذیب، الاستبصار)

۷۔ جمیل بن درّاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی سے قرضہ لینا تھا۔ مگر وہ مکر گیا اب اسے اتفاقاً اس کا کچھ مال ہاتھ لگ گیا۔ تو آیا وہ اپنے مال کی مقدار کے برابر اس کے مال سے لے سکتا ہے۔ اگرچہ اس منکر کو اس کا علم ہی نہ ہو؟ فرمایا: ہاں۔(ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے کچھ حق (مال) لینا تھا مگر اس نے انکار کر دیا پھر وہی منکر میرے پاس کچھ مال امانت رکھتا ہے آیا میں اس سے اپنا مال وصول کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ۔ یہ خیانت ہے۔
(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی تاویل اس سے پہلے (حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں) گذر چکی ہے۔
نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد ایمان (باب ۴۷ و ۴۸) میں اور قضا (باب ۱۰ میں) اور باب الشرکہ (باب ۵) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۴

اگر کسی شخص کو کچھ مال اس لئے دیا جائے کہ وہ محتاجوں میں تقسیم کرے۔ تو اگر وہ خود بھی محتاج ہو تو ان کی طرح وہ اپنا حصہ لے سکتا ہے۔ اور اگر اس کے اہل وعیال محتاج ں ہو تو ان کو بھی دے سکتا ہے۔ مگر یہ کہ اس مال کے لیے کچھ اشخاص نامزد کر دیے گئے ہوں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو زکوۃ دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے (مستحق) اصحاب میں تقسیم کرے تو آیا وہ خود بھی اس سے لے سکتا ہے؟ (جبکہ مستحق ہو) فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو کچھ مال دیا تاکہ وہ اسے مسکینوں میں تقسیم کرے۔ اب اس شخص کے اپنے اہل وعیال بھی مسکین ہیں تو آیا وہ دینے والے سے پوچھے بغیر اپنے اہل و عیال کو بھی اس مال میں سے کچھ دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۳۔ ایک دوسری روایت میں یہی راوی انہی حضرت سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک شخص کو کچھ رقم دی کہ وہ اسے محتاجوں اور مسکینوں میں تقسیم کرے۔ اب جبکہ یہ شخص خود بھی محتاج ہے یہ اسے بتائے بغیر آپ بھی لے سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک مالک اسے اجازت نہ دے یہ اس سے کچھ نہ لے (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس ممانعت کی چند وجوہ بیان کی ہیں۔ (۱)۔ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (گو جائز ہے اور کل مکروہ جائز)۔ (۲) یہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ جب اپنے حصہ سے زیادہ لے۔ (۳) ممکن ہے کہ مالک نے کچھ اشخاص نامزد کر دیئے ہوں اس صورت میں بلا اجازت ان لوگوں کے علاوہ کسی اور کو دینا جائز نہیں ہے (واللہ العالم)

باب ۸۵

علاج معالجہ کیلئے نقل مکانی کیلئے اور (لوگوں کیلئے) چیزوں کی خرید وفروخت پر اجرت لینا جائز ہے۔

اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص لوگوں کا علاج معالجہ کرتا ہے آیا وہ اس پر اجرت لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں

اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ سے پوچھا کہ ایک شخص کسی کو رقم دیتا ہے۔ تا کہ وہ مکان چھوڑ دے اور یہ اس میں سکونت اختیار کرے تو؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب) مؤلف علام فرماتے ہیں اس سے مراد وہ مکان ہے جو تمام مسلمانوں کے درمیان مشترک ہے جیسے وہ سرزمین جو جنگ کرنے سے فتح کی جائے یا جو وقف عام ہے وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی شخص سے کہتا ہے وہ اس کے لئے گھر زمین یا خادم خریدے اور اس کے لیے اجرت مقرر کرتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے (ایضاً کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ احکام عقود (باب ۲۰) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۸۶

غش خفی (مخفی دھوکہ دہی) جیسے دودھ میں پانی ملانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (الفروع التہذیب)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا جو کھجوریں بیچا کرتا تھا! کیا تم نہیں جانتے کہ جو شخص مسلمانوں کو دھوکہ دے وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے زیر سایہ سابری (بڑھیا کھجور یا عمدہ زرہ) بیچ رہا تھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام وہاں سے گزرے اور فرمایا: اے ہشام! زیر سایہ چیز فروخت کرنا دھوکہ ہے۔ اور دھوکہ دہی جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے کے لئے دودھ میں پانی کی ملاوٹ کرنے کی مناہی فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ موسیٰ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اور بہت سارے دینار ان کے سامنے پڑے تھے۔ اچانک امامؑ نے ایک دینار پر نگاہ ڈالی اور اسے ہاتھ سے پکڑا اور اس کے دو ٹکڑے کر دئے

پھر مجھ سے فرمایا: اسے گندی نالی میں ڈالدو۔ تاکہ وہ چیز (بازار میں) فروخت نہ کی جائے جس میں کھوٹ ہو۔(الفروع، الفقیہ)

۶۔ عیسیٰ بن ہشام اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جو آٹا فروخت کر رہا تھا! امام نے اس سے فرمایا: خبردار! دھوکہ نہ دینا! کیونکہ جو (دوسروں کو) دھوکہ دیتا ہے اسے اس کے مال میں دھوکہ دیا جاتا ہے اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو پھر اس کے اہل وعیال میں اسے دھوکہ دیا جاتا ہے۔(الفروع التہذیب)

۷۔ سعد اسکارف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے بازار سے ایک طعام فروش کے پاس سے گزرے۔ آپ نے طعام فروش سے کہا۔ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا طعام عمدہ ہے اس وقت خداوند عالم نے آپ کو وحی فرمائی کہ اس میں ہاتھ داخل کرو پس جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں ہاتھ داخل کیا تو اندر سے ردی قسم کا طعام برآمد ہوا۔ تب آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تو نے مسلمانوں کے لئے خیانت اور دھوکہ دہی دونوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔(الفروع التہذیب)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن مختار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ٹوپیاں بناتے ہیں اور ہم ان میں پرانی روئی ڈالتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں مگر (خریداروں) کو یہ نہیں بتاتے کہ ان میں کیا ہے؟ (نئی روئی ہے یا پرانی؟) فرمایا: میں تمہارے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ تم (اصل حقیقت) بیان کرو۔(الفقیہ، التہذیب)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص خرید وفروخت میں کسی مسلمان کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور وہ قیامت کے دن یہودیوں کے ساتھ محشور ہوگا۔ کیونکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور امامؑ نے پھر فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے۔ اور فرمایا: جو شخص اس حالت میں رات گزارے کہ اس کے دل میں کسی مسلمان کو دھوکہ دینے کا ارادہ ہو تو وہ خدا کے قہر وغضب میں رات بسر کرے گا۔ اور صبح بھی اسی حالت میں کرے گا۔ جب تک اس ارادہ سے توبہ نہ کرے۔(الفقیہ)

۱۰۔ نیز باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو خرید و فروخت میں کسی مسلمان کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ قیامت کے دن یہودیوں کے ساتھ محشور ہوگا۔

کیونکہ جو لوگوں کو دھوکہ دے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے رخسار پر تھپڑ مارے خدائے قہار قیامت کے دن اس کی ہڈیوں کو بکھیر دے گا پھر اس پر (جہنم کی) آگ مسلّط کرے گا۔ اور وہ بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ محشور ہوگا۔ یہاں تک کہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص اس حالت میں شب بسر کرے کہ اس کے دل میں اپنے برادر مسلمان کے بارے میں کچھ کھوٹ ہو تو وہ خدا کے قہر و غضب میں شب بسر کرے گا اور اس حالت میں صبح کرے گا۔ یہاں تک کہ توبہ کرے اور اس سے باز آ جائے۔ اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو دین اسلام پر نہیں مرے گا۔ پھر آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا: آگاہ ہو جاؤ۔ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے" اور جو اپنے برادر مسلمان کو دھوکہ دے تو خدا اس کی روزی سے برکت سلب کر لیتا ہے۔ اور اس کی معیشت کو خراب کر دیتا ہے اور اسے اس کے نفس کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اور جو شخص کسی (مسلمان کی) کوئی برائی کی اور پھر اسے (لوگوں میں) پھیلائے تو وہ اس برائی کرنے والے کے مانند ہوتا ہے۔ اور جو کسی (مسلمان) کی اچھائی سنے اور اسے (لوگوں میں) پھیلائے تو وہ اس نیکی کرنے والے کے مانند ہوتا ہے۔ (عقاب الاعمال)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳۷ از احکام عشرت، باب ۵۷ از جہاد النفس اور باب ۲ از آداب تجارت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد عیوب (باب ۷ و ۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۸۷

مردوں کا اپنے آپ کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کا اپنے آپ کو مردوں کے کے ساتھ مشابہہ بنانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر (جعفی) اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ خدا نے حلالہ نکالنے والے پر اور جس کیلئے حلالہ نکالا جائے اس پر لعنت کی ہے۔ نیز اس پر بھی لعنت کی ہے جو اپنے آقاؤں کے غیر سے دوستی کرے، اور اس پر بھی لعنت کی ہے جو اپنے (جعلی) نسب کا دعویٰ کرے جو معلوم نہ ہو۔ اور ان مردوں پر بھی جو اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہہ بنائیں اور ان عورتوں پر بھی جو اپنے تئیں مردوں سے مشابہہ بنائیں اور جو شخص اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کرے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے اور اس پر بھی جو اپنے قاتل کے سوا کسی اور کو قتل کرے یا اپنے مارنے والے کے علاوہ کسی اور کو مارے۔ (الروضہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مسجد نبوی میں ایک ایسے مرد کو دیکھا جس میں زنانہ پن تھا آپ نے اس سے فرمایا: اے رسول اللہ کی لعنت! (اے وہ جس پر رسول خدا نے لعنت کی ہے) یہاں سے نکل جا! پھر فرمایا: میں نے حضرت رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرمارہے تھے کہ خدا ان مردوں پر لعنت کرے جو اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہہ بنائیں اور ان عورتوں پر لعنت کرے جو اپنے تئیں مردوں کے مشابہ بنائیں۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایسے لوگوں کو (جو اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہہ بنائیں) اپنے گھروں سے نکال دو کہ وہ بڑے غلیظ وکثیف (بدکار) ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ باسناد خود حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں مسجد (نبویؐ) میں حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک ایسا شخص حاضر ہوا جس میں زنانہ پن تھا (نسوانیت اور نزاکت پائی جاتی تھی) اس نے سلام کیا۔ آنحضرتؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر آنحضرتؐ نے زمین کی طرف سر جھکا کر ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھنا شروع کیا پھر (کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر) فرمایا: ایسے لوگ بھی میری امت میں ہیں؟ جس امت میں ایسے لوگ ہوں تو قیامت سے پہلے ضرور اس پر عذاب نازل ہوگا۔[۱] (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ملابس باب ۱۳ و جہاد النفس اب ۴۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ از نکاح محرم میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۸

مسلمان کو ہدیہ دینا اگرچہ بیری کا پھول ہو (یا کھجور کے گودے کا میٹھا آٹا) اور اس کا قبول کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

۱؎ خدا مسلمان قوم کے حال زار پر رحم فرمائے آج ہم اس دور سے گزر رہے ہیں کہ نسل نو کے ذکور واناث میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ کیونکہ ان کی حجامت کی وضع وقطع اور لباس کی تراش خراش اس کے رنگ و بو اور ان کی حرکات وسکنات اور انداز گفتگو اور طرز بود وباش کو دیکھ کر یہ معلوم کرنا کہ یہ نر ہیں یا مادہ؟ ایک مسئلہ بن گیا ہے! بقول کسے ؎

عورت کے کٹے ہوئے بال منڈی مرد کی موچھیں
ان سے ذرا پوچھیے مادہ ہو کہ نر ہو؟

﴿لا حول ولا قوة الا باللہ﴾۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہدیہ تین قسم کا ہوتا ہے: (۱) مکافاتی ہدیہ (جو کسی کے ہدیہ کے جواب میں دیا جائے)۔ (۲) مداراتی اور تکلفاتی ہدیہ (۳) (مخلصانہ اور للّٰہی صدقہ)۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال، التہذیب)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے انہی حضرت سے مروی ہے فرمایا: اپنے برادران کے اکرام میں سے یہ امر بھی ہے کہ اس کے تحفہ کو قبول کرے اور اسے تحفہ دے۔ مگر اس کے لئے تکلف نہ کرے۔ (الفروع)

۳۔ اسی سلسلہ سند سے انہی حضرت سے مروی ہے فرمایا: اگر مجھے کوئی (گائے بکری کا) پایا بھی ھدیۃً پیش کیا جائے تو میں قبول کرلوں گا۔ (ایضاً)

۴۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اگر میں کسی برادر مسلمان کو کوئی کارآمد ھدیہ پیش کروں تو یہ بات مجھے اتنی چیز صدقہ دینے سے زیادہ پسند ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: ایک دوسرے کو ھدیہ دے کر ایک دوسرے سے محبت کیا کرو کیونکہ یہ ھدیہ دلوں کے کینوں کو دور کرتا ہے۔ (الفروع)

۶۔ جابر (جعفی) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھدیہ کھالیتے تھے۔ مگر صدقہ نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ باہم ھدیہ دیا کرو۔ کیونکہ ھدیہ دلوں سے کینوں کو کھینچ لیتا ہے اور دشمنی کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیری کا پھل (یا کھجور کے گودے کا میٹھا آٹا) ھدیہ دیا کرو کہ اس سے محبت زندہ ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ مصعب بن عبداللہ ایک شخص سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتا ہے کہ ایک بدو کچھ اونٹ لے کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھ سے کچھ ہدیہ طلب کریں! آنحضرتؐ نے فرمایا: نہ۔ اس نے عرض کیا نہیں ضرور طلب کریں الغرض وہ برابر اصرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اچھا ہمیں اونٹنی ہدیہ کر دے۔ مگر اسے بچہ سے جدا نہ کر (یعنی بچہ سمیت دے)۔ (الکافی)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نوروز کے دن حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں کچھ ھدیہ پیش کیا گیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا یا امیرالمؤمنین! آج نوروز ہے (یہ اس کا ہدیہ ہے) فرمایا: اس طرح تو ہمارے لئے ہر روز کو نوروز کیا کرو۔ (الفقیہ)

۱۰۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: کہ ہمارے لئے تو ہر روز نوروز ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو تمہاری عیادت (مزاج پرسی) نہ کرے تم اس کی عیادت کرو۔ اور تم اس کو ھدیہ

دو جو تمہیں نہ دے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! اگر مجھے پایا ھدیہ کیا جائے تو میں قبول کرلوں گا اور اگر مجھے پائے (کھانے) کی دعوت دی جائے تو میں لبیک کہوں گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مطلب برآری سے پہلے ھدیہ پیش کرنا بڑی اچھی چیز ہے۔ اور فرمایا: باہمی ھدیہ پیش کرکے باہم محبت کرو۔ کیونکہ ھدیہ دلوں کے کینوں کو دور کرتا ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مواقیت الصلوٰۃ (باب ۳۷) میں متعدد طرق و اسانید سے ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا یہ ارشاد نقل کیا جاتا ہے۔ فرمایا: نافلہ بمنزلہ ھدیہ کے ہے کہ جب بھی اسے بجالاؤ گے خواہ نماز سے پہلے یا اس کے بعد نماز (فریضہ) ضرور قبول ہوجائے گی۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۶ از آداب مائدہ میں) بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۹

ہدیہ والے برتن جلدی واپس کرنا مستحب ہے۔ اور خوشبو اور حلوا (میٹھا) واپس لوٹانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہدیوں والے برتن جلدی واپس کیا کرو۔ کہ ایسا کرنا ہدیوں کے پے درپے آنے کا باعث ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز فرماتے ہیں کہ آپؑ خوشبو اور حلوا (میٹھی چیز) واپس نہیں لوٹاتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۹۰

کافر اور منافق کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے حرام نہیں ہے۔ اور آتش پرست لوگ اپنے آتشکدوں پر جو ہدیہ کرتے ہیں دیہاتیوں کے لئے ان کا لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کوفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ہے جس کی بہت وسیع جائیداد ہے۔ جب مہرجان اور نوروز کا دن ہوتا ہے تو لوگ اس شخص کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اسے وہ کچھ ہدیہ پیش کرتے ہیں جو ان پر لازم نہیں ہے

(فرمایا) کیا وہ نماز گزار نہیں ہے؟ راوی نے عرض کیا ہاں ہے۔ فرمایا: وہ ان کے ھدیہ قبول کرے اور انہیں بدلہ بھی دے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر مجھے پائے بھی ھدیہ کئے جائیں تو میں قبول کرلونگا اور یہ چیز دین میں سے ہوگی۔ اور اگر کوئی کافر یا منافق ایک وسق (ساٹھ صاع) بھی مجھے ھدیہ دے تو میں قبول نہیں کروں گا اور یہ چیز دین میں سے ہوگی۔ خداوند عالم نے میرے لئے مشرکوں اور منافقوں کے مکھن اور ان کے طعام کا انکار کیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابو بکر حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ حاصل ہوا تو عیاض (نامی کافر) کچھ ھدیہ لے کر آیا۔ مگر آنحضرتؐ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اے عیاض! اگر تم اسلام لاؤ تو میں تمہارا ھدیہ قبول کرلونگا۔ کیونکہ خداوند عالم نے میرے لئے مشرکوں کے مکھن کا انکار کر دیا ہے۔ پھر اس کے بعد عیاض اسلام لایا۔ اور اس کا اسلام بڑا عمدہ تھا پس اب اس نے ہدیہ پیش کیا جسے آنحضرتؐ نے (بخوشی) قبول کرلیا۔ (الفروع)

۳۔ عبداللہ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ قمی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری کچھ جائدادیں ہیں جن میں کچھ آتشکدے ہیں کہ جن کے لئے مجوسی گائیں، بکریاں اور درہم ھدیہ کرتے ہیں آیا دہاتیوں کے لئے جائز ہے کہ وہ ان چیزوں کو لے لیں؟ (اور اپنے تصرف میں لے آئیں) جبکہ ان آتشکدوں کے سرپرست موجود ہیں جو ان کا انتظام چلاتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اگر بستیوں والے یہ چیزیں لے لیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ ثویر بن ابو فاختہ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسریٰ اور قیصر نے اور دیگر بادشاہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ھدیہ بھیجے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمائے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب کشیؒ اپنے رجال میں باسناد خود ابراہیم بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں کہ خیران (خادم الرضا علیہ السلام) نے اُن (حضرت امام رضا علیہ السلام یا امام محمد تقی علیہ السلام یا امام علی النقی علیہ السلام میں سے ایک بزرگوار) کو خط لکھا کہ میں آٹھ درہم آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں جو مجھے طرسوس کے علاقہ سے ھدیۃً بھیجے گئے ہیں۔ جنہیں واپس کرنا میں نے مناسب نہ سمجھا اور نہ ہی آپ کے حکم کے بغیر ان میں کسی قسم کا تصرف کرنا موزوں سمجھا۔ آیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ اس قسم کے درہم قبول کرلیا کروں یا نہ؟ تاکہ مجھے یہ حکم معلوم ہو جائے اور اس کے مطابق عمل درآمد کرسکوں؟ امام نے جواب میں لکھا جو میں نے بھی پڑھا کہ جب تمہیں درہم یا کوئی اور چیز (ان کی طرف سے) ہدیہ کیا جائے تو

قبول کرلے کیونکہ حضرت رسولخدا ﷺ نے بھی یہود ونصاریٰ کا ہدیہ رد نہیں کیا تھا۔[1] (رجال کشی)

باب ۹۱

اگر کوئی شخص عوضانہ کی نیت سے ہدیہ پیش کرے تو اس کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اور اس کا عوض دینا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شخص عوض دینے سے پہلے مرجائے تو ہدیہ کرنے والا اپنا ہدیہ واپس لے سکتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوجریر قمی سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنے ایک رشتہ دار کو جو کہ حاکم ہے کچھ ہدیہ پیش کرتا ہے جس سے اس کا مقصد عوضانہ حاصل کرنا ہے تو؟ فرمایا: جو ہدیہ صدقہ کیلئے اور صلہ رحمی کیلئے ہو تو وہ نافذ ہے اور اگر عوض حاصل کرنے کی نیت سے دیا جائے تو ہدیہ دینے والے کو واپس لینے کا حق حاصل ہے (الودع تہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا ایک غریب و نادار آدمی مجھے اس لئے کچھ ہدیہ پیش کرتا ہے کہ مجھ سے کچھ حاصل کرے تو آیا میرے لئے جائز ہے کہ لے لوں مگر اسے کچھ نہ دوں؟ فرمایا ہاں وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ مگر اسے کچھ دینا ترک نہ کریں۔ (الفروع الکافی، الفقیہ الشیخ)

۳۔ حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود عیسیٰ بن اعین سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ایک شخص کسی شخص کو (عوض کی نیت سے) کچھ ہدیہ پیش کرتا ہے مگر وہ شخص اسے عوض میں کچھ نہیں دیتا یہاں تک کہ مرجاتا ہے اور وہ (ہدیہ دینے والا) اپنا ہدیہ بعینہ پالیتا ہے تو اگر اس کیلئے ممکن ہو تو وہ واپس لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر لے لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (التہذیب والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب نمبر ۸۸ میں) گزر چکی ہے جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

---

[1] اس سلسلہ کی روایت نمبر ۱ و ۲ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشرکوں کے ہدیے قبول نہ کرنے اور دوسری روایتوں میں قبول کرنے کا جو تذکرہ ہے تو اس ظاہری تنافی کو اس طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی گیلی چیزوں جیسے مکھن اور دودھ وغیرہ کو (بوجہ نجس ہونے کے) قبول نہیں کرتے تھے اور خشک چیزوں (یا قابل تطہیر چیزوں) کو قبول کر لیتے تھے جیسا کہ روایت نمبر ۱ و ۲ میں مکھن اور روایت ۵ میں درہم کی صراحت موجود ہے۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

باب ۹۲

جس شخص کو کچھ طعام یا پھل فروٹ ہدیہ کیا جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ موجود ہوں تو اس کے لیے مستحب ہے کہ ان سب کو اس میں شریک کرے اور سب کو کھلائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔(امامؑ نے) فرمایا کسی آدمی کے ہم نشین اس کے ہدیہ میں شریک ہوتے ہیں (الفروع، التہذیب)

۲۔ عثمان بن عیسی مرفوعاً امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی شخص کو کچھ طعام (یا پھل) ہدیہ کیا جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو وہ اس ہدیہ اور پھل فروٹ میں اس کے ساتھ شریک ہیں۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۹۳

یہ جائز نہیں ہے کہ آدمی بادشاہ سے اس کے جزیہ کے عوض کچھ مصالحت کرلے اور پھر جزیہ دینے والوں سے زیادہ وصول کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کوفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا بہت بڑا گاؤں ہے جس میں کچھ گروہ (آتش پرست یا مطلق کافر) رہتے ہیں جن سے بادشاہ کسی سے پچاس درہم، کسی سے تیس اور کسی سے کم وبیش (جزیہ) وصول کرتا ہے تو آیا اس گاؤں کے سردار کے لئے روا ہے کہ وہ بادشاہ سے کچھ مکاوا کرلے۔ اور پھر ان لوگوں سے اس سے زیادہ وصول کرے؟ فرمایا: ایسا کرنا حرام ہے۔(التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (بنجر) زمین کے قبالہ (پٹہ) پر بیس سال یا اس سے کم وبیش مدت کے لیے وہاں کے زمینداروں کو دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ اسے آباد کریں اور اسی کی آمدنی سے پٹہ (کی قیمت) ادا کرے ہاں البتہ اس قبالہ میں کافروں کو شامل نہ کرے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب) مولف علام

مولف علام فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں باب المزارعہ نمبر ۱۸ میں بیان کی جائینگی۔(الاحقر مترجم عفی عنہ)

باب ۹۴

جاندار کی جسم دار تصویر یا مثال بنانا اور ان سے کھیلنا حرام ہے البتہ ان کو بطور فرش فروش استعمال کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس ارشاد خداوندی کہ ﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ﴾ (کہ جو کچھ جناب سلمان چاہتے تھے جنات ان کے لیے محراب اور تصویریں بناتے تھے) کی تفسیر میں فرمایا: بخدا وہ مردوں اور عورتوں کی تصویریں نہیں تھیں بلکہ وہ درختوں اور ان جیسی (بے جان) چیزوں کی تصویریں تھیں۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقی باسناد خود زرارہ سے اور وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: درختوں کی تصویروں میں کوئی مضائقہ نہیں۔(المحاسن)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا! درخت کی، اور سورج و چاند کی تصویر بنانا کیسا ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک جاندار کی نہ ہو(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمۃ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارے لیے تکیے لگائے جاتے ہیں اور فرش بچھائے جاتے ہیں اور ہم ان پر بیٹھتے ہیں جبکہ ان پر تصویریں بنی ہوئی ہوتی ہے۔ فرمایا جب ان کو بچھایا جائے اور انہیں پاؤں تلے روندا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ناپسندیدہ بات تو صرف یہ ہے کہ ان کو دیوار پر یا چارپائی پر لٹکایا جائے۔(التہذیب)

۵۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ چھوٹے سے تکیہ پر بیٹھے تھے اور مجھے دیکھ کر فرمایا اے کنیز ایک تکیہ لا۔(ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو قیامت کے دن اسے تکلیف دی جائے گی کہ اس میں جان ڈالے اور وہ کبھی ایسا نہیں کر سکے گا۔ اور کسی جاندار کو زندہ آگ میں جلانے کی منع فرمائی اور پیتل (لوہے) کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت فرمائی اور انگوٹھی پر کسی جاندار کی تصویر بنانے کی بھی ممانعت فرمائی۔(الفقیہ)

۷۔ محمد بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ تین قسم کے گروہوں کو قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا۔ (۱) جو شخص کسی جاندار کی تصویر بنائے اس کو اس وقت تک عذاب کیا جائے گا جب تک اس میں روح نہیں ڈالے گا۔ (۲) جو خواب کے معاملے میں جھوٹ بولے اس کو اس وقت تک عذاب کیا جائے گا جب تک جو کے دو دانوں میں گرہ نہیں دے گا۔ اور وہ کبھی ایسا نہیں کر سکے گا۔ (۳) جو ان لوگوں کی باتیں کان لگا کر سنے جو اسے ناپسند کرتے ہوں اس کے کانوں میں (پگھلا ہوا) تانبا ڈالا جائے گا۔ (الخصال)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا آیا تصویروں سے کھیلنا جائز ہے فرمایا: نہ۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مساکن (باب ۳، ۴) لباس مصلی باب ۴۵ اور مکان مصلی باب ۳۲ اور یہاں باب ۲ میں گزر چکی ہے۔

باب ۹۵

ناصبی کے مال، اس کی عورت اور اس کے خون کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معلی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کسی کو ناصبی[۱] کا مال جہاں بھی مل جائے وہ لے لے اور اس کا خمس ہمیں دیدے۔ (التہذیب)

---

[۱] بعض وہ مفسد ملا جن کا دین و مذہب صرف فی سبیل اللہ فساد اور اہل اسلام کے دلوں میں بغض و عناد کی ایجاد ہے ہماری کتابوں میں اس قسم کی حدیثیں دیکھ کر شور مچاتے ہیں، اور سنیوں کو شیعوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں کہ شیعہ اور ان کے امام سنیوں کا مال لوٹنا اور ان کا خون بہانا جائز جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اس شور وشر کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ اہل عقل و انصاف جانتے ہیں کہ یہ حکم (جو حدیث میں مذکور ہے) ناصبی سے متعلق ہے اور یہ حقیقت عیاں راچہ بیاں کی مصداق ہے کہ ناصبی اس بدبخت کو کہا جاتا ہے جو کھلم کھلا اہل بیت نبوت علیہم السلام اور خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت اور دشمنی رکھے اور ان کو سب وشتم کا نشانہ بنائے جیسا کہ ہماری تمام فقہی کتابوں میں اس کی صراحت موجود ہے تو اس حکم کا ان سیدھے سادھے سنی مسلمانوں سے کیا واسطہ۔ جو خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو جزوِ اسلام جانتے ہیں اور ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی اور بے ادبی کو خروج از اسلام کا موجب جانتے ہیں جیسا کہ مولانا حالی تمام برادرانِ اہل سنت کی ترجمانی کرتے ہوئے بارگاہِ رسالتؐ میں یوں ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہے ؎

ایمان جسے کہتے ہیں عقیدہ میں ہمارے
وہ تیری محبت تیری عترت کی ولا ہے

(احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ناصبی کا مال اور اس کی ہر مملوکہ چیز تمہارے لیے حلال ہے سوائے اس کی اہلیہ کے کیونکہ مشرکوں کا نکاح بھی نافذ ہے چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ مشرکوں کو (حرام زادہ ہونے کی) گالی نہ دو کیونکہ ہر قوم کا نکاح ہوتا ہے (پھر فرمایا) اور اگر ہمیں یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ ان کے ایک آدمی کے عوض تمہارا آدمی مارا جائے گا جبکہ تمہارا ایک آدمی ان کے ایک ہزار بلکہ ایک لاکھ سے بہتر ہے۔ تو ہم تمہیں حکم دیتے کہ ان کو قتل کردو۔ مگر یہ چیز امامؑ سے متعلق ہے۔ (ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے خمس (باب ۲ میں) گزر چکی ہے۔ اور کچھ اس کے بعد حدود (باب ۲۷) اور دیات (باب ۲۲ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۹۶

حرام زادہ غلام کی خرید و فروخت کرنا اور اسے غلام بنانا جائز ہے مگر وہ بچہ جو دار السلام میں پڑا ملے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا (وہ غلام جو) ولد الزنا ہو اس کی خرید و فروخت اور اسے غلام بنانا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا اگر وہ کنیز ہو تو اس سے تعلق جائز ہے؟ فرمایا: ہاں مگر اس سے اولاد طلب نہ کر۔ (الفقیہ کذا فی التہذیبین)

۲۔ زرارہ نے امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے پوچھا کہ ایک بچی (دار السلام میں) پڑی ہوئی ملی ہے تو؟ فرمایا وہ آزاد ہے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ اور اگر ہاں تمہارا کوئی غلام زنا سے پیدا ہو تو وہ تمہارا غلام ہے البتہ یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ اسے اپنے پاس رکھو یا فروخت کردو۔ (ایضا)

۳۔ عتبہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری کنیز نے زنا کیا جس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہوا) آیا اس کے بچہ کو فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں پھر عرض کیا آیا خود اس کنیز کی قیمت سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک سے پوچھا کہ ایک شخص ایسی کنیز کو جو حلال زادی نہیں ہے خرید سکتا ہے یا اس سے عقد کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر اسے اپنی اولاد کے بارے میں اس کی عار و شنار کا اندیشہ نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوخدیجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ولد الزنا کبھی سعادتمند نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی قیمت پاکیزہ ہوتی ہے اور جو ممزیر ہے سات پشتوں تک سعادت مند نہیں ہوتا۔ عرض کیا گیا کہ ممزیر کون ہے؟ فرمایا: جو شخص حرام طریقے سے دولت کمائے اور پھر اس مال سے شادی کرے یا کنیز خریدے اور پھر اس کے نتیجے میں اس کے ہاں اولاد پیدا ہو۔ یہ اولاد ممزیر ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میرے پاس ایک حرام زادی کنیز ہے آیا میں اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے حج اور شادی کر سکتا ہوں؟ فرمایا: اس کی قیمت سے نہ حج کرو اور نہ شادی (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔ اسی طرح حدیث نمبر ۹ کو بھی کراہت پر حمل کیا ہے۔

باب ۹۷

ریشم و دیبا کی فروخت جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ریشم اور دیبا کا لباس تو روا نہیں ہے۔ مگر اس کے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ[1] نہیں ہے۔

(التہذیب کذا فی الفروع عن محمد بن مسلم عن الباقر علیہ السلام)

باب ۹۸

جو کچھ چیونٹی اٹھا کر لائے اس کا کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے اس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ حلبی سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چیز کے کھانے کی ممانعت فرمائی ہے جسے چیونٹی اپنے منہ اور ٹانگوں سے اٹھا کر لائے۔ (التہذیب، الفروع)

---

[1] کیونکہ ان کا مصرف صرف لباس ہی تو نہیں ہے بلکہ اور کاموں میں بھی اس کی کھپت ہو سکتی ہے اور اگر لباس ہی بنانا ہو تو پھر عورت تو یہ لباس زیب بدن کر سکتی ہے۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

باب ۹۹

غنا وسرود (گانا) حتیٰ کہ قرآن میں اور اس کا سیکھنا وسکھانا اور اس پر اجرت لینا اور غیبت (گلہ) اور نمیمہ (چغل خوری کرنا) حرام ہے۔

(اس باب میں کل بتیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چوبیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس گھر میں گانا گایا جائے وہ گھر ناگہانی آفت سے محفوظ نہیں ہوتا۔ نہ اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور نہ اس میں رحمت کا کوئی فرشتہ داخل ہوتا ہے۔(الفروع)

۲۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ خداوند عالم کے اس اشارے کا مطلب کیا ہے؟ ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (قول زور سے اجتناب کرو) فرمایا: قول الزور سے مراد گانا ہے۔(ایضاً)

۳۔ معمر بن خلاد حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار میں داؤد بن عیسیٰ بن علی (حاکم) کو ملنے کی غرض سے گھر سے نکلا جو بمقام بئر میمون ٹھہرا ہوا تھا۔ اس وقت میرے بدن پر موٹے کپڑے تھے راستے میں ایک بوڑھی عورت ملی جس کے پاس کنیزیں تھیں میں نے پوچھا اے بڑھیا! کیا یہ کنیزیں فروختنی ہیں؟ اس نے کہا: مگر آپ جیسا (بزرگ) انہیں نہیں خریدے گا۔ میں نے کہا: کیوں؟ کہا: اس لیے کہ ان میں سے ایک گاتی ہے اور دوسری بانسری بجاتی ہے۔(ایضاً)

۵۔ محمد بن مسلم اور ابو الصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿والذین لا یشهدون الزور﴾ (مؤمن وہ ہیں جو زور کے مقام پر حاضر نہیں ہوتے) کی تفسیر میں فرمایا کہ زور سے مراد گانا ہے کہ کوئی مؤمن گانے بجانے کے مقام پر حاضر نہیں ہوتا۔(ایضاً)

۶۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ گانا ان گناہان (کبیرہ) میں سے ہے جن پر خدا نے جہنم کی دھمکی دی ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ. وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا. اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لہو الحدیث (گانے) کو خریدتے ہیں تاکہ علم کے بغیر لوگوں کو خدا کے راستے سے گمراہ کریں اور اسے ہنسی مذاق بنائیں ان کے لیے توہین آمیز عذاب ہے۔

(ایضاً کذا فی تفسیر مجمع البیان)

۷۔ ابواسامہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گانا منافقت کا آشیانہ ہے (ایضاً)

۸۔ ابراہیم بن محمد مدنی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گانے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ جب کہ میں وہاں حاضر تھا۔ فرمایا: ان (گانا بجانے کے) کے گھروں میں مت داخل ہو جن گھروں سے خدا روگردان ہے۔ (ایضاً)

۹۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے غنا کے بارے میں سوال کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ عباسی (ہشام بن ابراہیم) نے آپ کے متعلق بتایا ہے کہ آپ اس کے سننے کی اجازت دیتے ہیں؟ امام نے فرمایا: زندیق نے جھوٹ بولا ہے میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ (بات دراصل یوں ہے کہ) اس نے مجھ سے گانے کے بارے میں سوال کیا تو میں نے جواب میں اسے یہ واقعہ سنایا کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے گانے کے بارے میں سوال کیا تھا اور امام علیہ السلام نے اسے جواب دیا تھا کہ اگر خدا حق اور باطل کو الگ الگ کردے تو گانا کس طرف ہوگا؟ اس شخص نے جواب دیا باطل کی طرف۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ تو نے خود فیصلہ کردیا ہے۔ (الفروع، عیون الاخبار، قرب الاسناد، رجال کشی)

۱۰۔ عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گانے کے بارے میں سوال کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ (گیت) گانے کی اجازت دی ہے۔ ﴿جئناکم جئناکم حیو .... نا حیونا نحییکم﴾ فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ o لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ o بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ﴾ پھر ایک شخص کے بارے میں فرمایا: جو وہاں محفل میں حاضر نہ تھا۔ ویل ہے اس کے لیے جو کچھ وہ بیان کرتا ہے۔ (الفروع)

۱۱۔ حسن ابن ہارون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بزم غنا وہ محفل ہے جسکے اہل کی طرف خدا نظر (رحمت) نہیں کرتا اور یہ غنا ان (گناہوں) میں سے ہے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ گانے والے مرد اور گانے والی عورت کی اجرت حرام ہے۔ (الفقیہ)

۱۳۔ محمد بن ابو عباد (جو کہ گانا بجانے پر بہت فریفتہ تھا اور نبیذ بھی بہت پیتا تھا) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

رضاؑ سے گانا سننے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اہل حجاز اس کے بارے میں ایک رائے رکھتے ہیں جو بہر حال باطل ہے اور لہو میں داخل ہے کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا کہ فرماتا ہے: ﴿واذا مرو باللغو مرّوا کراماً﴾ کہ خدا کے بندے جب لغو (یعنی گانے) کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔(العیون الاخبار)

۱۴۔ عبد الاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر پوچھی؟ ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ کہ بتوں کی نجاست اور قول الزور سے اجتناب کرو۔ فرمایا: بتوں کی نجاست سے مراد شطرنج اور قول الزور سے مراد گانا ہے۔ میں نے عرض کیا اور خدا تعالیٰ کے ارشاد: ﴿ومن الناس من یشتری لهوا الحدیث الآیه﴾ میں لہو حدیث سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: غنا اسی میں سے ہے۔(معانی الاخبار، کذا فی تفسیر القمی)

۱۵۔ حماد ابن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ''قول الزور'' کیا ہے؟ فرمایا: آدمی کا گانے والے سے یہ کہنا کہ احسنت (بہت اچھا) اسی میں سے ہے۔(ایضاً)

۱۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمام آوازوں سے زیادہ بری آواز گانا ہے۔(المقنع)

۱۷۔ حسن ابن ہارون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ گانا نفاق اور فقر و فاقہ کا موجب ہوتا ہے۔(الخصال)

۱۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ (ایک بار) میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا (مجھے دیکھتے ہی امام نے) فرمانا شروع کیا: گانے سے اجتناب کرو۔ قول الزور سے اجتناب کرو۔ پس برابر یہ کہتے رہے گانے سے اجتناب کرتے رہو قول الزور سے اجتناب کرو یہاں تک کہ میرے لیے وہاں بیٹھنا دشوار ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ امام مجھے ہی سنا رہے ہیں۔(امالی شیخ طوسی)

۱۹۔ جناب قمی باسناد خود عبد اللہ ابن عباس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نمازوں کو ضائع کیا جائے گا۔ شہوتوں کا اتباع کیا جائے گا۔ اور زنا کی طرف میلان ہوگا۔ اس وقت لوگ غیر اللہ کے لیے قرآن پڑھیں گے اور بانسری کی لے پر پڑھیں گے کئی لوگ غیر اللہ کے لیے علم فقہ حاصل کریں گے تب اولاد زنا زیادہ ہو جائے گی اور لوگ قرآن سے غنا کریں گے۔ گانے بجانے کے آلات کو اچھا سمجھیں گے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بے گانہ ہو جائیں گے۔ ایسے لوگ آسمانی ملکوت میں ارجاس وانجاس پکارا جائیں گے۔(تفسیر قمی)

۲۰۔ جناب عیاشی نے باسنادخود جابر بن عبداللہ (انصاری) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: سب سے پہلا شخص جو گایا اور جس نے نوحہ کیا وہ شیطان تھا۔ یعنی جب جناب آدمؑ نے ممنوعہ درخت سے کھایا تو ابلیس گایا۔ اور جب حواؑ زمین پر آئیں تو اس نے نوحہ کیا۔ (تفسیر عیاشی)

۲۱۔ حسن بیان کرتے ہیں کہ میں پاخانہ میں زیادہ دیر ٹھہرتا تھا کہ بعض پڑوسیوں کا گانا سن سکوں جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے مجھ سے فرمایا: ''اے حسن ﴿ان السمع و البصر و الفؤاد کل اولائك عنه مسئولاً﴾'' (کان، آنکھ اور دل و دماغ سب کے بارے میں پوچھا جائے گا فرمایا کان کے بارے میں سوال ہوگا کہ کیا سنا اور یاد کیا، آنکھ کے بارے میں سوال ہوگا کیا دیکھا اور دل و دماغ کے بارے میں سوال ہوگا کہ کیا عقیدہ رکھا۔ (ایضاً)

۲۲۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمی اپنی کتاب ارشاد القلوب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور قذف (پھسلنا اور پھینکنا) ہوگا۔ عرض کیا گیا۔ ایسا کب ہوگا؟ فرمایا: جب گانے بجانے کے آلات اور گانے والیاں بہت ہو جائیں گی۔ اور شرابیں پی جائیں گی۔ خدا کی قسم میری امت کے کچھ لوگ رات کو کھیلتے کودتے اور لہو و لعب کرتے ہوئے سوئیں گے اور جب صبح ہوگی تو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہونگے۔ کیونکہ وہ خدا کے حرام کو حلال سمجھتے ہونگے۔ اور گانے والی لڑکیاں رکھتے ہونگے شرابیں پیتے ہونگے اور سود کا مال کھاتے اور ریشم کے کپڑے پہنتے ہونگے۔ (ارشاد القلوب دیلمی)

۲۳۔ نیز جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میری امت پندرہ (برے) کام کرنے لگ جائے گی تو اس پر بلا و مصیبت نازل ہو جائے گی۔ (۱) جب لوگ مال فئے کو ذاتی مال (۲) جب امانت کو مال غنیمت (۳) صدقہ دینے کو تاوان سمجھنے لگیں گے۔ (۴) جب آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔ (۵) دوستوں سے بھلائی اور باپ سے برائی کرے گا۔ (۶) مسجدوں میں آوازیں بلند ہونگی۔ (۷) آدمی کے شر سے بچنے کے لئے اس کا احترام کیا جائے گا۔ (۸) جو سب سے زیادہ رذیل ہوگا وہی قوم کا سردار ہوگا۔ (۹) ریشم کا لباس زیب تن کیا جائے گا۔ (۱۰) گانے والی لڑکیاں اور گانے کے آلات رکھیں گے۔ (۱۱) شرابیں پئیں گے۔ (۱۲) زنا کاری عام ہوگی (۱۳) جب یہ علامتیں ظاہر ہو جائیں تو اس وقت سرخ رنگ کی آندھی کے آنے یا زمین میں دھنس جانے یا مسخ ہو جانے اور طاقتور دشمن کے نمودار ہو جانے کا انتظار کرنا اس وقت تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ (ایضا)

۲۴۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ

ایک شخص گانا گاتا ہے آیا اس کے پاس بیٹھا جائے؟ فرمایا: نہ! (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض ایسی حدیثیں اس سے پہلے متعدد ابواب میں گزر چکی ہیں جیسے قرأت (باب ۲۴، باب ۹ از نماز مسافر، باب ۴۶ از جہاد النفس، باب ۴۱ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۱۵ و ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰، و ۱۰۱، و ۱۰۴ میں) بیان کی جائیں گی اور غیبت اور نمیمہ کی حرمت پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد احکام العشرۃ (باب ۱۵۲، ۱۶۲ میں) گزر چکی ہیں۔ فراجع۔

باب ۱۰۰

ہر قسم کے آلات لہو ولعب کا استعمال اور ان کی خرید وفروخت حرام ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن جریر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ "قفندر" نامی ایک شیطان ہے۔ جب وہ کسی شخص کے گھر سے چالیس دن تک برابر صبح سویرے بربط (طنبورہ) بجائے اور مرد (اس کے سننے کیلئے) وہاں داخل ہوتے ہوں تو اس کے بعد وہ اپنا ہر عضو صاحب خانہ کے ہر عضو پر رکھ دیتا ہے اور اس میں ایسی پھونک مارتا ہے کہ اس کے بعد اس کی غیرت اس طرح ختم ہو جاتی ہے کہ اگر اس کی عورتوں سے زنا بھی کیا جائے تو تب بھی اسے غیرت نہیں آتی۔ (الفروع)

۲۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ جب وہ شیطان اس کے تمام اعضاء وجوارح پر بیٹھ جاتا ہے تو اس سے شرم وحیا سلب کر لی جاتی ہے اسکے بغیر اسے کوئی پروا نہیں ہوتی کہ وہ خود کیا کر رہا ہے اور اس سے کیا کیا جا رہا ہے؟ (ایضاً)

۳۔ کلیب صیداوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عود (ستار) کا بجانا اس طرح دل میں نفاق کو اگاتا ہے جس طرح پانی سبزہ کو اگاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ موسیٰ بن حبیب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس امت کو کبھی پاک نہیں کرتا جس میں برید (طنبورہ وستار) بجایا جائے اور بانسری بجائی جائے۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جناب آدم کا انتقال ہوا تو شیطان اور قابیل خوش ہوئے اور دونوں نے اکٹھے ہو کر آنجنابؑ کی موت کی خوشی پر آلات لہو ولعب بنائے (اور بجائے) پس زمین پر جو کچھ ایسے آلات لہو ولعب موجود ہیں جن سے لوگ لذت اندوز ہوتے ہیں یہی وہ سب اسی کا بقیہ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: میں تمہیں زمن (ناچنے) مزمار (آلات لہو ولعب کے استعمال کرنے) کوبہ (ڈگڈگی بجانے) اور کبر (ڈھول) بجانے کی ممانعت کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمر اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد سے) اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یاعلیؑ! تین چیزیں ایسی ہیں جو دل کو سخت کرتی ہیں۔ (۱) لہو (گانے) کا سننا (۲) شکار کا تلاش کرنا (۳) اور بادشاہوں کے دروازوں پر جانا۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ تمام آلات لہو کے انگوٹھیوں سے اور چودہ گوٹیوں سے کھیلنے اور ہر قسم کی قمار بازی سے اجتناب کرو کیونکہ حضرات صادقین علیہما السلام نے ان کی ممانعت فرمائی ہے۔ (المقنع)

۹۔ عبداللہ بن احمد عامر طائی اپنے باپ (احمد) سے اور وہ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے شامی والی حدیث میں فرمایا کہ اس نے حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا: راعبی کبوتر اپنی آواز میں کیا کہتا ہے؟ فرمایا وہ آلات لہو ولعب اور چنگ ورباب اور ستار بجانے والوں کے خلاف بددعا کرتا ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۰۔ سیاری مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ سفلہ (رزیل اور کمینے) کون ہیں؟ فرمایا: جو شراب پیتے اور طنبور بجاتے ہیں۔

۱۱۔ جناب شیخ ورام بن ابوفراس اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: جس گھر میں شراب، دف، طنبور، شطرنج کی گوٹیاں ہوں اس میں رحمت والے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور ان سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ (مجموعہ شیخ ورام)

۱۲۔ جناب علی ابن جعفر اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے چودہ گوٹیوں اور اس قسم کے کھیلوں کے بارے میں سوال کیا فرمایا: گھڑ دوڑ اور نیزہ بازی کے سواء کسی بھی کھیل کو پسند نہ کر۔ (بحار الانوار)

۱۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسنادِ خود عبداللہ بن علی سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جو آدمی کو یاد خدا سے غافل کردے وہ جوا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے مغنیہ کے ابوب میں مثلاً (باب ۴۹ از جہاد نفس، اور یہاں باب ۲ و ۷ و ۹۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (۱۰۱ و ۱۰۴) اور باب ۱۱ از سبق و رمایہ میں) بیان

کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۰۱

گانے اور آلات غنا ولہو ولعب کا سننا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عنبسہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا گانے کا سننا اس طرح (دل میں) نفاق کو اگاتا ہے جس طرح پانی زراعت کو اگاتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوایوب خزاز بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں اترے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کہاں قیام کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا۔ فلاں شخص کے پاس، جس کے پاس گانے والی لونڈیاں ہیں۔ امام نے فرمایا: شریف بن کر رہنا! بخدا ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ امام علیہ السلام کی اس جملہ سے کیا مراد ہے؟ ہم نے خیال کیا کہ شاید یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اس (میزبان) کو کچھ پیسے دینا چنانچہ ہم واپس لوٹے اور عرض کیا کہ آپ کی اس جملہ سے کیا مراد ہے کہ شریف بن کر رہنا؟ فرمایا: تم نے خدا کا یہ کلام نہیں سنا کہ ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (کہ وہ جب لغو (گانے بجانے) کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔ (کان لگا کر نہیں سنتے۔ (ایضاً)

۳۔ یاسر (خادم امام رضاؑ) حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص (دنیا میں) اپنے آپ کو گانے سے بچائے گا تو (اس کے عوض) جنت میں ایک درخت ہے خدا ہواؤں کو حکم دے گا اور وہ اسے حرکت دیں گی تو وہ اس سے ایسی خوش آواز سنے گا جیسی اس نے کبھی نہیں سنی ہوگی۔ اور جو اپنے تئیں اس سے نہیں بچائے گا (اگر وہ توبہ کر کے جنت میں داخل ہو بھی گیا) تو وہ یہ آواز نہیں سن سکے گا۔ (ایضاً)

۴۔ عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تو کہاں تھا؟ میں نے خیال کیا کہ امام علیہ السلام کو میں جہاں گیا تھا اس کا پتہ چل گیا ہے! عرض کیا! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں فلاں شخص کے پاس سے گزر رہا تھا تو اس کے گھر میں داخل ہوا اور اس کی (گانے والی) کنیزوں کو دیکھا (اور ان کا گانا سنا) امام نے فرمایا: یہ وہ بزم ہے جس کے اہل کی طرف خدا نظر کرم نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۵۔ حسین بن علی بن یقطین حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بولنے والے کی طرف کان لگاتا ہے تو گویا وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔ پس اگر بولنے والا خدا کی طرف سے بول رہا ہو تو اس نے بھی خدا کی پرستش کی ہے اور اگر بولنے والا شیطان کی ترجمانی کر رہا ہو تو اس نے بھی شیطان کی پرستش کی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مختلف ابواب جیسے اغسالِ مسنونہ (باب ۱۸ وغیرہ، باب ۲۸ از احکام عشرت) باب ۲، ۳، ۴۶ اور جہاد النفس و باب ۴۱ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۱۶ اور ۱۹۹، ۱۰۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۰۲

شطرنج اور اس جیسے کھیل حرام ہیں۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ارشاد خداوندی "فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور" میں بتوں کی جس نجاست اور جس قول زور سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کیا ہے؟ فرمایا: بتوں کی نجاسات سے مراد شطرنج اور قول زور سے مراد گانا ہے۔ (الفروع، کذا فی الفقیہ)

۲۔ حفص بن البختری بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا شطرنج باطل میں سے ہے۔ (الفروع، کذا فی تفسیر العیاشی)

۳۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم ماہ رمضان کی ہر رات میں کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ سوائے اس شخص کے جو کسی نشہ آور چیز پر روزہ افطار کرے یا جو کینہ پرور ہو یا شاہین والا ہو۔ راوی نے عرض کیا شاہین والا کون ہے؟ فرمایا: شطرنج والا (الفروع)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شطرنج اور لعبہ شبیب جسے لعبۃ الامیر بھی کہا جاتا ہے کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ جب خدا حق اور باطل کو الگ الگ کرے گا تو یہ (کھیل) کس طرف ہوں گے؟ عرض کیا گیا: باطل کی طرف! فرمایا: پس اس میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سعد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: مجوسیت کو اس کے اہل (مجوسیوں) کے لیے ہی چھوڑ دو۔ خدا اس پر لعنت کرے۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن علی بن جعفر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اس شطرنج کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کھیلا جاتا ہے؟ فرمایا: مجھ سے میرے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اور انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت امیر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے

کہ آپ نے فرمایا: جو شخص بولے اور اس کی گفتگو ذکر خدا کے علاوہ ہو تو وہ لغو تصور ہوگی۔ اور جو شخص خاموش رہے اور اس کی خاموشی ذکر خدا کے علاوہ ہو۔ تو وہ فراموش کار متصور ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما کر خاموش ہو گئے۔ وہ آدمی اٹھا اور چلا گیا۔ (وہ سمجھ گیا کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ ذکر خدا ہونا تو کجا الٹا ذکر خدا سے مانع ہے)۔ (ایضاً)

۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شطرنج اور نرد (ایک قسم کا کھیل) کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الربیع شامی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شطرنج اور نرد کے متعلق پوچھا گیا؟ فرمایا: ان کے نزدیک بھی مت جاؤ۔ راوی نے عرض کیا اور گانا؟ فرمایا: اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔ لہذا اس کے بھی نزدیک نہ جاؤ۔ (معانی الاخبار)

۹۔ عبدالواحد بن المختار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: بندہ مومن لہو ولعب سے غافل رہتا ہے۔ (اسے ان بے ہودہ کاموں کی فرصت ہی نہیں ملتی)۔ (الخصال کذا فی قرب الاسناد)

۱۰۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (کہ خمر، میسر، انصاب، ازلام رجس ہیں اور شیطانی کام ہیں اور ان سے اجتناب کرو۔ تا کہ فلاح پاؤ) کی تفسیر میں فرمایا: کہ خمر سے ہر نشہ آور شراب مراد ہے۔ اور میسر (جوا) سے مراد شطرنج اور نرد ہے۔ اور ہر قمار[1] جوا ہے، انصاب سے مراد وہ بت ہیں جن کی مشرک پرستش کیا کرتے تھے اور ازلام سے مراد وہ ظروف ہیں جن سے جاہلیت کے دور میں مشرک چیزیں تقسیم کرتے تھے۔ پس ان تمام چیزوں کی خرید و فروخت اور ان سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اور رجس و نجس شیطانی کام ہیں۔ اور خدا نے شراب اور جوا کو بتوں کے ساتھ ملا کر بیان کیا جس سے اس کی حرمت مغلظہ ثابت ہوتی ہے۔ (تفسیر قمی)

۱۱۔ جناب عیاشی باسناد خود اسماعیل جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شطرنج اور نرد جوا ہیں وہ حرام ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ۲۸ از احکام عشرت، باب ۴۶ اور باب النفس اور

---

[1] قمار اس کھیل کو کہا جاتا ہے جس میں یہ شرط لگائی جائے کہ غالب کوئی چیز مغلوب سے لے گا۔ خواہ وہ تاش کے ذریعے سے ہو یا کسی اور چیز کے ذریعے سے۔ (المنجد مترجم اردو)

یہاں باب ۳۵ و ۹۹ اور ۱۰۰ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد باب ۱۰۳ اور ۱۰۴ میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۰۳

شطرنج کھیلنے والے کے پاس جانا اور اسے سلام کرنا اس سے خرید و فروخت کرنا اس کی قیمت کا کھانا اس کا بنانا اس کی طرف نگاہ کرنا اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے اور جو اسے اُلٹے پلٹے اسے نماز پڑھنے سے پہلے ہاتھ دھولینا چاہیئے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بصرہ کا رہنے والا ایک شخص حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں ان لوگوں کے پاس بیٹھتا ہوں جو شطرنج کھیلتے ہیں مگر میں خود نہیں کھیلتا البتہ دیکھتا ضرور ہوں؟ امام نے فرمایا: تمہیں اس بزم سے کیا سروکار جس کے اہل کی طرف خدا نگاہ رحمت نہیں کرتا۔ (الفروع)

۲۔ سلیمان جعفری حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شطرنج میں جھانکنے والا آتش (دوزخ) میں جھانکنے والے کی مانند ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن رئاب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ شطرنج کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اسے الٹنے والا ایسا ہے جیسے سور کا گوشت الٹنے والا ہو۔ میں نے عرض کیا جو سور کا گوشت الٹے اسے کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: اسے اپنا ہاتھ دھونا چاہیئے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن ادریس حلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب جامع بزنطی سے اور وہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شطرنج کا فروخت کرنا اس کی قیمت کا کھانا حرام ہے اس کا بنانا کفر ہے اور اس کا کھیلنا شرک ہے اس کے کھلاڑی پر سلام کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اس میں ہاتھ ڈالنے والا سور کے گوشت میں ہاتھ ڈالنے والے کی مانند ہے۔ لہذا جب تک وہ اس طرح ہاتھ کو پاک نہ کرے جس طرح سور کے گوشت سے پاک کرتا ہے اس وقت تک اس کی نماز نہیں ہے۔ اور اس کی طرف نگاہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اپنی ماں کی شرمگاہ پر نگاہ کرنے والا کھیلنے والا اور اس کے کھیل کے دوران اس کی طرف نگاہ کرنے والا اور اس کے کھلاڑی پر سلام کرنے والا گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اور جب کھیلنے کے لیے بیٹھیں تو گویا آتش دوزخ کے اوپر بیٹھتا ہے۔ اور اس کی زندگی قیامت کے دن اس کے لیے حسرت وندامت کا باعث ہوگی۔ خبردار اس کے کھلاڑی کی ہم نشینی نہ کرنا کیونکہ

یہ وہ بزمیں ہیں جن کے اہل خدا کے قہر وغضب کے مستوجب ہو چکے ہیں جس کے نزول کی ہر وقت توقع ہو سکتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ عذاب نازل ہو اور تمہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ۲۸ از احکام عشرت اور باب ۳۸ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۲ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰۴

نرد وغیرہ جُوا کی مختلف قسموں سے کھیلنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نرد، شطرنج اور چودہ گوٹیاں سب برابر ہیں۔ اور ہر وہ کھیل جس پر بازی لگائی جائے وہ جوا ہے۔ (الفروع)

۲۔ عبدالملک قمی بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی ادریس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ادریس نے عرض کیا ہم آپ پر قربان ہو جائیں میسر (جوا) کیا ہے؟ فرمایا: شطرنج۔ میں نے عرض کیا عام لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ (میسر) نرد ہے؟ فرمایا: ہاں وہ بھی میسر ہے (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں نرد، شطرنج، ڈکڈگی، طبلہ، طنبور اور ستار بجانے اور نرد کی فروخت کرنے کی مناہی فرمائی۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں نرد سے بچو کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کی مناہی فرمائی ہے۔ (المقنع)

۵۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود یاسر خادم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میسر کیا ہے؟ فرمایا: دو شرط باندھنے والے جس چیز پر شرط باندھیں اور وہ نکل آئے اور در اصل میسر تو وہ درہم ہیں جو بازی لگانے والوں کے نکلتے ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

۶۔ ابراہیم بن عنبسہ نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا: اے میرے آقا و مولا اگر مناسب سمجھیں تو مجھے یہ بتا دیں کہ آیت مبارکہ ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ .... الآية﴾ میں میسر سے کیا مراد ہے؟ امام نے جواب میں لکھا ہر وہ کھیل جس پر شرط باندھی جائے وہ میسر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ از احکام عشرت، باب ۴۹ از جہاد النفس اور عبارت ۱۰۰ اور ۱۰۲ میں) گزر چکی ہیں (اور کچھ اسکے بعد) باب ۳۴ از اشربہ محرمہ میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۰۵

وہ کون سے علوم ہیں جس کو پڑھنا پڑھانا چاہیئے اور وہ کون سے علوم ہیں جن کو نہیں پڑھنا پڑھانا چاہیئے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد خفاف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن پڑھو۔ کیونکہ قرآن قیامت کے دن بہترین شکل وصورت میں آئے گا۔ خدا اس سے فرمائے کہ میں آج تیری ہی وجہ سے بہترین ثواب اور تیری ہی وجہ سے بدترین سزا دوں گا۔ (الفروع)

۲۔ سلمی اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عربی زبان پڑھو کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے جس سے وہ اپنی مخلوق سے بات کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے اردگرد جمع ہیں فرمایا: یہ کون ہے: عرض کیا گیا کہ یہ علامہ ہے فرمایا: یہ کس چیز کا علامہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ عربوں کے نسب ناموں، ان کی جنگوں اور جاہلی دور کے واقعات کا اور شعر و شاعری کا اور عربی زبان کا! فرمایا: یہ وہ علم ہے جو اپنے عالم (جاننے والے) کو کوئی اخروی فائدہ نہیں پہنچاتا اور جاہل (نہ جاننے والے) کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم تو بس تین ہیں: (۱) آیات محکمات (اصول وعقائد)۔ (۲) فریضۂ عادلہ (واجبات ومحرمات اور اخلاقیات۔ (۳) سنت قائمہ (سنن ونوافل اور آداب) ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زائد ہے۔ (الاصول، اسرار)

مؤلف علام فرماتے ہیں (اس حدیث میں عربی جاننے کی بھی مذمت کی گئی ہے تو) اس سے مراد اس کے پڑھنے میں ضرورت سے زیادہ افراط مراد ہے جیسا کہ لفظ "اعلم الناس بالعربیہ" سے واضح ہے (اور ظاہر ہے کہ کسی بھی چیز میں افراط وتفریط مذموم ہے لہٰذا یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ (بقدرِ ضرورت) عربی پڑھنی چاہیئے۔

۴۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خدا نے نیکو کار اور بدکار لوگوں کو لکھنا اور حساب کرنا تعلیم دے کر ان پر احسان کیا ہے ورنہ وہ مغالطہ میں پڑ جاتے۔ (الفروع)

۵۔ حسان معلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تعلیم (پڑھانے) بارے میں سوال کیا فرمایا: (قرآن وحدیث اور علوم دینیہ) پڑھانے پر اجرت (طے کرکے) نہ لے۔ راوی نے عرض کیا شعر و شاعری اور دیگر رسائل وجرائد وغیرہ پڑھانے پر اجرت مقرر کرلوں؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۶۔ جناب ابن ادریس حلی نے آخر سرائر میں جعفر ابن محمد بن دھقان کی کتاب اور وہ باسناد خود عبدالحمید بن ابوالعلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلے سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص نحو کے پڑھنے میں بہت زیادہ منہمک ہو جائے تو اس سے خشوع و خضوع سلب کر لیا جاتا ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس میں علم نحو کی مذمت کی گئی ہے بلکہ اس میں ضرورت سے زیادہ یعنی افراط کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔ اور یہ افراط تو (ہر چیز میں مذموم ہے حتیٰ کہ) عبادت میں بھی مذموم ہے۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا ایک بار عثمان نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حروف ابجد کی تفسیر دریافت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابجد کی تفسیر لکھو کیونکہ اس میں عجائبات پوشیدہ ہیں۔ افسوس ہے اس عالم سے جو ابجد کی تفسیر سے ناواقف ہے۔ پھر آنحضرتؐ سے اس کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا جہاں تک الف کا تعلق ہے اس سے مراد اللہ کی نعمتیں ہیں۔ باء سے اس کی بہجت اور چمک دمک اور جیم سے اس کی جنت اور اس کا جلال و جمال مراد ہے اور دال سے اس کا دین مراد ہے اور جہاں تک ہوز کا تعلق ہے تو "ہا" ہاویہ (دوزخ) مراد ہے۔ پس افسوس ہے اس پر جو دوزخ میں گر جائیں اور واو سے دوزخیوں کی ویل مراد ہے۔ اور زاء سے جہنم کا زاویہ (گوشہ) مراد ہے پس خدا سے پناہ مانگو اس سے جو کچھ جہنم کے زاویوں اور اس کے گوشوں میں ہے اور جہاں تک حطی کا تعلق ہے تو حاء سے لیلۃ القدر میں طلب مغفرت کرنے والوں سے گناہوں کا حطہ (گرنا) اور جو کچھ جبرائیل اس رات طلوع فجر تک جو فرشتوں کے ساتھ رحمت و برکت لاتے ہیں اس سے مستفید ہونا مراد ہے۔ اور طاء سے طوبیٰ لھم و حسن مآب مراد ہے۔ اور یہ طوبیٰ ایک درخت ہے جسے خدا نے لگایا ہے اور اس میں اپنی خاص روح ڈالی ہے جس کی شاخیں دیوار جنت کے باہر سے دکھائی دیتی ہیں جس کے (پھل فروٹ) اور زیورات اور کپڑوں کے جوڑے جنتیوں کے مونہوں کے اوپر جھکے ہوئے ہیں۔ اور یاء سے خدا کا وہ ید قدرت مراد ہے جو اس کی مخلوق کے اوپر پھیلا ہوا ہے اور خدا ان باتوں سے پاک و پاکیزہ ہے جو مشرک لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں۔ اور جہاں تک کلمن کا تعلق ہے تو ک سے کلام اللہ مراد ہے جس کے کلمات کے لیے کوئی تبدیلی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے سوا کوئی کہیں جائے پناہ ہے اور لام سے اہل جنت کا آپس میں کلام اور صمیمی تحیہ و سلام اور دوزخیوں کی باہمی لعنت و ملامت مراد ہے۔ اور میم سے خدا کا وہ ملک مراد ہے جو دائمی ہے۔ اور جسے زوال اور فنا نہیں ہے اور نون سے نون والقلم وما یسطرون مرآد ہے۔ اور یہ قلم نور کا

ہے اور کتاب بھی نوری ہے اور یہ اس لوح محفوظ میں ہے جس کے پاس اقرب فرشتے ہوتے ہیں۔ وکفی باللہ شہیدا اور جہاں تک سقفص کا تعلق ہے تو سین سے مراد صاع کے بدلے صاع اور فاء سے فص کے عوض فص یعنی جزاء کے عوض جزا مراد ہے۔ یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اور خدا تو اپنے بندوں پر ظلم و جور کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا اور جہاں تک ''قرشت'' کا تعلق ہے تو قاف سے مراد یہ ہے کہ خدا انسان ان کو قرش کر کے روز قیامت کے دن محشور کرے گا اور پھر ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ اور ان پر ہرگز کوئی ظلم وستم نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ لمائی الاخبار کتاب النکاح احکام اولاد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ فرمایا: بچہ سات سال تک کھیلے گا اس کے بعد سات سال تک قرآن (اور اس کے معارف وحقائق) پڑھے گا اور (اس کے بعد) ۲۱ سال تک حرام وحلال کے احکام سیکھے گا۔ (الخصال شیخ الصدوقؒ)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اپنی اولاد کو تیرا کی اور تیراندازی سکھاؤ۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پہلے اپنے نوخیز بچوں کو حدیث پڑھاؤ پہلے اس سے کہ مرجئہ (ان کو بدعقیدہ بنانے میں) تم پر سبقت لے جائیں۔

۱۱۔ جناب سید فخار بن معد موسوی اپنی کتاب الحجۃ علی الذاہب الی تکفیر ابی الطالب میں باسناد خود علی بن احمد بن مسعدہ سے اور وہ اپنے چچا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کو یہ بات پسند تھی کہ جناب ابوطالب کے شعر پڑھے جائیں اور مدوّن کئے جائیں۔ اور فرماتے تھے ان کو پڑھو اور اپنی اولاد کو پڑھاؤ کیونکہ وہ حضور کے دین پر تھے اور ان میں علم کثیر موجود ہے۔ (الحجت علی الذاہب الی تکفیر ابی طالب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از جہاد النفس، باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔ نیز اس سے پہلے (باب ۲۴، ۲۵ میں علوم نجوم پڑھنے کی ضرورت بیان ہو چکی ہے۔ اور اس کے بعد (باب ۱، ۵ از آداب تجارت کے باب ۸۳، ۴۸ از احکام اولاد میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بیع کا عقد (معاملہ کرنے) اور اس کے شروط کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اٹھائیس (۲۸) باب ہیں)

باب ۱

جس چیز کو فروخت کیا جائے اس کا ملکیت میں ہونا یا اس کی فروخت کی (مالک کی طرف سے) اجازت ہونا شرط ہے اور جو چیز مملوکہ نہ ہو اس کی فروخت جائز نہیں ہے اور نہ اس کی قیمت کی ادائیگی واجب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جس میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص جانتے ہوئے خیانت کا مال خریدے وہ خود خیانت کار کی مانند ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے فلاں خاندان کی ایک عورت سے اس خاندان کی کچھ جاگیر خریدی ہے اور اس سے لکھوا لیا ہے کہ اس نے قیمت وصول کر لی ہے۔ حالانکہ ہنوز اس نے قیمت ادا نہیں کی! تو آیا اسے قیمت دے یا نہ؟ فرمایا: ہرگز نہ دے کیونکہ اس عورت نے وہ مال (جائیداد) فروخت کی ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے۔ (التہذیب کذا فی الفروع)

۳۔ محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ نیل کے رہنے والے ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس نے (دریائے) نیل کے دھانے پر کچھ زمین خریدی ہے بیچنے والے کہتے ہیں کہ یہ زمین ان کی ملکیت ہے اور استان والے کہتے ہیں کہ وہ زمین ان کی نہیں ہے؟ فرمایا: اس کے اصلی مالکوں کی رضامندی کے بغیر خرید نہ کر۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا خیانت اور چوری والا مال خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس سے کوئی دوسرا (جائز) مال مخلوط ہو جائے۔ بہرحال (خیانت اور

چوری کا کا عین المال خریدنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ بادشاہ کا مال ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً والسرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بادشاہ کے اس مال سے مراد وہ مال ہے جو عام مسلمانوں کے مشترکہ مال سے حاصل کردہ ہے جیسے جنگ سے فتح کردہ زمین کا محصول، یا مال امام جیسے انفال وغیرہ جس میں شیعیان علیؑ کے لئے رخصت وارد ہوئی ہے۔

۵۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک مکان ہے مگر وہ اس کی ملکیت نہیں ہے اور اس سے پہلے مکان اس کے آباء واجداد کے قبضہ میں تھا مگر وہ برابر کہتے چلے آرہے ہیں کہ یہ ان کی ملکیت نہیں ہے اور اس کے اصلی مالک کا پتہ بھی نہیں ہے آیا وہ اس مکان کو فروخت کرکے اس کی قیمت لے سکتا ہے؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ ایسی چیز کو فروخت کرے جو اس کی ملکیت نہیں ہے! میں نے عرض کیا کہ وہ نہ اس کے اصلی مالک کو پہچانتا ہے نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کس کا ہے اور نہ ہی اس کے ملنے کی کوئی امید ہے تو پھر؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ ایسی چیز کو فروخت کرے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے۔ پھر عرض کیا آیا وہ صرف اس کی سکونت کو فروخت کرسکتا ہے یعنی یوں کہے کہ میں اس کی سکونت فروخت کرتا ہوں کہ اب وہ (مکان) اسی طرح تیرے قبضہ میں رہے گا جس طرح پہلے میرے قبضہ میں تھا؟ فرمایا: ہاں اس طرح فروخت کرسکتا ہے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر والزمانؑ کی خدمت میں ایک مسئلہ ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ہمارے بعض اصحاب کی کچھ جدید جائداد ہے اور اس کے پہلو میں بادشاہ کی بیس سال سے کچھ بنجر جائیداد پڑی ہوئی ہے اس شخص نے اپنی زمین پٹہ پر دی ہے۔ مگر بادشاہ کے آدمی اسکے محصول کے سلسلہ میں اسے اذیت دیتے ہیں اور رقبہ کے حدود کے بارے میں بھی جھگڑتے ہیں اور وہ بنجر رقبہ اس کیلئے ایک مفید ہے کیونکہ وہ اپنی آباد زمین کے بچے ہوئے پانی سے باسانی آباد کرکے اسے مفید بنا سکتا ہے۔ مگر وہ اسکے خریدنے میں اس لیے ہچکچاہٹ کرتا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یہ رقبہ سابقہ بادشاہ کی وقف شدہ زمین سے حاصل کیا گیا ہے تو آیا وہ اسے خرید سکتا ہے تاکہ بادشاہ کے آدمیوں سے اس کا جھگڑا ختم ہوجائے اور اگر جائز نہیں ہے تو بھی فرمائیں تاکہ آپ کے فرمان پر عمل کرے؟ فرمایا: کسی بھی جائیداد کی خریداری جائز نہیں ہے مگر اسکے مالک سے یا اسکے حکم سے یا اس کی رضامندی سے۔ (طبرسی)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی نجران سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چوری کا مال یہ جانتے ہوئے خریدے کہ وہ چوری کا مال ہے تو وہ اس کی

عار و شنار اور گناہ میں (چور کے ساتھ) برابر کا شریک ہے۔ (الفروع التہذیب)

۸۔ ابوعمر سراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس کے پاس چوری کا مال ہے فرمایا: وہ (اصلی مالک کو) تاوان ادا کرنے کا پابند ہے لہٰذا جب تک بیچنے والا گواہ پیش نہ کرے (کہ اس کا اپنا مال ہے) تب تک اس کی خریداری جائز نہیں ہے۔

۹۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی گروہ کے لیے خوراک خریدے مگر وہ اس خریداری کو ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن ان کے لیے اس کا گوشت کاٹا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب علی بن جعفر حمیری سے باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز چرا کر فروخت کر دی آیا وہ خریدار کے لیے حلال ہے؟ فرمایا: اگر تو فروخت کنندہ نے اسے بتا دیا تھا کہ یہ چوری کی ہے تو پھر حلال نہیں ہے اور اگر خریدار کو معلوم نہ تھا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

٭ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۷ و ۷۱ از جہاد النفس اور باب ۴، ۵ از مما یکتسبہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲، ۳ اور ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی۔ نیز قبل ازیں مما یکتسبہ بہ میں خمر و خنزیر کے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ (کہ وہ حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے)۔

باب ۲

جو شخص اپنا مملوکہ اور غیر مملوکہ مال اکٹھا فروخت کرے تو صرف مملوکہ مال کی فروخت صحیح ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن صفار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کے ایک دیہات میں زمین کے کچھ ٹکڑے ہیں اس کے (حج کے لیے) مکہ جانے کا وقت قریب آ گیا ہے مگر اس کا دیہات اس کے گھر سے کچھ فاصلہ پر ہے اور اس کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ دیہات جا کر اپنی زمین کے ٹکڑوں کی حدود معلوم کر سکے۔ لہٰذا وہ یوں کرتا ہے کہ کچھ گواہ مقرر کر کے ان سے کہتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ میں نے فلاں شخص کو فلاں فلاں دیہات اتنی قیمت میں فروخت کر دیا ہے جس کے حدود اربعہ یہ ہیں آیا خریدار کے لیے اس طرح کرنا جائز ہے۔ جبکہ وہ فروخت کرنے والا پورے دیہات کا مالک نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ حصہ کا مالک ہے؟ امام نے اپنے دستخط سے لکھا کہ جو چیز مملوکہ نہ ہو اس کا بیچنا جائز نہیں ہے اور فروخت کرنے والے کے لئے اسے صرف اس کے

مملوکہ مال کی خریداری جائز ہے۔ (التہذیب، کذا فی الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

مالک کے علاوہ کسی اور شخص سے خریداری کرنے کے احکام جبکہ مالک کی اجازت نہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زریق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو آدمی حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا بنی عمار کے ایک شخص کا میرے ذمہ کچھ مال تھا جسے میں نے گواہوں کے ساتھ تحریر لکھ کر دی تھی (کچھ عرصہ کے بعد) اس نے اپنا مال مجھ سے واپس لے لیا۔ مگر میں نے اس سے نہ وہ تحریر واپس لی اور نہ ہی اس سے اپنی برأت ذمہ کی کوئی تحریر لی۔ بلکہ اس پر (اندھا) اعتماد کرتے ہوئے اس سے کہا کہ اس تحریر کو پھاڑ دینا (اور اس نے کہا بہت اچھا) مگر اس نے اس کے پھاڑنے میں سستی کی یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے وارثوں نے اس مال کا مجھ سے مطالبہ کیا اور میرے انکار پر حاکم کے پاس مقدمہ دائر کر دیا اور میری تحریر اور گواہ پیش کر کے میرے خلاف مقدمہ دائر کر دیا اور چونکہ وہ مال بہت سا تھا۔ الغرض میں روپوش ہو گیا مگر قاضی نے کوفہ میں میرے ذریعۂ معاش (جائیداد) کو فروخت کر کے اس سے ان لوگوں کا وہ مال ادا کر دیا اور یہ شخص (جو میرے ہمراہ ہے) تھوڑی سی میری جائیداد خرید کرنے میں مبتلاء ہو گیا اس کے بعد اس مرحوم شخص کے وارثوں نے اقرار کر لیا کہ ان کے والد نے وہ مال مجھ سے واپس لے لیا تھا۔ اور انہوں نے اس شخص سے مطالبہ کیا کہ وہ میری جائیداد واپس کر دے اور وہ اس کی رقم بالاقساط ادا کر دیں گے۔ مگر اس شخص نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف رجوع کیا جائے (اور ان کے حکم پر عمل کیا جائے) یہاں وہ دوسرا شخص (خریدار) بولا "خدا مجھے آپ پر قربان کرے اب میں کیا کروں؟ فرمایا: تو اپنی ادا کردہ قیمت (مرحوم) کے وارثوں سے وصول کر اور اس کے ذریعہ معاش کو اس کے مالک کے حوالے کر اور اس سے دست بردار ہو جا اس نے عرض کیا اگر میں ایسا کروں تو اس کے علاوہ بھی مجھ سے کچھ مطالبہ کر سکتا۔ فرمایا: ہاں تو نے اس کے غلہ سے اور پھل کی قیمت سے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ اس کا تم سے مطالبہ کر سکتا ہے اور تم پر واپس لوٹانا واجب ہے سوائے اس کے جو کچھ تو نے خود کاشت کیا ہے کیونکہ مزارع کو یا اپنی زراعت کی قیمت ادا کی جائیگی یا اس کی کٹائی تک صبر کرنا پڑے گا۔ پس اگر وہ (مالک) صبر نہ کرے تو اس کی قیمت تمہیں واپس کر کے زراعت کا مالک بن جائے گا میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں

اگر اس (خریدار) نے اس میں کوئی مکان بنایا ہو یا کوئی درخت لگایا ہو تو؟ فرمایا: اسے اس کی قیمت ادا کی جائے گی یا اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے اکھیڑ کر لیجائے راوی نے عرض کیا۔ اگر خریداری کے وقت اس زمین میں مکان ہو یا کوئی درخت اور یہ اس مکان کو گرا دے یا درخت کو اکھاڑ دے تو؟ فرمایا: اس صورت میں یا اسے سابقہ حالت پر بحال کرے گا یا اس کی قیمت ادا کرے گا۔ پس جب خریدار صاحب زمین کی ہر چیز (از قسم مکان اور درخت وغیرہ) کی قیمت واپس کرے تو زمیندار پر بھی لازم ہو جائے گا کہ اس خریدار نے اس معیشت کی اصلاح یا کھیتی باڑی پر جو کچھ خرچ کیا ہے اسے پورا پورا ادا کر دے۔ (المجالس والاخبار المعروف بہ امالی شیخ طوسی)

باب ۴

فروخت کردہ مال کی مقدار کا معلوم ہونا واجب ہے لہٰذا مکیل وموزوں اور محدود کا تخمینہ پر فروخت کرنا درست نہیں ہے عقود (اور معاملات) میں گونگے اور لکنت والے آدمی کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا وہ خوراک جس کا تعلق کسی پیمانہ سے ناپنا یا تولنا ہو اس کا تخمینہ سے فروخت کرنا درست نہیں ہے اور یہ خوراک کی ناپسندیدہ فروخت ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے پیمانے سے ناپ کر برابر خوراک خریدی۔ فروخت کرنے والے نے خریدار سے کہا یہ خوراک (جو دوسری جگہ پڑی تھی) بھی مجھ سے خرید لے کہ یہ بھی اسی کے برابر ہے جو تیری خرید کردہ ہے فرمایا: پیمانہ سے ناپنے کے سوا خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جس خوراک کا تعلق پیمانے سے ناپنے سے ہے اس کی تخمینہ سے خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۳۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی کوئی چیز جس کا تعلق ناپنے یا تولنے سے ہے وہ اس کے علاوہ کسی اور طریقہ سے خریدتا ہے (یعنی ناپنے والی چیز کو تول کر یا تولنے والی چیز کو ناپ کر) خریدتا ہے اور پھر اسی کے برابر لیتا ہے تو؟ فرمایا: اس طرح کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ گونگے اور لکنت زدہ آدمی کے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (قرأت کی بحث (باب ۹ از قرأت فی الصلوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور اس قسم کی کچھ اور حدیثیں اسکے بعد (باب ۵ و ۷، ۸، ۹،

۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۲۰، ۲۶ میں اور باب ۲۷ از احکام عقد اور باب ۱۶ و ۱۷ از ربا میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۵

اگر فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے اس چیز کو پیمانہ پر ناپا ہے تو اس کی تصدیق کرتے ہوئے اس کا خریدنا جائز ہے دوبارہ ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب خریدار ان کے ناپنے تولنے کے وقت حاضر ہو مگر یہ آگے ناپے تولے بغیر محض پہلے فروخت کرنے والے کی بات پر اعتماد کر کے بیچ نہیں سکتا۔

(اس باب میں کل تو ۹ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تیل کا ایک سو مشکیزہ خریدتا ہوں مگر وزن صرف ایک یا دو مشکیزوں کا کرتا ہوں پھر سب کا یہی وزن فرض کر لیتا ہوں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ عبدالکریم بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں خوراک خریدتا ہوں اور اسے پیمانہ پر ناپتا ہوں اور میرے ہمراہ ایک شخص ہے جو اس کے ناپنے کے وقت موجود تھا مگر میں نے اسے اپنے لیے ناپا تھا۔ اب وہی شخص مجھ سے کہتا ہے کہ یہ مال مجھے فروخت کر دے۔ تو میں اسی تول پر بھروسہ کر کے اسے فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (الفروع التہذیب)

۳۔ ابن بکیر اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اس طرح کوئی چیز خریدتا ہے کہ بعض کو تو پیمانہ پر ناپتا ہے مگر باقی کو نہیں ناپتا تو؟ فرمایا: یا تو سارا سارا مال ہی فروخت کرنے والے کے قول پر اعتماد کر کے خرید لے یا پھر سب کو ناپ کرلے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے اس طرح خوراک خریدی کہ فروخت کرنے والے نے اس کی جو مقدار بتائی ہم نے اس پر اعتماد کر کے خریدی؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی نے عرض کیا کہ جس طرح میں نے بائع کے قول پر اعتماد کر کے یہ مال خریدا ہے اسی طرح بغیر ناپے تولے آگے فروخت بھی کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ ناپے بغیر اسے فروخت نہ کرو۔ (التہذیب کذا فی الفقیہ)

۵۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص

سے میں نے مخصوص ناپ کے پیمانہ کے مطابق کئی اونٹ کا بوجھ لینا ہے چنانچہ وہ چند اونٹ کا بوجھ میرے پاس بھیج دیتا ہے۔ مگر اس کا ناپ میرے ناپ سے کم ہے؟ اور میں صرف تخمینہ کی بنا پر لے لیتا ہوں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب صاحب مال کے قول کی تصدیق کی جائے۔

۶۔ ابوالعطارد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک شخص سے کئی کرّ (ایک خاص پیمانہ) خوراک خریدتا ہوں اور فروخت کرنے سے پہلے تو مجھے کچھ نقصان ہوتا ہے مگر آخر میں نفع ہوتا ہے اور میں بیچنے والے سے کہتا ہوں کہ مجھے ہر ہر کرّ سے اتنی قیمت کم کر دے تو؟ فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ البتہ وہ اپنی مرضی سے کچھ بوجھ ہلکا کر دے! میں نے عرض کیا کہ اگر وہ میرے نقصان سے زیادہ مجھے معاف کر دے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں حساب کر کے ایک کرّ یا دو نکالتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کہتا ہے کہ تو اپنے ناپ پر اعتماد کر کے یہ مال مجھے دے دے تو؟ فرمایا: اگر وہ تمہیں امین جانتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والفروع)

۷۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا خوراک یا کوئی ایسی چیز جو ناپی یا تولی جاتی ہے میں ناپے تولے بغیر خرید کر سکتا ہوں؟ فرمایا: اگر تم کسی شخص کے پاس جا کر وہ خوراک نفع پر خریدنا چاہو جو پہلے ناپی تولی گئی ہو تو تم اس بیع وشراء میں اس کو بغیر ناپے تولے خرید سکتے ہیں بشرطیکہ پہلے خریدار نے ناپ تول کر دی ہو۔ اور تم اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں تمہارے ناپ تول پر اعتماد کر کے نفع پر تم سے یہ خوراک خرید کرتا ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) اور جو کچھ ظالم غلات وغیرہ لوگوں سے وصول کرتا ہے اسے خریدنے کے بارے میں (باب نمبر ۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ حدیثیں ایسی بھی پہلے گزر چکی ہیں جو بظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں۔ (جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ناپ تول کے بغیر کوئی چیز خریدی جائے اور نہ بیچی جائے) تو یہ استحباب پر محمول ہیں۔

باب ۶

ناپنے تولنے میں کمی کرنا اور مجہول الوزن پیمانے سے بیچنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

علی الرضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگ پیانوں کو چھوٹا بنا کر مال فروخت کرتے ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو چیزیں کم کر دیتے ہیں (جن کی خدا نے قرآن میں مذمت کی ہے اور جہنم کی دھمکی دی ہے۔) (الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی شخص کے لیے یہ چیز جائز نہیں ہے کہ وہ اس شخص کے صاع (ایک خاص پیانہ) سے کم صاع سے ناپ کر فروخت کرے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از مقدمہ معاملات، باب ۴۶ اور جہاد بالنفس، باب ۴۱ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۴ میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ اور باب ۱، ۷ از آداب التجارہ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۷

جب بادام کا گننا ممکن نہ ہو تو کسی پیانے سے ناپنا (یا تولنا) اور اس کے حساب سے لینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سلطان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ہم بادام شمار نہیں کر سکتے آیا یہ جائز ہے کہ ایک پیانہ سے انہیں ناپ (یا تول) لیا جائے پھر اس کی تعداد گن لی جائے اور باقی ماندہ بادام اسی حساب سے ناپ یا تول کر لے لیے جائیں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۸

جو دودھ ہنوز تھن میں ہے (اور اس کی مقدار معلوم نہیں) اس کا کسی معلوم (المقدار) چیز کے ساتھ ملا کر فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس چوپائے ہیں اور وہ ان کا دودھ بغیر ناپے تولے فروخت کرتا ہے؟ فرمایا: وہ سب کا سب یا اس میں سے کچھ اس طرح فروخت کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب اس کا کوئی ضمیمہ (معلومہ) ہو۔

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا وہ دودھ خریدا جا سکتا ہے جو ہنوز تھن میں ہے؟ فرمایا: نہ مگر یہ کہ ایک پیالی بھر دودھ دوھ کر خریدار سے کہے کہ یہ دودھ کہ پیالی اس دودھ

کے ساتھ جو ہنوز تھن میں ہے اس معین قیمت کے عوض خرید لے پس اس طرح اگر (بالفرض) تھن میں کچھ دودھ نہ بھی ہو تو اس قیمت کا عوض وہی دودھ بن جائے گا جو پیالی میں ہے (کتب اربعہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۹

گائے بکری کا ضریبہ (روزینہ) پر دینے کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے پاس کچھ بکریاں ہیں جنہیں وہ کسی کو ایک سال تک ضریبہ کے طور پر دیتا ہے کہ وہ ہر بکری کے عوض کچھ معین درہم یا کوئی معین چیز (جیسے اون وغیرہ) اسے دے گا؟ فرمایا: اگر درہم ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اگر گھی ہو تو میں اسے پسند نہیں کرتا۔ (الفروع، التہذیب الاستبصار)

۲۔ ابراہیم بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم ایک چرواہے کو بکریاں دیتے ہیں جو ان کو پہاڑوں میں چراتا ہے اور ان کی اون اور دودھ اسی کا ہوتا ہے۔ اور وہ ہر بکری کا عوض ہمیں چند معین درہم دیتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے! میں نے عرض کیا مسجد والے تو کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ بکریاں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن کی اون اور دودھ نہیں ہوتا؟ فرمایا: یہی چیز تو اسے اس کام پر آمادہ کرتی ہے کہ بعض کا دودھ نہیں ہوتا اور بعض کا ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص دوسرے آدمی کو اپنی بکریاں دیتا ہے اور ان کے عوض اس سے کچھ معین گھی اور کچھ درہم لیتا ہے یعنی ہر بکری کے عوض ہر چھ ماہ کے بعد کچھ مقدار وصول کرتا ہے؟ فرمایا: درہم میں کوئی مضائقہ نہیں مگر میں گھی کو پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ بکریاں بہت دودھیل ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس کچھ بکریاں ہیں جن کو وہ دوھتا ہے؟ اس کے پاس ایک آدمی پانچ سو رطل یا اس سے زیادہ دودھ (نقد) پر خریدتا ہے ہر سو رطل کی مقررہ قیمت پر پھر وہ اس سے ہر روز سو رطل (دودھ) لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس طرح وہ پوری مقدار لے لیتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (التہذیب)

۵۔ اسماعیل بن فضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دوسرے کو کچھ گائے یا بکریاں اس شرط پر دیتا ہے کہ وہ ہر سال ان کے دودھ اور بچوں میں سے اتنا اتنا دیگا تو؟ فرمایا: یہ

معاملہ مکروہ ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۱۰

جو (بچے) ہنوز چوپاؤں کے پیٹ میں ہیں ان کا کسی (معلوم) چیز کے ضمیمہ کے ساتھ بیچنا جائز ہے مگر تنہا بیچنا یا انہیں کسی چیز کی قیمت قرار دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جس نے ایک شخص سے سو بھیڑ کی اون مع ان کے حمل کے (ان بچوں کے جو ہنوز ان کے پیٹ میں ہیں) معلوم درہم کے عوض خریدی ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر ان کے پیٹ میں کچھ بھی نہ ہو تو اس کی قیمت کا عوض اون بن جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد خود قاسم بن سلام سے اور وہ اپنے اسناد متصل سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "مجر" کی ممانعت فرمائی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کو اس حمل کے عوض فروخت کیا جائے جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے۔ نیز "ملاقیح" اور "مضامین" سے بھی مناہی فرمائی۔ اور ملاقیح سے مراد جنین ہے (یعنی وہ بچے جو ہنوز ماں کے پیٹ میں ہیں)۔ اور مضامین سے مراد وہ کچھ ہے جو ہنوز سانڈوں کی پشتوں میں ہے کیونکہ اس عہد میں لوگ اونٹنی کے جنین اور جو کچھ ایک سانڈ ایک سال میں یا کئی سالوں میں جفتی کرے گا تو فروخت کیا کرتے تھے۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبل الحبلہ سے بھی منع فرمایا۔ اور اس سے مراد اس بچے کا بچہ ہے جو بچہ ہنوز ماں کے پیٹ میں ہے۔ کیونکہ اس میں بھی دھوکہ ہے (معانی الاخبار)

۳ حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی ایسی سواری کے ایک جانور کو ان دس دس بچوں کے عوض فروخت نہ کرو جو اونٹ کی اولاد سے آئندہ سال پیدا ہوں گے۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۱۱

کسی بھگوڑے جانور کو تنہا فروخت کرنا جائز نہیں ہے مگر کسی معلوم چیز کے ساتھ ملا کر فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ باسناد خود رفاعہ نخاس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی

خدمت میں عرض کیا کہ میں کچھ لوگوں سے ان کی بھگوڑی کنیز خریدوں اور انہیں قیمت ادا کر کے خود تلاش کروں تو کیا ایسا کرنا روا ہے؟ فرمایا نہیں اس طرح اس کا خریدنا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تم ان سے اس کے ہمراہ کوئی کپڑا یا کوئی اور مال و متاع خریدو اور ان سے کہو کہ میں تم سے تمہاری یہ کنیز اور یہ چیز اتنے درہم کے عوض خریدتا ہوں۔ تو یہ جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک بھگوڑے غلام کو خریدتا ہے تو؟ فرمایا ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز خریدے۔ اور یوں کہے کہ میں تم سے یہ چیز اور وہ غلام اس قیمت پر خریدتا ہوں۔ اس طرح اگر وہ غلام نہ بھی مل سکا تو یہ دوسری چیز اس قیمت کا عوض بن جائے گی۔

(التہذیب الفقیہ، الفروع)

باب ۱۲

جو کچھ شکاری اپنے جال میں پھنساتا ہے اس کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان سرکنڈوں، مچھلیوں اور پرندوں کا فروخت کرنا جائز ہے جو جنگل میں ہیں مگر یہ کہ ان کے ساتھ کسی معلوم چیز کا ضمیمہ کیا جائے اور مجہول چیز اور غیر معلوم مقدار کی فروخت کا حکم؟

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے شکاری کے جال میں جو کچھ ہے اس طرح اس کے خریدنے کی ممانعت فرمائی۔ کہ کہے کہ تو جال بچھا۔ بس جو کچھ اس میں آ جائے وہ اتنی قیمت پر میرا مال ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ احمد بن محمد بن ابونصر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کوئی جھاڑی ہو اور اس میں سرکنڈے ہوں تو اگر اس سے کچھ مچھلی نکالی جائے تو اسے اور جو کچھ اس جھاڑی میں ہے اسے فروخت کیا جا سکتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ ابو مخلد سراج بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ معتب داخل ہوئے اور عرض کیا کہ دروازہ پر دو آدمی کھڑے ہیں فرمایا: انہیں اندر بلاؤ۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور ان میں سے ایک نے کہا: میں قصاب ہوں اور میں بکری ذبح کرنے سے پہلے کھال کے ٹکڑے فروخت کرتا ہوں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر ان بکریوں کی نسبت دے دو کہ یہ بکری فلاں زمین کی ہے اور یہ فلاں زمین کی۔ (الفروع)

۴۔ اسماعیل بن مفضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص پہاڑوں کی چوٹیوں، کھجوروں، اور پرندوں کو پٹہ پر لیتا ہے مگر اسے کچھ معلوم نہیں کہ یہاں کوئی موجود بھی ہے یا نہ؟ آیا وہ ایک خریدے؟ اور ایک پٹہ پر لے؟ فرمایا: جب اسے علم ہو جائے کہ ان چیزوں میں سے کوئی ایک چیز موجود ہے تو اسے خرید بھی سکتا ہے اور پٹہ پر بھی لے سکتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جھاڑی کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب اس میں سرکنڈے ہوں۔ (التہذیب)

۶۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک جھاڑی ہے جس میں کوئی سرکنڈا نہیں ہے بلکہ صرف پانی ہے اس کا خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: مٹھی بھر مچھلی کا شکار کرو۔ اور کہو میں تم سے یہ مچھلی اور جو کچھ اس جھاڑی میں ہے اسے اتنی قیمت پر خریدتا ہوں۔ (التہذیب)

۷۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب دستاویز[1] کی فروخت کو اس کے قبض کرنے سے پہلے مکروہ (ناپسند) جانتے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ منہال قصاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک بکری خریدتا ہوں یا ایک جماعت مل کر ایک بکری خریدتی ہے پھر وہ (فروخت کرنے والا) ایک مکان کے اندر داخل ہو جاتا ہے پھر دروازہ پر کھڑا ہو جاتا ہے پھر ایک دو، تین چار اور پانچ بکریاں باہر کھینچتا ہے اور پھر قرعہ اندازی کرتا ہے (کہ کون سی بکری دے؟) تو؟ فرمایا: یہ درست نہیں ہے۔ قرعہ اندازی تو وہاں ہوتی ہے جہاں تقسیم برابر ہو (جب بکریوں کی قیمت میں فرق ہے تو پھر قرعہ اندازی چہ معنی دارد؟) (التہذیب، الفروع)

۹۔ عبدالاعلیٰ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس چیز کی قرعہ اندازی کو (صرف اوصاف کے بیان کرنے پر) مکروہ جانتے تھے جو دیکھی نہ گئی ہو۔ (التہذیب)

۱۰۔ محمد بن حنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سو بکریاں اس شرط پر خریدتا ہے کہ وہ ان میں سے ایسی ایسی بکریوں کو تبدیل کر دے گا؟ فرمایا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(التہذیب، الفروع)

---

[1] اس زمانہ میں یہ رواج تھا کہ حکومت سے لوگوں کو سالیانہ یا ماہوار کی سند مل جاتی تھی کہ اتنے عرصہ کے بعد ان لوگوں کو اتنی رقم ادا کر دی جائے گی تو لوگ ان سندوں کو رقم وصول کرنے سے قبل دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے اس کی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن زید سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث المناہی میں ایک ہی معاملہ میں بیع (نقد) اور ادھار سے مناہی فرمائی۔ اور ایک ہی بیع میں دو بیعوں کی ممانعت فرمائی۔ اور جو چیز پاس موجود نہ ہو اس کے فروخت کرنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ اور جس چیز (کے پیش کرنے) کی ضمانت نہ دی جا سکے اس کے فروخت کرنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ (الفقیہ)

۱۲۔ قاسم بن سلام اپنے اسنادِ متصل سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے (حدیث مناہیؑ) میں بیع منابذہ، ملامہ اور بیع حصاہ کی ممانعت فرمائی۔ اور بیع منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے تو کپڑا یا کوئی اور چیز میری طرف پھینک یا پھر میں پھینکتا ہوں پس اس سے اتنی قیمت پر بیع واجب ہو جائے گی، اور بیع ملامہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ جب تو نے میرے کپڑے کو چھو لیا یا میں نے تیرے کپڑے کو ہاتھ لگا دیا۔ تو اتنی قیمت پر بیع پکی ہوگئی، اور اس کے بعد اور معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ مال و متاع کپڑے کے پیچھے سے فروخت کیا جائے اور اسے دیکھا بھی نہ جائے۔ اور بیع حصاہ یہ ہے کہ جب تو نے کنکری پھینک دی تو بیع لازم ہوگئی الغرض اس قسم کی خرید و فروخت جاہلیت کے دور میں ہوتی تھی جس کی بانی اسلامؐ نے ممانعت فرما دی کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔ (معانی الاخبار)

باب ۱۳

بھوسہ فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک کھلیان کا بھوسہ (معین قیمت پر) خرید لیتا ہے اور قبل اس سے کہ کھلیان کا بھوسہ گاہا جائے اور اسے اپنے قبضہ میں لیا جائے اس سے پہلے اور خوراک (دانوں کے) پیمانہ سے ناپے جانے سے پہلے اسے فروخت کر دیتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ الفروع)

باب ۱۴

خرید و فروخت کرنے والے کا عاقل و بالغ اور راشد ہونا شرط ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حمزہ بن عمران حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب لڑکی نو سال کی ہو جائے اور اس کی شادی بھی ہو جائے اور مدخولہ بھی ہو جائے تو اس کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔ اب اس کا مال اس کے حوالہ کیا جائے گا۔ اور اس کی خرید و فروخت نافذ ہوگی۔ اور لڑکا جب تک پندرہ ۱۵ سال کا نہ ہو جائے تب تک نہ یتیمی سے نکلے گا اور نہ ہی اس کی خرید و فروخت نافذ ہوگی۔ مگر یہ کہ اس (پندرہ سال) سے پہلے اسے احتلام ہو یا اس کا شعور پختہ ہو جائے یا اس کے زیر ناف بال اُگ آئیں۔ (الفروع، السرائر)

۲۔ ہشام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ کسی یتیم کی یتیمی احتلام آنے سے ختم ہو جاتی ہے اور اسے ہی رشد (عمر کی پختگی) کہا جاتا ہے اور اگر اسے احتلام تو آئے مگر اس کی عقلمندی مکمل نہ ہو بلکہ سفیہ (بیوقوف) یا ضعیف العقل ہو تو اس کا ولی اس کا مال اس کے حوالے نہ کرے۔ (الفروع)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (کوئی لڑکا) اپنی پختگی کو پہنچ جائے یعنی اس کے تیرہ سال مکمل ہو جائیں اور چودھویں میں داخل ہو جائے تو اس پر وہ سب کچھ واجب ہو جاتا ہے جو مسلمانوں پر ہوتا ہے خواہ اسے احتلام آئے یا نہ آئے، اب اس کے (نامہ اعمال میں) برائیاں اور اچھائیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اس کا ہر معاملہ نافذ ہوتا ہے مگر یہ کہ (اس عمر کو پہنچنے کے باوجود) وہ ضعیف (العقل) یا سفیہ ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات (چودھویں سال میں داخل ہونے والے کا بالغ ہونا) اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس عمر میں زیر ناف بال اُگ آنے کی وجہ سے وہ بالغ ہو جائے۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمہ العبادات (نمبر ۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد طلاق (باب ۳۲، ۴۴) میں، عتق (باب ۲۰) میں اور حجر (باب ۱، ۲) میں (اور وصایا باب ۴۴ و ۴۵ میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۵

یتیم کے ولی شرعی یعنی باپ اور دادا کا یتیم کے مال اور اس کی کنیزوں کو فروخت کرنا جائز ہے جبکہ اس (یتیم) کی اس میں مصلحت ہو۔ اگرچہ اسے اس کی وصیت نہ کی گئی ہو نیز وہ اس سے کچھ اپنے لئے خرید بھی سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے اور میرے درمیان رشتہ داری تھی وہ اپنی صغیر السن اولاد چھوڑ کر وفات

پا گیا۔ اور کچھ غلام اور کنیزیں بھی تھیں۔ مگر کوئی وصیت نہیں کر گیا۔ تو آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرمائیں گے جوان (بچوں) سے کوئی کنیز خرید کر اسے ام الولد بنائے اور ان (غلاموں) کو فروخت کرے؟ امام نے فرمایا: اگر ان کا کوئی ولی (سرپرست) ہے جو ان کے معاملات کی دیکھ بھال کرتا ہے تو وہ ان کو فروخت کر سکے گا۔ اور نگرانی کرے گا اور وہ ماجور و مثاب ہوگا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جوان سے کنیز خرید کر اسے ام ولد بنائے؟ فرمایا: جب ان کا ولی اور ان کی مصلحت کا نگران اسے فروخت کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پس جب ان کا ناظر و نگران فروخت کرے (تو ان کو بڑے ہو کر) اسے واپس لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸۸ از وصایا اور باب ۱۱ اور عقد نکاح میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۶

جب یتیموں کا کوئی ولی اور وصی نہ ہو تو بعض عادل (اہل ایمان) یتیموں کی مصلحت کی صورت میں ان کا مال اور ان کے غلام فروخت کر سکتے ہیں اور ان سے خرید بھی سکتے ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص وصیت کیے (اور کسی کو وصی بنائے) بغیر مر گیا اور چھوٹی چھوٹی اولاد نرینہ چھوڑ گیا۔ اور کچھ غلام اور کنیزیں بھی چھوڑ گیا۔ آیا اس کی کنیزیں فروخت کی جاسکتی ہیں؟ فرمایا: ہاں! پھر سوال کیا کہ ایک شخص وصیت کئے بغیر مر گیا اور اولاد چھوڑ گیا جس میں سے کچھ چھوٹے اور کچھ بڑے ہیں! تو آیا اس کے غلاموں یا اس کے مال و متاع کی خریداری جائز ہے جبکہ اس فروخت کرنے کا متولی قاضی نہ ہو یا قاضی صاحب یہ کام انجام تو دے مگر اسے خلیفہ نے مقرر نہ کیا ہو۔ آیا وہ خریداری جائز ہے یا نہ؟ فرمایا: جب مرنے والے کی بڑی اولاد قاضی کے ساتھ ہو اور (دیگر) وارث بھی راضی ہوں اور کوئی عادل اپنی نگرانی میں یہ کام انجام دے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص اپنی چھوٹی اولاد اور مال و متاع اور کنیزیں چھوڑ کر اور کسی کو وصی بنائے بغیر انتقال کر گیا اور اس کا معاملہ کوفہ کے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور اس نے عبدالحمید کو ان کا ناظر و نگران مقرر کر دیا تو عبدالحمید نے مال و متاع کو فروخت کر دیا۔ مگر جب کنیزوں کو فروخت

کرنے کی نوبت آئی تو اس کا دل کمزور پڑ گیا کیونکہ معاملہ فروج کا تھا اور مرنے والے نے اسے وصی بنایا نہیں تھا بلکہ قاضی نے اسے نگران مقرر کیا تھا تو یہ معاملہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر کے یہ مذکورہ بالا تمام صورت حال پیش کر کے اس کا حل چاہا؟ امام نے فرمایا: جب وہ ناظر و نگران تم اور عبدالحمید جیسا (عادل اور ذمہ دار) ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۷

مبیع (فروخت کردہ مال) کا آزاد ہونا شرط ہے اور وقف کی فروخت کا حکم؟

اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں نے دو ہزار درہم میں کچھ زمین خریدی ہے جو میری جائداد کے پہلو میں تھی جب میں قیمت ادا کر چکا تو مجھے اطلاع دی گئی کہ یہ زمین تو وقف ہے تو؟ فرمایا: وقف (جائداد) کی خریداری جائز نہیں ہے اور اس کا غلہ اپنے مال میں شامل نہ کر۔ اور اسے ان لوگوں کو لوٹا دے جن پر وقف ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس کے مالک (جس پر وقف ہے) کا کوئی علم نہیں تو؟ فرمایا: پھر اس کے غلہ کو صدقہ کر دے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد وقف (باب ۶) میں بیان کی جائیں گے۔ انشاء اللہ

باب ۱۸

قیمت کا معین ہونا شرط ہے اور اس شخص کا حکم جو اپنی صوابدید پر قیمت دینے پر لونڈی خرید کر کے اس سے مباشرت کرے؟

اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ نخاس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سے اس کی کنیز کا سودا کرنا چاہا اور اس سے قیمت دریافت کی۔ اور اس نے میری صوابدید پر میرے ہاتھ فروخت کر دی۔ چنانچہ میں نے کنیز لے لی اور پھر اس کے پاس ایک ہزار درہم بھجوا دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ تو نے میری صوابدید پر فروخت کی تھی تو میرا فیصلہ ایک ہزار درہم ہے لہٰذا اسے قبول کریں۔ مگر اس نے یہ قیمت قبول کرنے سے انکار کر دیا جبکہ میں یہ رقم بھیجنے سے پہلے اس کنیز سے ہمبستری بھی کر چکا تھا؟ فرمایا: (جاننے والوں سے) اس کنیز کی صحیح قیمت لگوائی جائے پس اگر اس کی قیمت اس سے زیادہ ہو جو تو نے بھیجی تھی۔ تو زیادہ مقدار اسے بھیج دو۔ اور اگر تم نے زیادہ رقم بھیجی ہے تو وہ تمہاری ہے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اگر اس سے مباشرت کرنے کے

بعد مجھے معلوم ہو کہ اس میں کچھ عیب ہے تو؟ فرمایا: (مقاربت کے بعد) تم اسے واپس تو نہیں کر سکتے البتہ تم اس کے صحیح اور عیب دار ہونے میں قیمت کا جو تفاوت ہے تم وہ واپس لے سکتے ہو۔ (الفقیہ، التہذیب الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۳ از احکام عقود) اور کچھ بیع ثمار (باب ۵) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۱۹

مساوی الاجزاء مجموعہ میں سے ایک مقررہ مقدار کا فروخت کرنا جائز ہے اور اگر اس مجموعہ میں سے کچھ تلف ہو جائے تو اس کا حکم؟ اور ایجاب وقبول کا صیغہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے دس ہزار گٹھے سرکنڈوں کے ایک ہزار درہم پر خریدے جبکہ وہ یہ سرکنڈے سرکنڈوں کے ایک انبار میں موجود تھے جن کی مقدار تیس ہزار گٹھا تھی چنانچہ بائع نے کہا کہ میں ان سرکنڈوں سے دس ہزار گٹھہ (ایک ہزار درہم کے عوض) فروخت کرتا ہوں اور خریدار نے کہا کہ میں قبول کرتا ہوں اور اس پر راضی ہوں۔ چنانچہ اس نے ایک ہزار درہم دے دیا اور ایک شخص کو اپنا نمائندہ بنایا کہ وہ بائع سے سرکنڈے لے جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ رات ان سرکنڈوں کو آگ لگ گئی تھی اور صرف دس ہزار گھٹہ بچ گئے ہیں۔ اور باقی سب جل کر راکھ ہوگئے ہیں تو؟ امام نے فرمایا: وہ دس ہزار گٹھہ جو بچ گیا ہے وہ خریدار کا ہے۔ اور جو جل گیا وہ بائع کا مال تھا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ از احکام عقود میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ اور یہ حدیث صریح ہے کہ ایجاب وقبول کا صیغہ ماضی کے ساتھ ہونا چاہیے۔ مگر مصحف کی بیع کے سلسلہ میں گزر چکا ہے کہ وہاں مضارع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ مگر وہاں احتمال ہے کہ وہ ایجاب سے پہلے واقع ہوا ہے۔

باب ۲۰

تراضی طرفین سے گھی اور تیل سے ان کے برتنوں کے لیے (تخمیناً اس طرح کاٹ کرنا جائز ہے جس میں کمی وبیشی کا احتمال ہو)۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین حدیثوں کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ معمر زیات کو سنا کہ وہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ پوچھتے ہوئے کہ رہے تھے میں آپ پر قربان ہو جاؤں گھی اور تیل کے برتنوں کے لیے ہر ہر برتن کے لیے اتنا اتنا وزن کاٹا جاتا ہے۔ پس (عند التحقیق) بعض اوقات وہ برتن اس سے زیادہ ہوتا ہے اور بعض اوقات کم تو؟ فرمایا: جب تمہاری رضامندی سے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کی کہ ایک شخص "ناسیہ" اور "جوالق" ظروف سمیت کچھ ساز و سامان تول کر خریدتا ہے اور کہتا ہے کہ ناسیہ اور جوالق کے لئے ایک رطل یا اس سے کم و زیادہ کاٹ لو؟ تو آیا یہ بیع و شرا درست ہے؟ فرمایا: جب ناسیہ اور جوالق کا صحیح وزن معلوم نہ ہو تو پھر تراضی طرفین سے کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ معمر زیات نے عرض کیا کہ ہم مشکیزوں سمیت تیل خریدتے ہیں اور مشکیزوں کی وجہ سے کچھ مقدار کاٹ لی جاتی ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ مقدار کم و بیش ہوتی رہتی ہے (کہ اصل وزن سے کبھی زیادہ اور کبھی کم) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ہمیشہ زیادہ ہی ہوتی ہے کم نہیں ہوتی تو پھر اس کے نزدیک مت جاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۱

صحت بیع کی شرط ہے کہ مبیع (فروخت کردہ مال) کی ملکیت بائع (فروخت کنندہ) سے مخصوص ہو اور جنگ سے فتح شدہ زمین کو فروخت کرنے کا اور اہل ذمہ کی زمین خریدنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں اور وہ زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ جزیہ والی زمین زمینداروں سے خریدنی کیسی ہے؟ فرمایا: اگر (ایسا کیا تو) وہ زمین تم سے زبردستی لے لی جائے گی، یا اس کا خراج تمہیں ادا کرنا پڑے گا! عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ پھر امامؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم خرید لو، کیونکہ تمہارا حق اس سے زیادہ ہے۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں) اگر اہل ذمہ سے وہ زمین خریدی جائے جس میں انہوں نے کام کیا ہے اور (مردہ زمین کو) زندہ کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اہل ذمہ کا مال ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام) میں سے ایک امام علیہ السلام) سے پوچھا کہ یہود و نصاریٰ کی زمین کی خریداری کیسی ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ بستیوں کی (مشترکہ) زمین کی کیا حیثیت ہے؟ فرمایا: وہ تمام مسلمانوں کی مشترک ہے جو آج موجود ہیں (ان کی بھی اور جو کل ملک اسلام میں داخل ہوں گے ان کی بھی اور جو ہنوز پیدا نہیں ہوئے ان کی بھی! میں نے عرض کیا زمینداروں سے اس کی خریداری کیسی ہے؟ فرمایا: جائز نہیں ہے مگر یہ کہ تم اس طرح ان سے خرید و کہ تم اسے تمام مسلمانوں کے لیے قرار دے دو گے۔ پس جب بھی ولی الامر چاہے گا اسے اپنے قبضہ میں لے لے گا میں نے عرض کیا کہ اگر وہ (ولی الامر) اس سے لے لے تو؟ فرمایا: اس کا راس المال (اس کی ادا کردہ قیمت) اسے دے دے گا اور جو کچھ اس کا غلہ (وغیرہ) اس نے کھایا ہے وہ اس کے کام کاج کا معاوضہ سمجھا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ ابوالربیع شامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا بستیوں والے لوگوں کی زمین نہ خریدو مگر اس سے جو ذمی ہو کیونکہ وہ تمام مسلمانوں کا مال فئے ہے (التہذیب، الفقیہ)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص خمس سے کچھ خریدے تو خدا اس سے کبھی اسکی عذرخواہی قبول نہیں کرے گا کیونکہ اس نے وہ چیز خریدی ہے جو (اسکے لئے) جائز نہیں تھی (التہذیب)

۷۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اہل ذمہ کی زمین خریدنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اب تم بمنزلہ ان کے ہو جاؤ گے پہلے جو کچھ وہ ادا کرتے تھے اب تم ادا کرو گے۔ (التہذیب)

۸۔ محمد بن شریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا خراجی زمین کا خریدنا کیسا ہے؟ امام نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا: خراجی زمین تمام مسلمانوں کی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ایک آدمی خریدتا ہے اور اس کا خراج اس کے ذمہ ہوگا۔ (ادا کرتا رہے گا)؟ فرمایا: اس طرح کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس کے عیب سے شرم کرے (کہ لوگ کہیں گے کہ اس نے خراجی زمین خریدی ہے) (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے جہادِ عدو (باب ۷۱) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد احیاء اموات (باب ۴ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۲۲

وہ چراگاہ جو آدمی کی ملکیت میں اُگے اس کی حفاظت کرنا اور اسے فروخت کرنا جائز ہے مگر جو جگہ تمام مسلمانوں کے درمیان مشترک ہو وہاں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ادریس بن زید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے سوال کیا اور عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ہماری جائیدادیں ہیں۔ ان کے علیحدہ علیحدہ حدود ہیں اور ہمارے چوپائے ہیں ان جائیدادوں میں چراگاہیں ہیں اور ہم میں سے ایک شخص کی بھیڑ بکریاں اور اونٹ ہیں اور اسے ان چراگاہوں کی ضرورت ہے۔ تو وہ اپنی ضرورت کے تحت ان چراگاہوں کی حفاظت کرسکتا ہے؟ فرمایا: جب (چراگاہ والی) زمین اس کی اپنی ہو تو پھر اس کی حفاظت کر کے اسے اپنی ضرورت پر صرف کرسکتا ہے میں نے پھر عرض کیا اور اگر وہ چراگاہ کو بیچنا چاہے تو آیا بیچ بھی سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب زمین اس کی اپنی ہے تو پھر (اس میں واقع چراگاہ) کو بھی فروخت کرسکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ یونس بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی کی جائداد میں پہاڑ واقع ہے جو فروختنی ہے (کہ اس پر گھاس پھوس ہوتا ہے) اس کا ایک برادر مسلمان جس کی بکریاں ہیں اور اسے پہاڑ کی ضرورت ہے وہ اس کے پاس آتا ہے (اور خریداری کی خواہش کرتا ہے) تو آیا جائداد کے مالک کے لیے اسے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے جس طرح کہ غیر مسلمان کے ہاتھ فروخت کرتا ہے؟ یا اگر وہ رقم کے بغیر اس کا مطالبہ کرے تو اس کے مطالبہ کو رد کرسکتا ہے؟ الغرض اس کی اس پہاڑ کے معاملہ میں پوزیشن کیا ہے؟ فرمایا: برادر مسلمان کے ہاتھ اس کی فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ پہاڑ اس کا نہیں ہے (کیونکہ وہ انفال میں سے ہے) ہاں البتہ وہ غیر مسلمان کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادیہ نشینوں کے بارے میں فیصلہ کیا تھا کہ وہ ضرورت سے زیادہ پانی کو نہ روکیں (اور ضرورت سے زیادہ گھاس فروخت نہ کریں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وہ (پانی اور گھاس) ان کی ملکیت نہ ہو (یا اگر ملکیت ہو تو یہ) استحباب پر محمول ہے نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد احیاء موات (باب ۵، ۶ و ۷) میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲۳

اس معدنی چیز کا فروخت کرنا جائز ہے جو آدمی کی مملوکہ زمین میں ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مصدق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کان میں سے سونا مع اس کی مٹی کے خریدنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب الخمس میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

پانی جب کسی کی ملکیت ہو تو اس کا فروخت کرنا جائز ہے اگرچہ مسلمان کو مفت دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی دوسرے چند آدمیوں کے ساتھ ایک چشمہ سے پانی پینے میں شریک ہے۔ اگر وہ اس پانی سے بے نیاز ہو جائے تو آیا وہ اپنا حصہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! چاہے تو چاندی کے عوض فروخت کرے اور چاہے تو گندم کے عوض (کتب اربعہ)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "نطاف اور اربعاء" کی ممانعت فرمائی ہے اربعاء یہ ہے کہ مشترکہ طور پر بند باندھا جائے اور اس سے پانی لے کر زمین کو سیراب کیا جائے اور پھر ایک شخص اس سے بے نیاز ہو جائے۔ فرمایا: اسے فروخت نہ کر بلکہ اپنے پڑوسی کو عاریۃ دے دے۔ اور نطاف یہ ہے کہ آدمی کا (چشمہ وغیرہ میں) پانی پینے کا حق ہو اور وہ اس سے بے نیاز ہو جائے، فرمایا: اسے فروخت نہ کر اپنے (دینی) بھائی یا پڑوسی کو عاریۃ دے دے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے (کہ انسانی ہمدردی کی بنا پر اسے فروخت نہیں کرنا چاہیے) یا پھر اس صورت پر محمول ہے کہ وہ پانی اس شخص کی ملکیت نہ ہو بلکہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ ہو۔ (ورنہ اس کی بیع وشرا جائز ہے)۔

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک قوم کا مشترکہ چشمہ ہے جس سے ہر شخص کا پانی پینے (یا دیگر استعمال میں

لانے) کا مقررہ حصہ ہے تو ان میں سے ایک شخص اپنا حصہ درہم یا خوراک کے عوض فروخت کرنا چاہے تو؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵ و ۶، ۷ از احیاء موات میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲۵

جس چیز کا ذائقہ چکھا جاتا ہے اس کے خریدنے سے پہلے اس کا ذائقہ چکھ کر معین کرنا مستحب ہے اور دیکھے بغیر خریدنا یا جو چیز خریدنی نہ ہو اس کا چکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص ایسی چیز خریدتا ہے جو چکھی جاتی ہے آیا وہ خریدنے سے پہلے چکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اسے چاہئے کہ چکھے ہاں البتہ جو نہ خریدنی ہو اسے نہ چکھے۔ (التہذیب، المحاسن)

۲۔ عبد الاعلیٰ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ان دیکھی چیز کی خریداری کو مکروہ جانتے ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مقصد پر فی الجملہ دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد خیار (باب ۱۸ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲۶

کسی مجہول پیمانہ سے یا شہر کے مروجہ پیمانہ کے علاوہ کسی اور پیمانہ سے ناپنا تراضیٔ طرفین کے بغیر جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے شہر کے (مروّجہ) صاع کے سوا کسی اور صاع سے ناپ پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے شہر کے مروّجہ صاع کے علاوہ کسی اور صاع سے (ناپ کر) کوئی چیز

فروخت کرے، کیونکہ ایک شخص کسی کلّی کو ایک مدّ مزدوری پر (سامان اٹھوا کر) لاتا ہے اور پھر اسے اپنے گھر کے مدّ سے ناپ کر مد دے دیتا ہے تو ممکن ہے کہ اس کا گھریلو مدّ بازار والے مدّ سے کم ہو جسے وہ (کُلّی) قبول نہ کرے۔ مگر وہ اسے امین سمجھ کر قبول کر لیتا ہے اس لیے ایک ہی مدّ ہونا چاہئے (فرمایا) اور من (دو رطل کا ایک پیمانہ) کا بھی یہی حکم ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴، ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

راستہ کا فروخت کرنا اور اسے اپنی ملکیت میں داخل کرنا حرام ہے مگر یہ کہ وہ بائع کی ہی ملکیت ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو العباس بقباق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر راستہ کشادہ ہو۔ تو جب راستہ کو نقصان ہی نہ پہنچے تو اس میں سے کچھ لیا جا سکتا ہے۔ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

۲۔ حسن بن علی احمری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے گھر کے ایک طرف دیواروں کے درمیان کچھ خالی جگہ پڑی ہے جس کے مالک کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ تو آیا اسے اپنے گھر میں داخل کر سکتا ہوں؟ فرمایا: جو شخص حق کے بغیر کسی کی ایک بالشت جگہ پر قبضہ کرے گا تو اسے اس طرح میدان قیامت لایا جائے گا کہ اس کی گردن میں اتنی مقدار میں سات زمینوں کا طوق ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں ایک بزرگوار سے سوال کیا کہ ایک شخص نے گھر خریدا ہے جس کا کچھ زائد حصہ راستہ میں ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ راستہ (والا حصہ) منجملہ اس (مکان) کے ہے جو اس نے خریدا ہے تو پھر (اسے اپنے قبضہ میں لینے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وہ راستہ بائع کی ذاتی ملکیت ہو یا گھر خاصا کشادہ ہو اور راستہ سے گھرا ہوا ہو اور معلوم نہ ہو سکے تو اس کا زیادہ حصہ (راستہ کی) (کس جگہ پر ہے؟

۴۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک (کشادہ) مکان کچھ لوگوں کا مشترکہ تھا جسے انہوں نے باہم تقسیم کیا اور وہاں کچھ خالی جگہ اپنے گزرنے کے لیے مشترکہ طور پر چھوڑ دی۔ ایک آدمی آیا اور اس نے ان میں سے بعض کا حصہ جو اس گزرگاہ سے متصل تھا خرید لیا۔ تو آیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں مگر وہ (گزرگاہ سے اپنا حصہ فروخت کرنے کے بعد) اپنا دروازہ بند کر دے (جو

اس گزرگاہ کی طرف کھلتا تھا) اور دوسرے (عام) راستہ کی طرف کھولے یا پھر مکان کی چھت سے اترے اور اگر ان کا (تازہ) شریک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو دوسرے شرکا اس کے زیادہ حقدار ہیں اور اگر وہ شخص جس نے اپنا حصہ فروخت کر دیا تھا اگر وہ آکر اپنے بستہ دروازہ پر بیٹھنا چاہے تو ان لوگوں کو اسے روکنے کا حق نہیں پہنچتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں آئندہ (ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲۸

اگر کافر (مالک) کا غلام مسلمان ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسٰی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک ذمی غلام لایا گیا جو مسلمان ہو گیا تھا؟ فرمایا: اسے لے جاؤ اور مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کردو۔ اور اس کی قیمت اس کے مالک کو دے دو۔ اور اسے اس (کافر مالک) کے ہاں نہ رہنے دو۔ (النہایہ، الفروع)

آدابِ تجارت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ساٹھ (۶۰) باب ہیں)

باب ۱

آدمی جس قسم کا کاروبار کرنا چاہے تو اسے پہلے اس کے فقہی و شرعی معلومات حاصل کرنا چاہئیں اور سود سے بچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ منبر پر فرما رہے تھے: اے گروہ تاجران! پہلے فقہ حاصل کرو پھر تجارت کرو، پہلے فقہ پھر تجارت پہلے فقہ پھر تجارت، خدا کی قسم اس امت میں سود اس سے بھی زیادہ مخفی ہے جس طرح چیونٹی پتھر پر چلتی ہے۔ اپنی قسموں کو سچائی سے ملاؤ۔ (اور اپنے مالوں کو صدقہ دے کر بچاؤ) تاجر فاجر ہوتا ہے اور فاجر دوزخ میں جائے گا مگر وہ (تاجر) جو حق لے اور حق دے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص علم و معرفت کے بغیر تجارت کرے وہ اس طرح سود میں پھنس جاتا ہے جس سے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بازار میں صرف وہ شخص بیٹھے (اور کاروبار کرے) جو خرید و فروخت (کے مسائل کو) کو جانتا ہو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص تجارت کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ پہلے دینی (مسائل کی معرفت حاصل کرے تاکہ جان سکے کہ اس کے لیے حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے) اور جو شخص دینی علم حاصل کئے بغیر تجارت کرے وہ شبہات میں پھنس جائے گا۔ (المقنعہ)

باب ۲
تاجر کے جملہ مستحبی آداب؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امیر علیہ السلام تمہارے پاس کوفہ میں تھے تو وہ ہر صبح سویرے اپنے قصر سے نکلتے تھے اور کوفہ کے تمام بازاروں کی اس طرح گشت فرماتے تھے کہ "سبینہ" نامی درّہ آپ کے کاندھے پر ہوتا تھا جس کے دو کنارے تھے ہر بازار والوں کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے تھے "اے گروہ تاجران! خدا سے ڈرو۔ پس جب تاجر آپؑ کی آواز سنتے تھے تو جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا اسے پھینک دیتے تھے اور دلوں اور کانوں سے (ہمہ تن) آپ کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے سب سے پہلے تو (خدا سے) خیر طلب کرو۔ اور اس سے برکت حاصل کرو، خریداروں کے نزدیک جاؤ، حلم و بردباری کیساتھ اپنے آپ کو زینت دو۔ قسم کھانے سے رکو، غلط بیانی کرنے سے کنارہ کشی کرو، ظلم و جور سے دوری اختیار کرو۔ مظلوموں کے ساتھ انصاف کرو، سود کے قریب بھی مت جاؤ، ناپ تول پورا پورا کرو۔ اور لوگوں کو چیزوں (کے دینے میں) کمی نہ کرو اور زمین خدا میں فساد نہ پھیلاؤ۔ پس اسی طرح تمام بازاروں کی گشت لگا کر (مسجد کوفہ میں) لوگوں (کے فیصلوں اور مسائل حل کرنے کے لیے) بیٹھتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ، المجالس)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص خرید و فروخت کرے اسے چاہیئے کہ پانچ خصلتوں کو یاد رکھے (یعنی ان سے بچے) ورنہ خرید و فروخت نہ کرے۔ (۱) سود، (۲) قسم (۳) عیب چھپانا (۴) فروخت کرتے وقت تعریف کرنا۔ (۵) اور خریدتے وقت مذمت کرنا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، الخصال)

۳۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ مرفوعاً صحابی رسولؐ ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اس کی کمائی حلال و پاک ہو جاتی ہے۔ (۱) جب (کوئی چیز) خریدے تو عیب نہ نکالے۔ (۲) جب فروخت کرے تو تعریف نہ کرے۔ (۳) دھوکہ نہ دے۔ (۴) اور اس اثنا میں قسم نہ کھائے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ تجار! سر بلند کرو۔ پس تمہارے لئے (حق کا) راستہ واضح کر دیا گیا۔ تم قیامت کے دن فاسق و فاجر بن کر محشور ہو گے

سوائے اس کے جو (معاملہ کرنے میں) سچ بولے گا۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ تاجران! صدقہ دے کر اپنے مالوں کی حفاظت کرو۔ تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور اپنی قسموں کی جو تم کھاتے ہو حفاظت کرو تمہاری تجارت پاک و پاکیزہ ہو جائے گی۔ (ایضاً)

۶۔ جناب سید بن طاؤس اپنی کتاب استخارات میں باسناد خود احمد بن محمد بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض دوست جب تجارت کے لئے باہر جانے لگے تو میں نے کہا کہ میں اس وقت تک باہر نہیں جاؤں گا جب تک پہلے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام نہ کرلوں اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ نہ کرلوں اور ان سے دعا نہ کرالوں! چنانچہ وہ جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا و مدعا بیان کیا۔ چنانچہ امامؑ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: تم پر سچ بولنا لازم ہے اور اگر تمہارے مال میں کچھ عیب ہے تو اسے مت چھپا، بھروسہ کرنے والے کو فریب نہ دے۔ کیونکہ (تمہاری ایمانداری پر بھروسہ کرنے والے سے) دغا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کر جو تجھے اپنے لیے پسند ہے۔ یا حق دے اور حق لے، (عیب وغیرہ کو) نہ چھپا اور خیانت کاری نہ کر۔ کیونکہ جو بھی سچا تاجر ہوگا وہ تو قیامت کے دن (خدا کے) شریف، نیکوکار سفیروں (نبیوں اور اماموں) کے ساتھ ہوگا۔ اور قسم کھانے سے اجتناب کر۔ کیونکہ جھوٹی قسم آدمی کو جہنم میں داخل کرنے کا باعث ہوتی ہے اور تاجر فاجر ہے سوائے اس کے جو حق دے اور حق لے اور جب سفر کرنے یا کسی اہم حاجت کا عزم بالجزم ہو جائے تو بکثرت (خدا سے) دعا کرو اور طلب خیر کرو۔ کیونکہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اپنے جد امجد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ اپنے اصحاب کو اسی طرح استخارہ کرنا (خدا سے طلب خیر کرنا) سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورہ سکھاتے تھے۔ (کتاب التجارۃ السید بن طاؤس)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۰ میں) بیان کی جائیں گی جو فی الجملہ اس مقصود پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ

باب ۳

جو شخص معاملہ کر کے پشیمان ہو جائے اس کے ساتھ معاملہ فسخ کرنا مستحب ہے۔ مگر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن قاسم جعفری سے اور وہ اپنے بعض اہل خاندان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے اس وقت تک حکیم بن حزام کو تجارت کرنے کی اجازت نہیں دی

تھی جب تک ان سے چند چیزوں کی ضمانت نہیں لی تھی۔ (۱) جو پشیمان ہو جائے اس کے ساتھ معاملہ ختم کر دینا (۲) غریب و نادار (خریدار) کو مہلت دینا، (۳) اور پورا یا ادھورا اپنا حق وصول کرنا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ہارون بن حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو بندہ کسی مسلمان کا معاملہ (اس کے پشیمان ہونے پر) فسخ کر دے تو خداوند قیامت کے دن اس کی لغزشوں سے درگزر فرمائے گا۔

(الفروع، الفقیہ، مصادقہا الخوان، التہذیب، المقنع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہذیل بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کچھ سامان یا کپڑا خرید کر گھر لے جاتا ہے اور اس میں ہنوز کوئی تصرف و تبدل بھی نہیں کرتا اور وہ اسے واپس کرنا چاہتا ہے آیا ایسا کرنا چاہیے؟ فرمایا: نہ مگر یہ کہ اس کا دوسرا ساتھ (بائع) راضی ہو۔ (التہذیب)

۴۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار شخص ایسے ہیں کہ جن کی طرف خداوند عالم قیامت کے دن نظر و کرم فرمائے گا۔ (۱) جو پشیمان سے معاملہ فسخ کرے گا۔ (۲) جو مظلوم کی فریادرسی کرے گا۔ (۳) جو غلام آزاد کرے گا۔ (۴) جو کسی غیر شادی شدہ کی شادی کرائے گا۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ از مقدمات نکاح وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۴

فروخت کرنے میں بھلائی اور قیمت گھٹانے میں نرمی سے کام لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین ابن یزید ہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ایک بار) زینب عطارہ (عطر فروش) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے پاس آئی اسی اثنا میں آنحضرت ﷺ بھی تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ (زینب عطارہ) موجود ہیں (اور ہر طرف خوشبو پھیلی ہوئی ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم آتی ہو تو ہمارے گھر خوشبودار ہو جاتے ہیں اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ کی خوشبو سے آپؐ کے گھر زیادہ خوشبودار ہیں! آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا: جب مال فروخت کرو تو بھلائی کرو۔ اور دھوکہ دہی نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا تقویٰ کا زیادہ موجب ہے اور مال کو باقی رکھنے کا زیادہ باعث ہے۔ (الحدیث، الفروع، الفقیہ، الروضہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص کے پاس سامان اور مال تجارت تھا اسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت (ونصیحت) کرتے ہوئے فرمایا: تھا کہ (معاملات میں نرمی کرنے کے ساتھ نفع اندوزی ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے انبیاء میں سے ایک نبی کو وحی فرمائی کہ شریف سے شرافت کا سلوک کرو سخاوت اور نرمی کرنے والے سے نرمی کرو اور بخیل و تند مزاج سے تم بھی ٹیڑھے ہو جاؤ۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰، ۲۷ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۵

جو شخص کسی کو حکم دے کہ اس کیلئے فلاں چیز خرید کر لاؤ اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے پاس سے وہ چیز دے دے اگرچہ بازار کے مال سے اس کا مال بہتر ہو۔ مگر یہ کہ اسے یہ اندیشہ نہ ہو کہ وہ اسے متہم کرے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص تم سے کہے کہ میرے لیے (فلاں چیز) خرید دو تو اپنا مال دو اگرچہ تمہارا مال اس (کے مطلوبہ مال) سے بہتر ہو (الفروع، التہذیب،)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو پیغام بھیجا کہ میرے لیے کپڑا خرید۔ چنانچہ وہ بازار میں گیا اور کپڑا دیکھا مگر خود اس کے پاس بھی ایسا ہی کپڑا پڑا ہے تو آیا وہ اس کو وہی کپڑا دے سکتا ہے؟ فرمایا: اس کام کے نزدیک بھی نہ جائے اور نہ ہی اپنی عزت کو داغدار کرے۔ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ... الآیۃ﴾ (کہ ہم نے امانت کو آسمانوں پر، زمینوں پر پہاڑوں پر پیش کیا مگر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ کیونکہ وہ ظلوم وجہول ہے) اگر وہ مال جو اس کے پاس ہے وہ بازار والے مال سے بہتر بھی ہوتا ہم اسے اپنے پاس سے نہ دے۔ (التہذیب)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس ایک شخص دینار لاتا ہے اور اس کو فروخت کر کے اس کے عوض درہم چاہتا ہے تو اگر میں جتنی قیمت پر بازار میں فروخت کروں گا۔ اس سے ارزاں (زیادہ درہم) اپنے پاس سے دے دوں تو؟ فرمایا: ہاں جو درہم (بازار میں) ملتے ہیں اس سے ارزاں دے دو۔ (ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اسے بتادیا جائے یا ایسا کرنے میں تہمت کا اندیشہ نہ ہو۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود میسر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میرے لیے فلاں چیز خرید و اور خود میرے پاس بازار سے بہتر مال موجود ہے تو؟ فرمایا: اگر تمہیں اطمینان ہو کہ وہ تم پر (خودغرضی) کی تہمت نہیں لگائے گا تو پھر بے شک اپنے مال سے دے دو۔ اور اگر یہ اندیشہ ہو تو پھر بازار سے خرید کر دو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد عیوب کے ابواب میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۶

جو شخص کسی کو حکم دے کہ یہ میرا مال فروخت کر دو تو اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ اپنے لیے خرید لے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود خالد قلانسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس (فروخت کرنے کے لیے) کپڑا لاتا ہے۔ (اور کہتا ہے کہ اسے فروخت کرو) اور میں اسے (گاہکوں) کے سامنے) پیش کرتا ہوں تو جتنی قیمت وہ دیتے ہیں میں اس میں کچھ اضافہ کر کے خود لے سکتا ہوں؟ فرمایا: یہ اضافہ نہ کر (یعنی خود نہ لے) عرض کیا کیوں؟ فرمایا: (اس نیت کے ساتھ) جب تم اسے پیش کرو گے تو کیا تمہاری یہ خواہش نہیں ہوگی کہ اس کی اصلی قیمت سے کچھ کم قیمت لگے (تا کہ تم آسانی سے اس کو خرید سکو) عرض کیا: ہاں (یہ خواہش تو ہوگی) فرمایا: پس ایسا نہ کر (یعنی خود نہ لے تا کہ تم پر خودغرضی کی تہمت نہ لگے۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ معمر زیات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کر رہے تھے کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں تیل فروش ہوں تو اسی غرض سے شام سے میرے پاس تیل آتا ہے (کہ اسے بازار میں فروخت کروں) تو اتنی قیمت پر جس پر میں بازار میں فروخت کرتا ہوں خود لے لوں تو؟ امام نے فرمایا: میں اسے تمہارے لیے پسند نہیں کرتا۔ معمر نے عرض کیا: میں اپنے لیے اس کی بازاری قیمت سے کچھ بھی کم

نہیں کرتا تو؟ فرمایا: کسی اور کے ہاتھ فروخت کرو مگر خود نہ لو۔ (ایضاً)

باب ۷

کم مال لے کر پورا دینا مستحب ہے۔ اور ناپ تول میں پورا ناپنا اور تولنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ایک چھوکری کے پاس سے گزرے جس نے قصاب سے گوشت خریدا تھا اور اس سے کہہ رہی تھی کہ کچھ اور دو۔ آپؑ نے قصاب سے کہا اسے زیادہ دے اس میں بڑی برکت ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابن ابی عمیر کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک (ناپ تول) پورا نہیں ہوتا جب تک ترازو میں قدرے جھکاؤ نہ ہو۔

(الفروع، التہذیب، کذا عن حماد بن بشیر عن الصادق علیہ السلام)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے ہاتھ سے ترازو پکڑے اور نیت یہ ہو کہ وہ اپنے لئے پورا (مال) لے تو لے گا تو جھکاؤ کے ساتھ اور جو (ترازو پکڑے اور) نیت یہ کرے کہ وہ (دوسرے) کو برابر دے گا۔ تو وہ کم ہی دے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ عبید بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کھجور والا ہوں مجھے پورا تولنے (ناپنے تولنے کی) حد بتائیں جس سے آگے نہ بڑھوں؟ فرمایا: (پیمانہ ہاتھ میں لے کر) پورا دینے کی نیت کر کے ناپو تولو۔ اگر کچھ کمی بھی رہ گئی تو تم پورا ناپنے تولنے والے شمار ہو گے اور اگر کمی کی نیت کرو گے تو پھر اگر پورا بھی ناپو تولو گے تو تم کمی کرنے والوں میں سے شمار ہو گے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود صفوان بن مہران جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے اندر دو (بری) خصلتیں ہیں جس کی وجہ سے تم سے پہلی امتیں ہلاک و برباد ہو چکی ہیں لوگوں نے عرض کیا فرزند رسول! وہ کونسی دو خصلتیں ہیں؟ فرمایا: ناپنے کا پیمانہ اور تولنے کا ترازو اور (یعنی ناپ تول میں کمی بیشی کرنا)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۲۶ از عقد بیع میں اور یہاں باب ۱، ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

جب آدمی اچھی طرح ناپنا نہ جانتا ہو تو اس کے لیے یہ کام کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مثنی حناط سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ہے جس کی نیت تو پورا ناپنے کی ہے مگر جب وہ اچھی طرح ناپ نہیں سکتا تو؟ فرمایا: اس کے اردگرد (کاروباری لوگ) اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ پورا نہیں ناپتا! فرمایا: یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں ناپنا نہیں چاہیے۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۹

آدمی جس سے بھلائی کرنے کا وعدہ کرے اس سے نفع لینے کا حکم؟ اور مؤمن پر بھروسہ کرنے والے کو فریب دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن عبدالرحیم سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی شخص کسی شخص سے کہے کہ میرے پاس آ! میں تیرے ساتھ احسن طریقہ پر معاملہ کروں گا؟ تو پھر اس پر اس سے نفع لینا حرام ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص معاملہ میں تم پر اعتماد کرے اسے فریب دینا (اور اس کے اعتماد کو ٹھیس لگانا) حرام ہے۔(الفروع)

۳۔ میسر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن کو فریب دینا حرام ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتماد کرنے والے کو فریب دینا سود ہے۔(جو کہ حرام ہے)۔(الفقیہ)

باب ۱۰

مؤمن سے نفع لینا مکروہ ہے مگر یہ کہ وہ یہ مال تجارت کی غرض سے خریدے۔ یا ویسے ایک سو درہم سے زیادہ مال خریدے۔ اور (نفع لینے کی صورت میں) تھوڑا نفع لینا یعنی صرف ایک دن کی خوراک پر اکتفا کرنا مستحب ہے۔ مگر نفع لینا حرام نہیں ہے۔ اگرچہ مضطر ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن صالح اور ابوشبل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن کا نفع مؤمن پر سود ہے مگر یہ کہ وہ ایک سو درہم سے زیادہ کا مال خریدے تو پھر اس سے ایک دن کی خوراک لے سکتے ہو۔ یا وہ تجارت اور کاروبار کی نیت سے مال خریدے تو اس صورت میں ان سے نفع لے سکتے ہو۔ مگر اس کے ساتھ نرم روی کرو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، کذا فی المحاسن فی الجملہ)

۲۔ میسر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ اکثر لوگ جو (سودا سلف لینے کے لیے) میرے پاس آتے ہیں وہ میرے (دینی بھائی) ہوتے ہیں تو آپ ان سے معاملہ کرنے (نفع لینے) کی میرے لیے ایک حد مقرر کر دیں جس سے میں تجاوز نہ کروں؟ فرمایا: اگر اپنے بھائی سے بھلائی کرسکو تو اچھی بات ہے ورنہ بے شک ایک دانا اور باریک بین شخص کی طرح معاملہ کرو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سالم سے اور وہ اپنے باپ (سالم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جس میں وارد ہے کہ مومن کا مومن سے نفع لینا سود ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: یہ اس وقت کے بارے میں ہے جب حق کا غلبہ ہوگا۔ اور ہمارے قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا۔ مگر آج کے دور میں اگر تم مومن کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرو اور اس سے (مناسب) نفع لو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو زیادہ نفع لینے کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں جیسے دینار کے ساتھ دینار نفع کمانے والی حدیث (وغیرہ)۔ انشاء اللہ

باب ۱۱

تمام خریداروں میں برابری مستحب ہے۔ اور جھگڑالو خریدار اور دوسروں میں فرق کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عامر بن جذاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جب اس سے ایک چیز کا بھاؤ پوچھا جائے تو وہ بتاتا ہے پس جو خریدار خاموش ہو جائے تو اسے تو اسی بھاؤ پر دیتا ہے اور جو اس سے الجھے اور اس بھاؤ پر خریدنے سے انکار کرے تو اسے کم قیمت پر دے دیتا ہے تو؟ فرمایا: اگر دونوں سے زیادہ لے لیتا تو کوئی حرج نہیں تھا۔ مگر اس کا خاموش رہنے والے اور جھگڑنے والے میں تفریق کرنا مجھے پسند نہیں ہے بلکہ سب سے ایک جیسا معاملہ کرنا چاہئے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ علی بن اسباط مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک بھاؤ لگانے کی ممانعت فرمائی ہیں۔ (ایضاً)

باب ۱۲

جب کچھ بھی نفع ملتا ہو تو مال فروخت کر دینا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سعید دغشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں شہاب بن عبدربہ کے دروازہ پر بیٹھا تھا کہ اچانک شہاب کا غلام باہر نکلا اور کہا کہ میں ہاشم صیدنامی سے "سلعہ اور بضاعہ" والی حدیث معلوم کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ میں ہاشم کے پاس گیا اور اس سے وہ حدیث دریافت کی۔ انہوں نے کہا: ہاں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے "بضاعۃ اور سلعہ" کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: تھا ہاں جس شخص کے پاس کچھ سلعہ (مال تجارت) اور کچھ بضاعہ (پونجی) ہو۔ اس کے لیے خدا ضرور کسی نہ کسی نفع دینے والے کو مقرر کرتا ہے۔ پس اگر وہ اسے قبول کرے تو فبہا ورنہ وہ اسے کسی اور طرف موڑ دیتا ہے کیونکہ اس نے خدا کی دین کو ٹھکرایا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک شریک کار سے فرمایا تھا خدا تجھے جزائے خیر عطا فرمائے کہ تو (قلیل) نفع کو ٹھکراتا نہیں ہے۔ اور ضرم کے لیے مال روکتا نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کے پاس کچھ مال تجارت تھا آپؐ نے اس سے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ پہلے بازار کو لازم پکڑ (جو کچھ نفع ملے وہ لے لے اور مال فروخت کر)۔(الفقیہ)

باب ۱۳

مال والے کو قیمت مقرر کرنی چاہیئے اور طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک بھاؤ مقرر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ صاحب مال اپنے مال کی قیمت مقرر کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔(الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان بھاؤ مقرر کرنے کی مناہی فرمائی ہے۔(ایضاً)

باب ۱۴

تاجر کے لیے مستحب ہے کہ (کاروبار چھوڑ کر) نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرے اور کاروبار میں مشغول رہ کر نماز کو اول وقت میں ادا نہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن یسار سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ مرفوعاً (امام علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی میں ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (وہ ایسے مرد ہیں کہ کاروبار اور خرید و فروخت ان کو یاد خدا سے غافل نہیں کرتے) کی تفسیر میں فرمایا: ان سے مراد وہ تاجر ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدائے عزوجل کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔ پس جب نماز کا وقت داخل ہوتا ہے تو وہ (فوراً) خدا کا حق ادا کرتے ہیں۔(الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عہد رسالت میں اہل صفہ میں سے ایک غریب و نادار مؤمن تھا جو نماز کے اوقات میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا اس کے سوا کوئی اور حاضر نہیں ہوتا تھا آنحضرت جب اس کی احتیاج اور غربت پر نگاہ کرتے تو اس پر ترس کھاتے اور فرماتے کہ اے سعد! جب میرے پاس کچھ مال آ گیا تو میں تمہیں مال دار بنا دوں گا۔ فرمایا: اس (مال کے آنے) میں دیر ہوگئی اور آنحضرت کا اس بارے میں ہم و غم سخت ہو گیا پس جب سعد

کے بارے میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت کا ہم و غم دیکھا تو وہ درہم دے کر جبرئیل کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے آکر کہا خدا تعالیٰ کو سعد کے بارے میں آپ کے حزن و ملال کا علم ہوا ہے تو کیا آپ اسے مال دار بنانا چاہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: پھر یہ دو درہم لے لیں اور سعد کو دے دیں اور اسے حکم دیں کہ وہ ان سے کاروبار کرے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وہ دو درہم لے لیے اور نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے جانے لگے باہر نکلے تو دیکھا سعد آنحضرت ﷺ کے دروازہ پر آپ کا منتظر کھڑا ہے۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا: اے سعد! کیا تم تجارت کر سکتے ہو؟ عرض کیا خدا کی قسم، میں نے کبھی اس حالت میں صبح نہیں کی کہ میرے پاس کچھ مال ہو جس سے تجارت کرلوں۔ پس آنحضرت نے اسے دو درہم دیئے اور اسے حکم دیا کہ ان سے کاروبار کر اور خدا کے رزق کی جستجو کر چنانچہ سعد نے وہ دونوں درہم لے لیے اور آنحضرتؐ کے ہمراہ چلا گیا یہاں تک کہ نماز ظہر و عصر آنحضرتؐ کے ہمراہ پڑھی جب فارغ ہوا تو آنحضرت نے اس سے فرمایا: اے سعد! اٹھ اور روزی طلب کر کیونکہ میں تمہارے لیے بہت پریشان تھا پس سعد نے کاروبار شروع کیا اور (وہ درہم ایسے برکت والے تھے) کہ جو چیز ایک درہم سے خریدتا اسے دو درہم میں فروخت کر دیتا اور جو دو درہم سے خریدتا اسے چار درہم میں فروخت کر دیتا الغرض سعد کے پاس دینار آنا شروع ہو گئے۔ اور اس کا مال و متاع بہت ہو گیا اور تجارت چمک پڑی پس (پہلے تو اس نے مسجد (نبویؐ) کے دروازہ پر اپنے مال و متاع اور کاروبار کے لیے جگہ بنائی۔ پس رفتہ رفتہ (حالت یہ ہو گئی کہ) جب بلال اذان دیتے اور آنحضرت ﷺ نماز کے لئے برآمد ہوتے تو دیکھتے کہ سعد کاروبار میں مشغول ہے ہنوز نہ طہارت کی ہے اور نہ نماز کے لیے اس طرح آمادہ ہے جس طرح پہلے ہوتا تھا آنحضرت اس سے فرماتے اے سعد! تجھے دنیا نے نماز سے غافل کر دیا ہے۔ سعد کہتے یا رسول اللہ ﷺ! کیا کروں کیا اپنا مال ضائع کروں! یہ وہ آدمی ہے جس کو میں نے مال دیا تھا اس سے اس کی قیمت وصول کرنا ہے یہ دوسرا شخص ہے اس سے میں نے مال خریدا ہے اسے اس کی قیمت ادا کرنا ہے سعد کی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت کو وہ ہم و غم لاحق ہوا جو اس ہم و غم سے بھی زیادہ سخت تھا جو آپ کو سعد کا فقر و فاقہ دیکھ کر لاحق ہوا تھا چنانچہ اس وقت پھر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: یا محمدؐ! خدا کو آپ کے ہم و غم کا علم ہوا ہے تو آپ کو سعد کی کونسی حالت زیادہ پسند ہے۔ پہلی؟ (فقر و فاقہ والی) یا موجودہ (مال و دولت والی؟)۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اسکی پہلی حالت زیادہ پسند ہے۔ اس کی دنیا تو اس کی آخرت کو لے ڈوبی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا: دنیا اور (اس کے) مال و منال کی محبت فتنہ ہے اور آخرت سے غافل کرنے والی ہے پھر کہا۔ آپ سعدؓ سے کہیں کہ وہ اپنے وہ دو درہم جو آپ ﷺ نے اسے دیئے تھے وہ واپس کر دے۔ اس طرح اس کی حالت پھر پہلے جیسی ہو جائے گی فرمایا۔ پس آنحضرت ﷺ باہر نکلے اور سعد کے پاس

سے گزرتے ہوئے فرمایا۔ اے سعد کیا تم میرے وہ دو درہم واپس کرو گے جو میں نے تمہیں دیئے تھے؟ سعد نے عرض کیا۔ ہاں۔ بلکہ دوسو (۲۰۰)۔ فرمایا: نہیں میں تو صرف وہی دو درہم چاہتا ہوں۔ چنانچہ سعد نے وہ دو درہم واپس کر دیئے۔ اور اس کے بعد دنیا نے سعد سے منہ موڑ لیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ جمع تھا وہ سب ضائع ہو گیا۔ اور بعد والی حالت کی طرف لوٹ آیا جس پر پہلے تھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از مقدمات تجارت و باب ۲۲ از مــــا یکتسب بہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

لکھنا (پڑھنا) اور حساب و کتاب کرنا سیکھنا مستحب ہے اور لکھنے کے آداب؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل (بن دراج) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے نیکوکار اور بدکار پر لکھنے اور حساب کرنے کا احسان فرمایا ہے ورنہ لوگ مغالطہ میں مبتلا ہو جاتے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابراہیم نوفلی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے عمال (حکام) کو (آداب کتابت تعلیم دیتے ہوئے) لکھا کہ اپنے قلموں کو باریک بناؤ، سطروں کو باہم نزدیک رکھو فضول (زائد از ضرورت) باتیں حذف کر دو۔ اور (الفاظ سے زیادہ) معانی و مطالب کو سامنے رکھو۔ اور زیادہ (لکھنے سے) اجتناب کرو۔ کیونکہ مسلمانوں کے مال (قلم و کاغذ و تختی) ضرر و زیاں کے متحمل نہیں ہیں۔ (الخصال)

۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے کاتب عبداللہ بن ارفع سے فرمایا: (دوات کو دور رکھ زبان قلم کو دراز بنا، سطروں کے درمیان کشادگی رکھ، اور حروف کو باریک لکھو کہ یہ باتیں خط کے حسن کی افزودگی کا باعث ہیں۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰۵ از ما یکتسب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ اور باب ۳۵ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ

باب ۱۶

کسی سے معاملہ کرتے وقت اور قرضہ لیتے دیتے وقت اسے تحریر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے جناب آدم و داؤدؑ کی حدیث بیان کرتے ہوئے (جس میں جناب آدم علیہ السلام کا جناب داؤد علیہ السلام کے بارے میں خدا سے ایک زبانی معاملہ کرنے اور اسے بھول جانے کا تذکرہ ہے) فرمایا: اسی وجہ سے خداوند عالم نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ ایک دوسرے کو قرضہ دیں یا کچھ وقت تک ادھار کا لین دین کریں تو معاملہ لکھ لیا کریں۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۷

جو شخص (کھلے) بازار میں کسی جگہ پر پہلے قبضہ کر لے وہ شام تک دوسروں سے زیادہ اس جگہ کا حقدار ہے۔ اور اپنے مملوکہ بازار کے علاوہ دوسرے کا کرایہ لینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: مسلمانوں کا بازار (اس حکم میں) ان کی مسجد کی مانند ہے کہ جو شخص اس کی کسی جگہ پر پہلے پہنچ جائے وہ شام تک سب سے اس کا زیادہ حقدار ہے اور آنجنابؑ بازار کے مکانوں (دکانوں) کا کرایہ نہیں لیتے تھے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام مسلمانوں کے بازار کی اجرت (کرایہ) لینے کو ناپسند سمجھتے تھے۔ (التہذیب)

باب ۱۸

بازار میں داخل ہوتے وقت منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حنان سے اور وہ اپنے باپ (سدیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے ابوالفضل! کیا بازار میں تمہاری کوئی دکان نہیں ہے جس میں بیٹھ کر لوگوں سے معاملہ کروں؟ عرض کیا: ہے! فرمایا: سنو جو شخص بھی صبح و شام اپنے بازار (اور اس میں) اپنی نشست گاہ کی طرف جائے اور جب بازار میں داخل ہو تو اس میں اپنا پاؤں رکھتے وقت یہ دعا پڑھے: ﴿اللّٰھُمَّ اِنّی اَسئلكَ مِنْ خیرہ وخیر اھلھا واعوذبك من شرھا و شر اھلھا﴾ تو خداوند عالم اس کے ساتھ ایک ایسے (فرشتے) کو مؤکل کر دیتا ہے جو اس کی اور اس کے مال کی اس کے واپس گھر جانے تک حفاظت کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ میں نے باذن اللہ آج کے دن تک تمہیں اس بازار اور بازار والوں کے شر سے پناہ دے دی ہے۔ اور آج تمہیں اس بازار اور بازار والوں کی خیر و بھلائی حاصل ہے۔ اور جب اپنی نشست گاہ میں بیٹھنے لگے تو یہ دعا پڑھے: ﴿اشھد ان لا الٰہ اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ اللّٰھُمَّ اِنّی اَسئلكَ مِنْ فضلك رزقا واسعا حلالا طیباً واعوذبك من ان اظلم او اظلَمَ واعوذبكَ مِنْ صفقة خاسرةٍ ویمین کاذبة﴾ پس جب وہ یہ دعا پڑھتا ہے تو وہ ملک مؤکل اس سے کہتا ہے: تمہیں خوشخبری ہو کہ آج کے دن اس بازار میں تم سے زیادہ کوئی نصیب والا نہیں ہے۔ تو نے جلدی جلدی بہت سی نیکیاں کمائی ہیں اور تیری برائیاں مٹائی گئی ہیں اور تمہارا مقررہ رزق تمہارے پاس آئے گا۔ زیادہ، حلال اور برکت۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اپنے بازار میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسئلكَ مِنْ خیرھا وخیر اھلھا واعوذبك من شرھا و شر اھلھا اللّٰھم انّی اَعُوذبك من ان اَظلَمَ او اُظلِمَ او ابغی او یبغی علی او اعتدی او یعتدی علی اللّٰھم انی اعوذبك من شر ابلیس و جنودہ و شرِّ فسقة العرب والعجم و حسبی اللّٰہ لَا الٰہ الّا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بازار میں یا جماعت والی مسجد میں داخل ہو اور اس وقت صرف ایک بار یہ ورد کرے: ﴿اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ واللّٰہ اکبر کبیرا والحمد للّٰہ کثیراً و سبحان اللّٰہ بکرة واصیلاً ولا حولَ ولاقوة الا باللّٰہ العلیّ العظیم و صلی اللّٰہ علٰی محمد و آلہ﴾ تو یہ ورد ایک حج مبرور کے برابر ہے۔ (الفقیہ، المحاسن)[1]

۴۔ جناب احمد بن محمد برقی باسناد خود سعد خفاف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

---

[1] المحاسن میں یوں وارد ہے کہ جو شخص جماعت کے بازار یا ناصبیوں کی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ فراجع۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جوشخص بازار میں داخل ہو اور اس کے بیٹھے، کڑوے اور کھٹے پر نگاہ کرے تو یہ دعا پڑھے: ﴿اشھد ان لا الہ اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمد عبدُہ ورسولہ اللّٰھُمَّ اِنّی اَسئلکَ مِنْ فضلک واستجیرک من الظلم و الحرام والمائم﴾۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد) باب ۱۲، ۲۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۹

بازاروں میں ذکر خدا بالخصوص تسبیح (سبحان اللہ) اور شہادتیں کا ورد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بازاروں میں خدا کا ذکر کرے تو ان کے اندر رہنے والے لوگوں کی تعداد کے مطابق خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں یوں وارد ہے فرمایا: جو شخص بازاروں میں خدا کا ذکر کرے تو بازاروں میں جس قدر بولنے اور نہ بولنے والی مخلوق موجود ہے ان سب کی تعداد کے برابر خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ تسبیح پڑھے: ﴿سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی و یمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شی قدیر﴾ تو اسے اس سب مخلوق کی تعداد کے برابر اجر و ثواب ملے گا جسے خدا قیامت تک پیدا کرے گا۔ (عیون الاخبار)

۴۔ ابوعبیدہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص بازار میں شہادتیں کا ورد کرے: ﴿اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ﴾ تو خداوند عالم اس کے (نامہ عمل میں) ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے (الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ۱۳ از ذکر اور یہاں باب ۱۸ میں) ذکر ہو چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲۰

خریداری کرتے وقت تین بار تکبیر کہنا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا

جب سامان وغیرہ خریدو تو تکبیر کہو۔ اور یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم انی اشتریتہ التمس من فضلک فصل علی محمد و آل محمد واجعل لی فیہ فضلا اللّٰھم انی اشتریتہ التمس فیہ من رزقک فاجعل لی فیہ رزقاً﴾ پھر ہر ایک کو تین بار دہراؤ۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کچھ سامان خریدو تو تین بار تکبیر کہو۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم انی اشتریتہ التمس فیہ من فضلک﴾ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خیر و برکت کے لیے سامان پر لکھتے تھے (یعنی لکھ کر اس میں رکھتے تھے)۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کوئی جانور (گھوڑا وغیرہ) خریدو تو یہ دعا تین بار پڑھو: ﴿اللّٰھم ان کانت عظیمۃ البرکۃ فاضلۃ المنفعۃ میمونۃ الناصیۃ تعلم و لا اعلم وتقدر و لا اقدر وانت علام الغیوب﴾۔ (الفروع)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کوئی چیز خریدنے لگو تو یہ دعا پڑھو: ﴿یا حی یا قیوم یا دائم یا رؤف یا رحیم اسئلک بعزتک وقدرتک وما احاط بہ علمک ان تقسم لی من التجارۃ الیوم اعظمھا رزقاً و اوسعھا فضلاً وخیرھا عاقبۃً فانہ لا خیر فیما لا عاقبۃ لہ﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی جانور (گھوڑا وغیرہ) خریدو تو یہ دعا کرو: ﴿اللّٰھم قدر لی اطولھا حیاۃً واکثرھا منفعۃ وخیرھا عاقبۃ﴾۔ (ایضاً)

۶۔ ہذیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی کنیز خریدنے لگو تو یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم انی استشیرک واستخیرک﴾۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر ابن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کوئی جانور خریدنے لگے تو اس کی بائیں طرف کھڑا ہو اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے اور سر پر سورہ فاتحہ، قل ہو اللہ، معوذتین اور سورہ حشر کی آخری آیتیں اور سورہ بنی اسرائیل کی آخری آیات از قل ادعو اللہ او ادعو الرحمٰن تا آخر اور آیۃ الکرسی پڑھیں۔ کہ ایسا کرنا ہر قسم کی آفات سے اس جانور کے لئے باعث امان ہے۔ (الفقیہ)

باب ۲۱

محارف (پھوٹی قسمت اور نکمے) شخص سے اور جس کی تربیت اچھی نہ ہو اس سے معاملہ کرنا اور نو دولتیے سے قرضہ لینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباس ابن ولید ابن صبیح سے اور وہ اپنے باپ (ولید) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا پھوٹی ہوئی قسمت والے شخص سے معاملہ نہ کرو اس کے سودے میں برکت نہیں ہوتی۔(الفروع، التہذیب، کذا فی الفقیہ)

۲۔ حفص بن البختری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے منشی آپؑ کے لیے ایک نو دولتیے شخص سے کچھ خوراک قرض پر لی۔ اور اس نے تقاضا کرنے میں اصرار کیا امام نے منشی سے فرمایا: کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اس شخص سے قرض نہ لینا جو پہلے (دولتمند) نہ تھا اور پھر ہو گیا ہو۔(الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن غزوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن محارف (نکما اور نکھٹو) نہیں ہوتا۔(صفات الشیعہ)

۴۔ ظریف بن ناصح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صرف اس شخص سے میل جول اور معاملہ کرو جس کی تربیت اچھی ہوئی ہو۔(علل الشرائع)

۵۔ بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص سے شراکت کرو جس کی طرف رزق متوجہ ہو کیونکہ وہ مالداری کے زیادہ سزاوار اور نصیب کے ملنے کے زیادہ شایان ہے۔(نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر اور آداب تجارت پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶، ۲۷ از آداب تجارت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

آفت رسیدہ لوگوں (جن کے اعضاء میں کوئی نقص ہو) سے معاملہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود میسر بن عبدالعزیز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آفت رسیدہ سے معاملہ نہ کرو کیونکہ یہ ظالم ہوتے ہیں۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ احمد بن محمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آفت رسیدہ لوگوں سے تم معاملہ کرنے

سے ڈرو کیونکہ یہ ظالم ہوتے ہیں۔ (الفروع، الفقیہ، علل الشرائع)

باب ۲۳

کردوں کے ساتھ معاملہ کرنا اور میل جول اور ملاپ رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالربیع شامی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمارے ہاں کردوں کی ایک جماعت رہتی ہے جو فروختگی کی خاطر ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم ان سے خرید و فروخت بھی کرتے ہیں اور ان سے میل جول بھی رکھتے ہیں؟ فرمایا: اے ابوالربیع! ان سے میل جول نہ رکھو کیونکہ کرد قوم جنات کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ہے جن سے خدا نے پردہ ہٹا دیا ہے (لہٰذا وہ نظر آتے ہیں) پس ان سے میل جول نہ رکھو۔ (الفروع، التہذیب، کذا فی الفقیہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد کتاب النکاح (باب ۳۲ میں) بیان کی جائیں گی۔

باب ۲۴

پست اور گھٹیا قسم کے لوگوں سے میل ملاپ کرنا اور مجوسیوں سے مدد مانگنا اگرچہ بکری کے ذبح کرنے کے سلسلہ میں ہو مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ مجوسی سے مدد طلب نہ کر اگرچہ بکری کے ذبح کرتے وقت اس کی ٹانگیں پکڑوانی ہوں۔ (الفقیہ کذا فی الامالی لابن الشیخ الطوسی)

۲۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ادنیٰ درجے کے لوگوں سے میل ملاپ کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ گھٹیا قسم کے لوگوں کا انجام کار اچھا نہیں ہوتا۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی تفسیر و تشریح میں مختلف حدیثیں وارد ہوئی ہیں من منجملہ ان کے ایک معنیٰ یہ ہیں کہ پست لوگ وہ ہوتے ہیں جو پروا نہیں کرتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کے متعلق کیا کہا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ایک معنی یہ بیان کئے گئے ہیں کہ سفلہ وہ ہے جو طنبورہ بجاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ سفلہ وہ ہے جس سے بھلائی کرنا اسے خوش نہ کرے اور برائی کرنا اسے رنج نہ پہنچائے۔ (ایضاً)

۶۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو نااہل ہوتے ہوئے بھی امانت کا دعویٰ کرے الغرض یہ سب سفلہ آدمی کی بُری صفتیں ہیں پس جس میں یہ سب یا ان میں سے بعض صفتیں پائی جائیں وہ سفلہ ہے اور اس سے میل جور کھنے سے احتراز واجب ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۵

خرید و فروخت میں سچی قسم کھانا مکروہ اور جھوٹی قسم کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار آنجنابؑ نے ابن ابی معیط کے گھر جہاں اونٹوں کا بازار لگتا تھا کھڑے ہو کر فرمایا: اے گروہ دلالاں! قسمیں کم کھاؤ کیونکہ ان سے اگرچہ مال تجارت تو صرف ہو جاتا ہے مگر نفع مٹ جاتا ہے (برکت نہیں ہوتی)۔ (الفروع)

۲۔ درست بن ابو منصور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کی طرف خدا (قیامت کے دن) نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ (۱) ایک وہ شخص جس نے خدا کی ذات کو اپنی پونجی بنا رکھا ہے وہ نہیں خریدتا مگر قسم کے ساتھ اور نہیں بیچتا مگر قسم کے ساتھ۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ ابو اسماعیل مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ خبردار! قسم سے احتراز کرو۔ کیونکہ وہ اگرچہ مال تجارت کو صرف کر دیتی ہے۔ مگر برکت کو مٹا دیتی ہے۔

(ایضاً کذا عن الصادق علیہ السلام کما فی التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ویل ہے میری امت کے تاجروں کیلئے لا واللہ اور واللہ (بخدا نہیں، بخدا ہے) کی وجہ سے اور ویل ہے میری امت کے کاریگروں کیلئے امروز اور فردا (کے جھوٹے وعدوں) کی وجہ سے۔ (الفقیہ)

۵۔ فاضل طبرسی باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم مٹک کر چلنے والے، تہمند زمین پر گھسیٹنے والے اور قسمیں کھا کر اپنا مال فروخت کرنے والے شخص کو دشمن سمجھتا ہے۔

(مکارم الاخلاق، کذا فی المحاسن والامالی)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے خدا (بروز قیامت) نہ کلام کرے گا۔ اور نہ ہی ان کی طرف نگاہ کرم کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (۱) جو بڑائی کی وجہ سے اپنی تہمند کے دامن کو گھسیٹے۔ (۲) جو

قسمیں کھا کر اپنے مال تجارت کی تعریف کرے۔ (۳) وہ شخص جو بظاہر تو بڑے خلوص سے تمہارا استقبال کرے مگر اس کا دل دھوکہ سے لبریز ہو۔ (مکارم الاخلاق، تفسیر عیاشی)

۷۔ جناب عیاشی باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن خداوند عالم نہ ان کی طرف نگاہ کرم کرے گا اور نہ ہی ان کا تزکیہ (پاک) کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب موجود ہے۔ راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ خائب و خاسر کون ہیں؟ فرمایا: (۱) جو از راہ تکبر اپنی چادر زمین پر گھسیٹے۔ (۲) جو احسان جتلائے (۳) جو جھوٹی قسم کھا کر مال تجارت صرف کرے۔ آنحضرت نے تین بار اس بات کی تکرار فرمائی۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (یہاں باب ۲۶ اور ۶۰ میں اور) قسموں (کے باب ۱، ۴) میں بیان کی جائیں گی۔

باب ۲۶

دینار کے ساتھ ایک دینار سے بھی زیادہ نفع پر مال فروخت کرنا اور اس پر قسم کھانا مکروہ ہے مگر ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوجعفر فزاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مصادف نامی اپنے غلام کو بلا کر ایک ہزار دینار دیئے اور فرمایا: کہ (کاروبار کے لیے) مصر جانے کی تیاری کر کیونکہ میں کثیر العیال ہوں۔ چنانچہ اس نے کچھ مال و متاع کے ساتھ تیاری کی اور تاجروں کے قافلہ کے ہمراہ مصر روانہ ہو گیا پس جب یہ لوگ مصر کے قریب پہنچے تو ان کو مصر سے آنے والا ایک قافلہ ملا انہوں نے قافلہ والوں سے دریافت کیا کہ شہر میں اس مال کی کیا حالت ہے؟ قافلہ والوں نے انہیں بتایا کہ یہ مال تو وہاں ہے ہی نہیں۔ یہ سن کر انہوں نے ایسی قسمیں کھائیں کہ ہم یہ مال دینار کے ساتھ دینار کے نفع سے کم پر فروخت نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب مال و متاع فروخت کر کے واپس مدینہ پہنچے تو مصادف نے ہزار ہزار دینار کی دو تھیلیاں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیں اور عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں یہ ایک تو راس المال (اصل سرمایہ) کی ہے۔ اور یہ دوسری نفع کی ہے۔ امام نے فرمایا یہ تو بہت زیادہ نفع ہے بھلا تم نے کیا کیا ہے؟ جب مصادف نے سارا قصہ کہہ سنایا امامؑ نے سن کر فرمایا: سبحان اللہ! تم اس میں قسمیں کھاتے ہو کہ تم مسلمانوں کو دینار کے ساتھ دینار کے نفع سے کم پر مال فروخت نہیں کرو گے! پھر امام نے ایک تھیلی

اٹھالی اور فرمایا: یہ میرا اصل مال ہے اور مجھے اس نفع (دوسری تھیلی) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اے مصادف! تلواروں سے لڑنا رزق حلال تلاش کرنے سے آسان ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبداللہ بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ان تاجروں کے بارے جو اکھٹے کسی جگہ گئے اور آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ اپنی پسند کے مطابق مال فروخت کریں گے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ تفسیر (منسوب بہ) امام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے ایک شخص نے آپ سے دوسو درہم مانگے تاکہ وہ ان سے کوئی کاروبار کر کے زندگی گزارے۔ (یہاں تک کہ) فرمایا: اسے دو ہزار درہم دو اور فرمایا: اسے مازو میں صرف کر کیونکہ وہ خشک متاع ہے اور گھٹنے کے بعد اس کا نرخ چڑھ جاتا ہے اسے خرید کر رکھ دے۔ اور سال تک انتظار کر۔ اس اثنا میں ہمارے گھر آتا جاتا رہ اور ہر روز مزدوروں سے اسی کا نفع پوچھتے رہنا۔ الغرض جب مازو کا نرخ اتنا بڑھ گیا کہ ایک کے عوض پندرہ تب اس نے وہ مال جو دو ہزار درہم میں خریدا تھا۔ تیس ہزار درہم میں فروخت کیا۔ (تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکریؑ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے زکوٰۃ کے باب میں ایک درہم کا نفع اس درہم لینے ایک اور درہم کا نفع ایک درہم لینے کے بارے میں (مقدمات تجارت کے ابواب میں) بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں کہ مومن کے ساتھ نفع میں نرمی کرنا، یا اس سے بالکل نفع نہ لینا مستحب ہے۔

باب ۲۷

جب مسلمانوں کو مال کی ضرورت ہوتو اس کا احتکار (روکے رکھنا) حرام ہے اور احتکار کس چیز میں ثابت ہوتا ہے اور اس کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سکونی اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حکرہ (مہنگا فروشی کے لیے غلہ روکنا) آسائش کے دنوں میں چالیس دن تک اور تنگی کے ایام میں تین دن تک جائز ہے اور جو آسائش کے دنوں میں چالیس دن سے زیادہ تک روکے وہ ملعون ہے اور تنگی کے ایام میں تین دن سے زیادہ عرصہ تک غلہ کو روکے رکھے وہ بھی ملعون ہے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حد بندی بھی اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس سے کمتر مدت میں ضرورت پوری نہ ہو سکے۔

۲۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص خوراک روکے رکھتا ہے اور مہنگائی کا انتظار کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر خوراک وسیع ہو جس سے لوگوں کی ضروریات پوری ہو رہی ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر خوراک کم ہو اور لوگوں کی ضروریات کے لیے کافی نہ ہو تو پھر یہ بات مکروہ ہے کہ لوگوں کے پاس خوراک نہ ہو اور یہ اس کا احتکار کرے۔ (الفروع، التہذیب الاستبصار)

۳۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کمانے والا مرزوق ہوتا ہے (اسے روزی مل جاتی ہے) اور مہنگائی کے انتظار میں غلہ روکنے والا ملعون ہوتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التوحید، التہذیب الاستبصار)

۴۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ احتکار صرف گندم، جو، کھجور، کشمش اور گھی میں ہوتا ہے۔ (کتب اربعہ، حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی روایت میں تیل کی لفظ بھی موجود ہے، کذا فی الخصال)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن کوہر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قحط سالی میں مبتلا ہو جاؤ تو پھر کشمش کھانے کا اہتمام کرو۔ (التہذیب، الفروع)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مریم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کوئی خوراک خریدے اور پھر چالیس دن تک مہنگائی کے انتظار میں اسے دبائے رکھے پھر اسے (مہنگا) فروخت کرے اس کی قیمت صدقہ کر دے تو بھی یہ (نیکی) اس کا کفارہ نہیں بن سکے گی۔ (الامالی)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ شہروں میں احتکار کی ممانعت فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کہ "حکرہ صرف گندم، جو، کھجور، کشمش اور گھی میں ہوتا ہے۔ (قرب الاسناد)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ احتکار وہی کرتا ہے جو خطاکار (گنہگار) ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

۹۔ جناب شیخ ورام اپنی کتاب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور وہ جبرائیل سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا ایک بار میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں ایک وادی جوش مار رہی ہے میں نے مالک (داروغہ جہنم) سے پوچھا اے مالک! یہ وادی کس کے لیے ہے؟ کہا تین آدمیوں کے لیے (۱) جو غلہ کا احتکار کرے۔ (۲) جو ہمیشہ شراب نوشی کرے۔ (۳) فاحشہ عورتوں کی دلالی کرے۔ (مجموعہ شیخ)

۱۰۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مالک اشتر کے نام اپنے حکم نامہ میں لکھا: "لوگوں کو احتکار سے منع کرو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت کی ہے۔ اور بیع وشرا میزان عدل کے مطابق بالکل آسان ہونی چاہئے کہ جس سے بائع یا مشتری کسی کی بھی حق تلفی نہ ہو اور جو تمہاری اس مناہی کے بعد بھی احتکار کرے اسے مناسب سزا دو۔" (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ از امر بالمعروف اور باب ۲۱ از مما یکتسب بہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ و ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲۸

جب کوئی اور فروخت کرنے والا موجود ہو تو پھر احتکار حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکرہ (مہنگائی کے لالچ میں غلہ روکنا) کا مطلب دریافت کیا گیا؟ فرمایا: حکرہ یہ ہے کہ تم کچھ خوراک خریدو اور اس شہر میں اس کے علاوہ کچھ اور نہ ہو اور تم اسے روکے رکھو لیکن اگر شہر میں اس کے علاوہ خوراک اور مال و متاع ہے۔ (جو فروخت کیا جاتا ہے) تو پھر اگر اپنے مال تجارت سے زیادہ (نفع) طلب کرو۔ تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التوحید، الفقیہ، التہذیب الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی ہے "راوی نے آنجناب سے تیل (نہ کشمش) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب تمہارے علاوہ کسی کے پاس ہے (جو فروخت کر رہا ہے اور ضرورت پوری ہو رہی ہو تو پھر) اس کے روکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوالفضل سالم حناط بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت کیا اور فرمایا: تمہارا شغل کیا ہے؟ عرض کیا حناط (گندم فروش) ہوں بعض اوقات اس کا خوب چل چلاؤ ہوتا ہے اور بعض اوقات کساد بازاری ہوتی ہے اور جب یہ صورتحال ہو تو روک لیتا ہوں۔ فرمایا: تمہارے علاقے کے لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں عرض کیا کہ وہ (مجھے) محتکر (مہنگا فروشی کے لیے غلہ روکنے والا) کہتے ہیں۔ فرمایا: تمہارے علاوہ اور بھی کوئی گندم فروش ہے عرض کیا کہ میں تو ہزار میں سے ایک جزء بھی فروخت نہیں کرتا۔ (یعنی اور بہت سے لوگ کاروبار کرتے ہیں) فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ فرمایا: (احتکار دراصل یوں تھا) کہ قوم قریش کا ایک شخص تھا جس کا نام تھا حکیم ابن حزام جب (باہر سے) غلہ مدینے میں آتا تھا تو وہ سب کا سب خرید کر رکھ لیتا تھا اور (مہنگا

ہونے پر فروخت کرتا تھا) ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے حکیم خبردار احتکار نہ کر۔ (کتب اربعہ و کتاب التوحید)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کے کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۹

جب لوگوں کو (غلہ کی) ضرورت ہو تو احتکار کرنے والوں پر غلہ کا فروخت کرنا واجب ہے۔ اور ان کو مجبور کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حذیفہ بن منصور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں خوراک ختم ہوگئی تو مسلمان آنحضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! غلہ ختم ہوگیا ہے اور سوائے فلاں شخص کے کسی کے پاس کچھ نہیں۔ آپ ﷺ اسے حکم دیں کہ وہ مال فروخت کرے۔ پس آنحضرت نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے فلاں! مسلمانوں نے بتایا ہے کہ خوراک ختم ہوگئی ہے اور صرف تمہارے پاس ہے لہٰذا تو اسے باہر نکال اور جس طرح چاہے (مطلوبہ نرخ پر) فروخت کر مگر اسے روک نہ لے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷، ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد (باب ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی۔

باب ۳۰

جب غلہ روکنے والے کو (عندالضرورت) مال فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے تو اس پر نرخ مقرر نہیں کیا جائے گا۔ (بلکہ وہ خود اپنی مرضی کا نرخ مقرر کرے گا)۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن عبداللہ بن ضمرہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے اور وہ حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے غلہ روکا ہوا تھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ غلہ لوگوں کے سامنے بازار میں لے آئیں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اگر آپ اس کی قیمت بھی مقرر کر دیتے تو؟ (بہتر ہوتا) اس پر آنحضرت اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کے چہرہ اقدس پر غیظ و غضب کے آثار نمودار ہوگئے اور فرمایا: میں ان کا نرخ مقرر کروں؟ یہ تو خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے جب چاہتا

ہے بڑھا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے گھٹا دیتا ہے۔ (التہذیب، الفروع، التوحید، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! نرخ بڑھتے گھٹتے رہتے ہیں اگر آپ ایک ہی نرخ مقرر کر دیتے تو بہتر ہوتا؟ فرمایا: میں کوئی بدعت ایجاد کر کے خدا کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہونا چاہتا۔ خدا نے مجھے اس کا کوئی اختیار نہیں دیا (پھر فرمایا) خدا کے بندوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو کہ بعض بعض سے کھاتے ہیں ہاں البتہ جب تم سے نصیحت طلب کی جائے تو پھر تم نصیحت کرو (الفروع، التوحید)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے نرخ پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو اس کے حکم سے اس کا نظم ونسق چلاتا ہے۔ (ایضا) (نیز اگر نرخ چڑھتا ہے تو مال کی قلت سے نہیں اور اگر گھٹتا ہے تو اس کی کثرت سے نہیں کذا عن الصادق علیہ السلام۔ (الفروع)

۴۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں بھاؤ کے چڑھنے کا تذکرہ کیا گیا؟ فرمایا: یہ میرے متعلق نہیں ہے اگر چڑھتا ہے تو بھی اس (خدا) پر ہے اور اگر گھٹتا ہے تو بھی اس (خدا) پر ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمام چیزوں کی باگ ڈور جناب یوسفؑ بن یعقوبؑ کے حوالے کی گئی تو آپ نے تمام (خوراک) چند گھروں (انباروں) میں رکھوا دی اور اپنے بعض نمائندوں کو حکم دیا کہ اسے فروخت کریں اور اس کا نرخ بھی مقرر کریں کہ اتنی مقدار اتنی قیمت پر۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ فلاں دن نرخ چڑھ جائے گا۔ تو آپ نے نرخ کی بڑھتی کا نام لینا مناسب نہ سمجھا بس اتنا فرمادیا کہ جا اور فروخت کر اور نرخ کا تذکرہ نہ کر نمائندہ کچھ دور گیا پھر واپس لوٹ آیا مگر آپ نے پھر بھی صرف یہی فرمایا کہ جا اور مال فروخت کر آپ نے مہنگائی کا تذکرہ مناسب نہ سمجھا پس وہ چلا گیا۔ اور جب پہلا خریدار آیا تو جب یہ پیمانہ سے ناپنے لگا تو جب کل والے پیمانہ سے قدرے کم تولا تو خریدار نے خود کہہ دیا کہ بس میں نے اتنی قیمت کے عوض اتنا مال ہی خریدنا ہے تو نمائندے کو پتہ چل گیا پھر (دوسرے دن) دوسرا گاہک آیا اس نے کہا میرے لئے مال تولیئے جب وہ کل والے پیمانہ سے بھی کم مقدار پر پہنچا تو خریدار نے کہا میں نے اتنی قیمت پر صرف اتنا مال لینا ہے۔ اس سے نمائندہ کو معلوم ہو گیا کہ نرخ اور بھی بڑھ گیا ہے یہاں تک کہ اسی طرح ایک ایک کیساتھ معاملہ کیا (الفروع، کذا فی التفسیر العیاشی بتفاوت یسیر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

جائیداد خریدنے سے پہلے سال بھر کا خرچہ جمع کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے سال تک غلہ بند کر کے رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میں خود ایسا کرتا ہوں یعنی سال کی ضرورت کا غلہ جمع کرتا ہوں۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ حسن بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب آدمی سال بھر کا غلہ گھر میں رکھ لیتا ہے تو اس کی پشت ہلکی ہو جاتی ہے اور وہ سکون کا سانس لیتا ہے (پھر فرمایا) کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس وقت تک کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں خریدتے تھے جب تک پہلے سال بھر کی خوراک جمع نہیں کر لیتے تھے۔(الفروع، کذا فی قرب الاسناد)

۳۔ ابن بکیر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب نفس اپنی (سال کی) خوراک اکٹھی کر لیتا ہے تو اسے سکون حاصل ہو جاتا ہے۔(الفروع، الفقیہ)

۴۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں (صوفیہ کے برخلاف احتجاج کرتے ہوئے) فرمایا: تم جانتے ہو کہ جناب سلمانؓ اور ابوذرؓ فضل و کمال اور تقویٰ کے کس درجہ پر فائز تھے، مگر وہ جب اپنے حصہ کا عطیہ وصول کرتے تھے تو پہلے پورے سال کا خرچہ اکٹھا کر کے رکھ لیتے تھے۔ ان سے کہا گیا اے ابوعبداللہ! آپ اپنے زہد و تقویٰ کے باوجود سال بھر کی خوراک جمع کر کے رکھتے ہیں آپ کو کیا پتہ کہ آپ کا آج یا کل انتقال ہو جائے؟ تو ان کا جواب یہ تھا کہ جس طرح تمہیں میری آج یا کل موت کا احتمال ہے کیا تمہیں آئندہ سال تک میرے زندہ رہنے کا احتمال نہیں ہے؟ اے جاہلو! آدمی کے پاس جب تک زندگی گزارنے کا سامان نہ ہو تب تک پریشان رہتا ہے پس جب اپنی خوراک اکٹھی کر لیتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (گزشتہ بعض ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۳۲

جب لوگ سخت تنگی میں مبتلا ہوں تو ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے سال کا خرچہ بھی فروخت کر دینا اور پھر ہر روز کا خرچہ خریدنا اور گندم کا جو کے ساتھ مخلوط کرنا مستحب ہے جبکہ لوگ (ضرورت کے تحت) ایسا کریں۔

(اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار مدینہ میں قحط پڑ گیا یہاں تک کہ بڑے بڑے مالدار بھی گندم میں جو ملا کر کھانے لگے جب کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس عمدہ قسم کی گندم موجود تھی جسے آپ نے سال کی ابتداء میں خرید کر رکھ لیا تھا امام نے غلام کو حکم دیا کہ کچھ جو خرید کر لاؤ اور انہیں اس گندم کے ساتھ ملا دو یا پھر اس (گندم) کو فروخت کر دو ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم اعلیٰ قسم کی گندم کھائیں جبکہ لوگ ردی (مخلوط) کھا رہے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معتب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا جب کہ مدینہ میں خوراک کا نرخ بڑھ گیا تھا۔ ہمارے پاس کس قدر خوراک ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس قدر ہے کہ جو کئی مہینوں تک کافی ہے۔ فرمایا: اسے باہر نکالو اور فروخت کر دو۔ میں نے عرض کیا کہ مدینہ میں تو غلہ نہیں ہے (پھر ہم کیا کرینگے؟) فرمایا: فروخت کر دو چنانچہ میں نے وہ غلہ فروخت کر دیا تو فرمایا: اب عام لوگوں کے ساتھ (ان کی طرح) ہر روز کا خرچہ خرید کر لایا کر۔ اور فرمایا: اے معتب! میرے اہل و عیال کی خوراک کو مخلوط کرو نصف گندم اور نصف جو۔ خدا جانتا ہے کہ ان کو خالص گندم کھلانے کی قدرت رکھتا ہوں مگر میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خدا مجھے دیکھے کہ میں نے اپنی گزر بسر کا تخمینہ اچھا لگایا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ معتب بیان کرتے ہیں کہ جب پھل پک کر تیار ہو جاتا تھا تو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اسے فروخت کر دیں اور پھر عام مسلمانوں کے ساتھ روز بروز (ضرورت کے تحت) خریدیں۔ (ایضاً)

باب ۳۳

گندم کا خریدنا مستحب ہے اور آٹا خریدنا مکروہ ہے اور جب گندم خریدنا ممکن ہو تو پھر روٹی کا خریدنا مکروہ مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ گندم کا خریدنا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے اور آٹے کا خریدنا فقر کو جنم دیتا ہے۔ اور روٹی کا خریدنا تو بے برکتی ہے۔ راوی نے عرض کیا خدا آپ کو زندہ و سلامت رکھے۔ جو شخص گندم نہ خرید سکے تو؟ فرمایا: یہ (کراہت) اس شخص کے لیے ہے جو خرید سکتا ہو اور نہ خریدے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو الصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے ابو الصباح! آٹے کا خریدنا ذلت ہے اور گندم کا خریدنا عزت ہے اور (پکی پکائی) روٹی کا خریدنا فقر ہے پس ہم فقر و فاقہ سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ سیاری ایک بزرگ سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا اور (پکی پکائی) روٹی خرید کر کھانا زندگی کی تلخی میں سے ہے۔ (الفروع)

۴۔ محمد بن فضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہارے پاس صرف ایک درہم ہو تو اس سے گندم خریدو کیونکہ آٹا (خریدنے) میں بے برکتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص گندم خریدتا ہے اس کا مال زیادہ ہوتا ہے اور جو آٹا خریدتا ہے اس کا آدھا مال چلا جاتا ہے اور جب روٹی خریدتا ہے اس کا سارا مال ضائع ہو جاتا ہے۔ (التہذیب)

باب ۳۴

خوراک کا پیمانہ سے ناپ کر لینا مستحب ہے اور صرف تخمینہ سے لینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کچھ لوگوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری خوراک جلدی ختم ہو جاتی ہے؟ فرمایا: تم (پیمانے سے) ناپ کر لیتے ہو یا ویسے ہی (تخمینہ سے) انڈیل لیتے ہو؟ عرض کیا: تخمینہ سے انڈیل لیتے ہیں! فرمایا: پیمانہ سے ناپا کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے مسمع! جب خادمہ خوراک انڈیلنے لگے تو اسے حکم دے کہ وہ پیمانہ سے ناپے کیونکہ برکت اس خوراک میں ہوتی ہے جسے ناپا جائے۔ (الفروع)

باب ۳۵

مستحب ہے کہ مختلف چیزوں کا تجربہ کیا جائے اور پھر سود مند معاملے کو لازم پکڑا جائے اور جس شخص کے ذمہ کوئی حق ہو اس سے لکھوا لینا چاہیئے)۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ رحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک شخص نے حضرت رسولخدا ﷺ کی خدمت میں پیشہ کی شکایت کی (کہ کونسا پیشہ اختیار کرے؟) فرمایا۔ مختلف چیزوں کی خرید و فروخت کر پس جسمیں نفع ہو اسے لازم پکڑ۔ (الفروع، الفقیہ)

۲ بشیر نبالؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب تمہیں کسی چیز سے فائدہ ہو تو پھر اسے لازم پکڑو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳ یحیٰی حذاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت موسیٰ کاظمؑ (یا امام رضاؑ) کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بسا اوقات میں اپنے کسی بزرگ کی موجودگی میں کوئی مال خریدتا ہوں۔ تو مجھے انکی وجہ سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو؟ فرمایا اس سے کنارہ کشی کر۔ اور اسکے روبرو کچھ نہ خرید۔ اور جب تم نے کسی شخص سے کچھ لینا ہو تو اس سے کہہ کہ وہ لکھ دے: "کہ فلاں بن فلاں نے یہ لکھا ہے اور اس پر خدا کو گواہ قرار دیا ہے اور گواہی کیلئے خدا کافی ہے۔ (کہ اس نے فلاں کا فلاں حق دینا ہے) فرمایا (جب وہ ایسا کرے گا) تو اپنی زندگی میں یا اپنے مرنے کے بعد ضرور وہ حق ادا کرے گا۔ (الفروع)

۴ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ایک کاروبار کرے اور اس میں اسے کوئی فائدہ نظر نہ آئے تو اسے ترک کرکے کوئی اور کاروبار کرے۔ (الفروع والتہذیب)

۵ محمد بن فضیل حضرت امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا ہر وہ چیز جس سے آدمی اپنی روزی کا آغاز کرے وہی (اس کی) تجارت ہے۔ (الفروع)

۶ ولید بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ وہ ہیں جن کی روزی کاروبار میں ہے کچھ وہ ہیں جن کی روزی تلوار میں ہے اور کچھ وہ ہیں جن کی روزی ان کی زبان میں ہے (ایضاً)

۷ وشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آدمی کی (اصل) تدبیر تو اس کی کسب و کمائی میں ہے۔ (ایضاً)

باب ۳۶

تلقی رکبان (یعنی تجار کے قافلہ سے اس کے شہر میں پہنچنے سے پہلے) راستے میں اس کا استقبال کرنا، اس سے جا کر ملنا اور اس سے خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے۔ اور اس کی حد چار فرسخ ہے۔ اگر اس سے آگے جا کر ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور سابقہ صورت میں جو کچھ حاصل کیا جائے اس کی فروخت اور اس کا کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منہال قصاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (تاجروں کے آنے والے قافلے سے) ملاقات نہ کر۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تلقی کی ممانعت فرمائی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ تلقی کی حد کیا ہے؟ فرمایا صبح دن کے اگلے حصے میں یا شام دن کے آخری حصے میں جو شرعی سفر سے کم ہو۔ عرض کیا کہ صبح یا شام کے سفر کی حد کیا ہے؟ فرمایا چار فرسخ۔ جناب ابن ابی عمیر فرماتے ہیں کہ اگر اس سے مسافت زیادہ ہو تو پھر وہ ممنوع تلقی نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲ نیز منہال قصاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا نہ تلقی (رکبان) کر اور نہ اس سے کچھ خرید اور (اگر کچھ خریدے تو) اسے مت کھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ) اور اگر اس طرح بکریاں خریدے تو ان کا گوشت نہ کھا۔ (ایضاً)

۳ عروہ بن عبداللہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص شہر سے باہر جا کر تجارت (کے قافلے) کا استقبال نہ کرے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (مکروہ) تلقی کی حد شام کا سفر ہے پس جب چار فرسخ تک پہنچ جائے تو پھر یہ جلب (رزق) ہے۔ (روزی کو اپنی طرف کھینچنا) ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۶، ۲۷ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو جلب رزق کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۷

کسی شہری کا کسی دیہاتی کا نمائندہ بن کر اس کا مال فروخت کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عروہ بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کوئی شہری کسی دیہاتی کا نمائندہ بن کر اس کا مال فروخت نہ کرے اور خدا بعض مسلمانوں کو دوسرے بعض سے روزی دیتا ہے۔ (تو یہ شہری اس میں رخنہ نہ ڈالے) (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ جناب یونس بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ بالا کلام "کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے" کی تشریح یہ ہے کہ پھل فروٹ اور دیگر مختلف قسم کے غلات جو دیہاتوں سے (شہر کے) بازار میں لائے جائیں تو کسی بازار والے آدمی کے لیے جائز نہیں ہے کہ ان کا یہ مال لوگوں کے ہاتھ میں فروخت کرے بلکہ چاہئے کہ دیہاتوں سے پھل فروٹ اور غلات لانے والے خود اپنا مال فروخت کریں (تاکہ شہریوں کو زیادہ نفع ہو) لیکن اگر کوئی شہری اپنا مال کسی دوسرے شہر میں پہنچائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا تجارتی کاروبار ہے۔ (الفروع)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: کوئی شہری آدمی کسی دیہاتی آدمی کے لیے مال فروخت نہ کرے فرمایا: لوگوں کو (اپنے حال پر) چھوڑو (تاکہ) خدا بعض کو بعض کے ذریعے سے روزی دے۔ (الامالی فرزند شیخ طوسی)

باب ۴۸

خمیری روٹی یا عام روٹی اور نمک بطور قرض نہ دینا اور آگ دینے سے انکار کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دوسرے کو خمیری روٹی اور دوسری روٹی بطور قرض لینے دینے سے انکار نہ کرو کہ ایسا کرنا فقر و فاقہ کا موجب ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرؑ نے فرمایا ہے کہ (لوگوں کو) نمک اور آگ نہ دینا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمیری روٹی کا ادھار پر دینے اور آگ دینے سے انکار نہ کرو کہ ایسا کرنا گھر والوں کیلئے روزی کو کھینچ کر لاتا ہے اور اس میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ بھی ہے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۳۹ اور باب ۴۱ از دین میں) بیان کی جائیگی انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۳۹

بلاضرورت روٹی کا شمار کرنا مکروہ ہے اور مقدار کے لحاظ سے قرضہ دینا جائز ہے اور تراضی طرفین کی صورت میں بڑی روٹی کے عوض چھوٹی یا چھوٹی کے عوض بڑی روٹی دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ روٹیاں گن رہی ہیں فرمایا: اے عائشہ روٹیاں شمار نہ کرو ورنہ انہیں بھی تم پر شمار کیا جائے گا (اور تمہاری روزی بند ہو جائیگی)۔(التہذیب الفقیہ)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں پڑوسیوں سے قرضہ کے طور پر روٹی لیتا ہوں مگر ایسا ہوتا ہے کہ بعض اوقات لیتا بڑی ہوں اور دیتا چھوٹی ہوں یا لیتا چھوٹی ہوں اور دیتا بڑی ہوں تو؟ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۱ از دین میں) بیان کی جائیگی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

مضطر آدمی کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرنا اور اس سے نفع لینا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مضطر (مجبور) آدمی سے نفع لینا حرام ہے اور وہ سود ہے؟ فرمایا: تو نے کبھی کوئی امیر یا فقیر ایسا دیکھا ہے جو ضرورت کے بغیر کوئی چیز خریدتا ہو؟ اے عمر! خدا نے بیع کرنے کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے پس نفع لے مگر سود نہ لے۔ راوی نے عرض کیا کہ سود کیا ہے؟ فرمایا: ایک درہم کے عوض کئی درہم اور ایک مثل کے برابر مثلین۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوایوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا کاٹنے والا زمانہ آئے گا کہ ہر شخص اسے کاٹے گا جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ فضل

(اور احسان) کرنا بھول جائے گا حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿ولا تنسوا الفضل بینکم﴾ (آپس میں فضل اور بھلائی کرنا نہ بھولو) پھر اس عہد میں کچھ ایسے لوگ برآمد ہونگے جو مضطر و مجبور لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے۔ وہ سب لوگوں سے بدتر ہونگے۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار، عیون الاخبار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی سابقہ حدیث کو روایت کیا ہے مگر اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے (کہ لوگ مضطر لوگوں سے خرید و فروخت کریں گے) حالانکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیع مضطر (مجبور کے ہاتھوں کچھ فروخت کرنے) اور غرری بیع (دھوکہ والی بیع) کی ممانعت فرمائی ہے۔ (عیون الاخبار)

۴۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا لوگوں پر ایک ایسا کاٹنے والا زمانہ آئے گا کہ ایک سرمایہ دار اسے کاٹے گا جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہوگا حالانکہ اسے اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے خداوند عالم فرماتا ہے ولا تنسوا الفضل بینکم ایک دوسرے کے ساتھ احسان کرنے کو نہ بھولو) اس دور میں اشرار کا احترام کیا جائے گا۔ اور اخیار کو ذلیل کیا جائے گا۔ اور مضطروں سے خرید و فروخت کی جائے گی حالانکہ بیع مضطرین کی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناہی فرمائی ہے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۶ جہاد بالنفس اور (مؤمن سے) نفع لینے کی کراہت پر باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (بعض ابواب میں بیان کی جائینگی۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۴

(کسی چیز کی) قیمت کو بہت گھٹانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن عبداللہ قریشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا لکڑی کا ایک گھڑا ہوا آدمی لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہے اور اپنی تلوار نکالتا ہے اور میں اس کا مشاہدہ کرتا ہوں تو جزع فزع کرتا ہوں؟ فرمایا: (اس سے معلوم ہوتا ہے) کہ تو ایک ایسا شخص ہے جو ایک شخص کے ساتھ اس کی معیشت میں فراڈ کرنا چاہتا ہے۔ پس اس خدا سے ڈر جس نے تجھے پیدا کیا ہے اور پھر مارے گا۔ امام کا یہ جواب سن کر وہ شخص بولا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو بڑا علم دیا گیا ہے آپ نے اس کا استنباط اس کے مرکز سے کیا ہے (واقعاً) میرے ایک پڑوسی نے اپنی جائیداد (فروخت کے لیے) مجھے پیش کی۔ اور میں نے ارادہ کیا کہ بہت ہی کم قیمت پر اس سے ہتھیا لوں کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ میرے سوا اس کا اور کوئی خریدار نہیں تھا۔ (الروضہ)

باب ۴۲

آدمی کا خرید وفروخت اور لین دین میں سہل اور نرم خو ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان (بن سدیر) سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ خدا اس شخص کے کاروبار میں برکت دے جو بیچنے میں نرم ہو خریدنے میں نرم ہو فیصلہ کرنے میں نرم ہو اور تقاضا کرنے میں نرم ہو۔ (التہذیب کذا فی الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس شخص کو بخشے جو تم سے پہلے تھا جو جب فروخت کرتا تھا تو نرمی کے ساتھ خریدتا تھا تو نرمی کے ساتھ جب فیصلہ کرتا تھا تو نرمی کے ساتھ اور جب اپنے حق کا تقاضا کرتا تھا تو نرمی کے ساتھ۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۳

عمدہ قسم کے مال کی خرید وفروخت مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عاصم بن حمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ غلہ کی خرید وفروخت کرتا ہوں، فرمایا: عمدہ خریدو اور عمدہ بیچو کیونکہ جب تم عمدہ غلہ فروخت کرو گے تو کہا جائے گا کہ خدا تمہیں برکت دے اور تمہارے ہاتھ فروخت کرنے والے کو بھی برکت دے۔ (الفروع)

۲۔ مروک بن عبید ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا عمدہ مال کے متعلق بھی دو دعائیں کی جاتی ہیں۔ اور ردی مال کے متعلق بھی دو بددعائیں کی جاتی ہیں یعنی عمدہ مال والے کے حق میں کہا جاتا ہے خدا تمہیں بھی برکت دے اور اسے بھی برکت دے جس نے تمہارے ہاتھ میں مال فروخت کیا اور ردی مال والے سے کہا جاتا ہے کہ یہ مال نہ تمہارے لیے مبارک ہو اور نہ تمہارے ہاتھ فروخت کرنے والے کے لیے مبارک ہو۔ (الفروع، الخصال)

باب ۴۴

سودا طے ہو جانے اور کمی کو قبول کر لینے کے بعد پھر قیمت میں کمی کرانا مکروہ ہے مگر بیع وشرا اور اجارہ میں حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی (کلابی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے ایک کنیز خریدی۔ اور جب قیمت ادا کرنے کے لیے جانے لگا تو عرض کیا کہ اب کچھ قیمت کم کراؤں؟ فرمایا: نہ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاملہ ختم ہو جانے کے بعد قیمت گھٹانے کی ممانعت کی ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی ابو الاکراد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک کام کراتا ہوں جس میں کاریگر اور نقش و نگار ہے اور طے کرتا ہوں کہ کسی چیز کے دس جوڑ نقش کے پانچ درہم اور بیس جوڑ کے دس درہم اور جب کام مکمل ہو جاتا ہے تو حساب و کتاب کے وقت میں اس (مالک) سے کہتا ہوں کہ اچھائی کر۔ (فرمایا) پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ معلی بن خنیس (عثمان) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی آدمی سے کچھ مال و متاع خریدتا ہے اور پھر (معاملہ طے ہو چکنے کے بعد) قیمت میں کمی کراتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اور ہم نے خود حکم دیا اور اس سلسلہ میں میں نے ان کیلئے ایک آدمی سے بات کی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک کنیز فروختگی کے لیے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی پس امام علیہ السلام مجھ سے بھاؤ طے کرنے لگے اور میں نے ان سے یہاں تک کہہ دیا کہ میں نے وہ کنیز آپ کے ہاتھ فروخت کر دی۔ امام علیہ السلام نے میرے ہاتھ پر (اپنا ہاتھ رکھا) فرمایا (معاملہ طے ہو گیا) تب میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کہ میں نے اس لئے آپ سے اس لئے بھاؤ طے کیا تا کہ معلوم ہو کہ بھاؤ طے کرنا چاہیے یا نہ؟ اور عرض کیا کہ میں (اصل قیمت سے) دس دینار کم کرتا ہوں؟ فرمایا: کاش کہ یہ (کمی) معاملہ طے ہونے سے پہلے ہوتی۔ کیا تم تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نہیں پہنچا کہ فرمایا: سودا طے ہو جانے کے بعد کمی کرانا حرام ہے۔ (الفقیہ، الفروع) (یہاں لفظ حرام کراہت پر محمول ہے)۔

۵ یوسف بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک

شخص کچھ مال خریدتا ہے اور معاملہ طے ہو جانے کے بعد اس سے کچھ (قیمت) کم کراتا ہے مگر اسے مجبور نہیں کرتا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

باب ۴۵

مماکسہ (بھاؤ تاؤ کرنا) اور دھوکہ سے بچنے کی کوشش کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جب کہ ابو حنیفہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ کل لوگوں نے آپ سے بڑا تعجب کیا جبکہ آپؑ (منیٰ میں) اونٹ خریدتے وقت بڑا بھاؤ تاؤ کر رہے تھے؟ امام نے فرمایا: اس بات پر خدا خوش نہیں ہوتا کہ میرے مال میں مجھے دھوکہ دیا جائے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خریدار سے خوب بھاؤ تاؤ کرو کیونکہ اس طرح نفس کو آرام ملتا ہے اگرچہ بہت ہی دیدے۔ کیونکہ جسے خرید و فروخت میں دھوکہ دیا جائے وہ شخص نہ قابل تعریف ہے اور نہ ہی کسی اجر کا مستحق ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں اور حج (باب ۱۹ از ذبح اور جہاد النفس باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

کس چیز میں مماکسہ (بھاؤ تاؤ کرنا) مکروہ ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے وکیل سے فرماتے تھے کہ جب میرے لیے ضروریات میں سے کوئی چیز خریدنا چاہو تو بس خرید لینا اور مماکسہ نہ کرنا۔ (الفروع)

۲۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علیؑ کے نام وصیت میں فرمایا: یا علیؑ چار چیزوں کے بارے میں بھاؤ تاؤ نہ کرو۔ (۱) قربانی کے جانور میں (۲) کفن میں (۳) غلام و کنیز کی قیمت میں (۴) اور مکہ جانے (سفر حج) کے کرایہ میں۔ (الفروع، الخصال، کذا عن الباقر علیہ السلام)

باب ۴۷

اپنے ذریعہ معاش کو چھپانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوجعفر احول سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟ عرض کیا کہ دو غلام ہیں اور دو اونٹ (جو بار برداری کا کام کرتے) ہیں۔ فرمایا: اسے اپنے (دینی) بھائیوں سے چھپاؤ کیونکہ انہوں نے (معلوم کرنے کے بعد) اگر تمہیں نقصان نہ پہنچایا (جس کی زیادہ توقع ہے) تو تمہیں فائدہ تو یقیناً نہیں پہنچائیں گے۔(الفروع، التہذیب)

باب ۴۸

تنگی معیشت کے وقت (حیوانات کے) چھوٹے بچے خرید کر (اور ان کو پال پوس) کر بڑے کر کے فروخت کرنا اور روئی کا کاروبار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن مثنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جس شخص کی روزی تنگ ہو جائے اسے چاہیئے کہ چھوٹے جانور خریدے اور انہیں بڑا کر کے فروخت کرے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جس شخص کی طاقت کمزور ہو جائے تو وہ روئی کا کاروبار کرے۔(ایضاً)

۳۔ عبداللہ ابن ابراہیم ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی طاقت تصرف سے کم ہو جائے تو (حیوانات کے) چھوٹے بچوں کی پرورش کرے (اور انہیں بڑا کر کے فروخت کرے)(ایضاً)

باب ۴۹

بولی کے وقت (نرخ) زیادہ کرنے، مسلمان کے سودے میں دخل دینے اور نجش (جھوٹی بولی دینے) کا حکم۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود امیہ بن عمرو شعیری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی بولی دے رہا ہو تو تمہارے لیے زیادہ بولی دینا (چڑھی مارنا) روا نہیں ہے۔ پس زیادہ بولی دینے کو ندا (بولی) حرام کرتی ہے اور خاموش (جب ان کا معاملہ ہو) اسے حلال قرار دیتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ عبداللہ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گودنے والی عورت اور جسے گودا جائے یعنی بوگس بولی دینے والا اور جسکی خاطر دی جائے یہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر لعنتی ہیں۔ (الاصول)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث مناہی میں برادر مسلمان کے سودے میں دخل دینے کی مناہی فرمائی۔ (الفقیہ)

۴۔ قاسم بن سلام باسناد متصل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا نجش (بوگس بولی) نہ دو اور تدابر (باہمی بائیکاٹ) نہ کرو حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نجش یہ ہے کہ ایک آدمی جو دراصل چیز خریدنا نہ چاہتا ہو مگر (مالک سے ساز باز کرکے) محض اس لئے بولی دے تا کہ سننے والے اسے سن کر قیمت بڑھائیں اور تدابر کے معنی بائیکاٹ کے ہیں۔ (معانی الاخبار)

باب ۵۰

رزق اگرچہ تھوڑا ہو تاہم اس کا طلب کرنا مستحب ہے اور اسے تھوڑا سمجھ کر چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تھوڑی روزی کو طلب کرے تو اس کا یہ اقدام اسے زیادہ روزی کی طلب کرنے پر آمادہ کرے گا (اور اسکے عکس کا نتیجہ بھی برعکس ہوگا)۔ (الفروع)

۲۔ حسن بن بسام جمال بیان کرتے ہیں کہ میں اسحاق بن عمار صیرفی کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص آیا جو صرف ایک دینار کا غلہ چاہتا تھا اور اسحاق دکان کا دروازہ بند کر چکے تھے اور (ہمیوں والی) تھیلی پر مہر لگا چکے تھے۔ مگر (اس کے باوجود) انہوں نے اس شخص کو ایک دینار کا غلہ دیا میں نے کہا اسحاق! افسوس ہے آپ پر یا تو آپ کیلئے کشتی میں ہزار ہزار (ایک ایک لاکھ) درہم (کا سامان) آتا ہے اور یا پھر آپ ایک دینار کا سودا دے رہے ہیں؟ انہوں نے کہا تم خیال کرتے ہو کہ میں نے کسی ضرورت کے تحت ایسا کیا ہے؟ بلکہ بات دراصل یوں ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص تھوڑے رزق کو تھوڑا سمجھے (اور اسے نظر انداز

کردے) تو وہ زیادہ رزق سے محروم ہو جاتا ہے پھر امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے اسحاق۔ کبھی تھوڑے رزق کو تھوڑا نہ سمجھنا ورنہ زیادہ سے محروم ہو جاؤ گے۔ (ایضاً)

۳ حسین جمال بیان کرتے ہیں ایک دن میں اسحاق بن عمار کے پاس حاضر تھا جبکہ وہ تھیلی بند کر کے اب (دکان سے) اٹھنا چاہتے تھے کہ ایک شخص آ گیا جو دینار تڑوا کر درہم لینا چاہتا تھا تو اسحاق نے تھیلی کھولی اور دینار لیکر اسے درہم دیئے (جس میں معمولی بچت تھی) میں نے کہا: سبحان اللہ! اس دینار میں کیا فضیلت تھی؟ (جس کی خاطر اتنا تردد کیا گیا) اسحاق نے کہا مجھے اس دینار کا کوئی شوق نہیں تھا بلکہ بات دراصل یہ تھی کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص تھوڑے رزق کو تھوڑا سمجھے (اور اسے چھوڑ دے) وہ زیادہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵۱

اس شخص سے معاملہ کرنے سے اجتناب کرنا مستحب ہے جو اپنا مال خدا کی نافرمانی میں صرف کرتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جہم بن حمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کو دیکھو کہ وہ خدا کی اطاعت کے کاموں میں روپیہ صرف کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ اس نے وہ پیسہ حلال طریقہ سے حاصل کیا ہے اور اگر دیکھو کہ وہ اسے خدا کی نافرمانی کے کاموں میں صرف کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ اس نے وہ مال حرام طریقہ سے حاصل کیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن عیسیٰ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (کچھ وقت کے لیے گھر سے) باہر جاتا ہے پھر بہت سا مال لے کر واپس آتا ہے اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا اس نے یہ مال بطریق حلال کمایا ہے یا بطریق حرام تو؟ فرمایا: جب یہ بات معلوم کرنا چاہو۔ تو یہ دیکھو کہ وہ اس مال کو خرچ کہاں کرتا ہے پس اگر وہ وہاں صرف کرتا ہے جہاں (شرعاً) نہیں کرنا چاہئے یعنی گناہ کے کاموں میں صرف کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ حرام کی کمائی ہے۔ (الغرض مع مال حرام بود بجائے حرام رفت)۔ (ایضاً)

باب ۵۲

چھوٹے کپڑے والے شخص کا بیٹھ کر سودا بیچنا مستحب ہے اور آستین میں کوئی چیز اٹھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو کھڑے ہو کر کپڑا

فروخت کر رہا تھا۔ اور خود اس کا قد لمبا تھا اور اس کا کپڑا چھوٹا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایاؑ بیٹھ جا کیونکہ تیرا بیٹھنا تیرے مال کی زیادہ فروخت کا باعث بنے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک بار کسی شخص نے مجھے میرے والد صاحب کے نام ایک رقعہ دیا۔ جسے میں نے آستین میں رکھ لیا تو جب میں نے اسے آستین سے نکالا تو والد ماجد نے فرمایا: بیٹا! اپنی آستین میں کچھ نہ اٹھاؤ کیونکہ اس سے چیز کھو جاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، علل الشرائع)

باب ۵۳

اگر نفع حاصل نہ ہو اور اصل راس المال (پونجی) سے خرچ کرنا پڑ جائے تو اس کا شکوہ شکایت کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ اپنے پروردگار کا شکوہ کریں گے راوی نے عرض کیا۔ وہ کس طرح خدا کا شکوہ کریں گے؟ فرمایا: آدمی کہے گا کہ اتنے دن ہو گئے ہیں کہ مجھے کچھ نفع حاصل نہیں ہوا اور اصل راس المال (پونجی) سے کھا رہا ہوں! پھر فرمایا: افسوس ہے تجھ پر وہ اصل پونجی ہو یا اس کا نفع ہے تو تمہارے پروردگار کی طرف سے (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۴

آدمی جس راستہ سے جائے تو دوسرے راستہ سے واپس آنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن عمر بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں لوگ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ جس راستہ سے جاتے تھے واپسی پر دوسرا راستہ اختیار کرتے تھے آیا یہ بات درست ہے، کیا آپؐ ایسا ہی کیا کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں! اور میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں اور تم بھی ویسا ہی کیا کرو۔ پھر مجھ سے فرمایا: کہ ایسا کرنا تمہارے لیے زیادہ روزی رسانی کا ذریعہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے نماز عید (باب ۳۶ وغیرہ) (جیسے باب ۶۵ از آداب سفر) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۵

قرضہ کی ادائیگی اور بدحالی (کو خوش حالی سے تبدیل کرنے) کیلئے کیا کرنا چاہئے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن سہل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا کہ مجھے جان لیوا قرضہ نے آلیا ہے تو کیا کروں؟ فرمایا: استغفار زیادہ کر۔ اور سورہ انا انزلناہ کی تلاوت کے ساتھ اپنی زبان کو تر رکھ۔ (الفروع)

۲۔ ابو عمرو حذاء بیان کرتے ہیں کہ میرے حالات بُرے ہو گئے (غربت چھا گئی) اور میں نے اس سلسلہ میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا آپ نے جواب میں لکھا کہ آیت مبارکہ ﴿انا ارسلنا نوحاً الی قومه﴾ کی تلاوت پر مداومت کر۔ چنانچہ میں نے پورا ایک سال اسے پڑھا مگر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ پھر حقیقت حال پر مشتمل مکتوب ارسال کیا۔ امام نے جواب میں لکھا کہ ایک سال مکمل ہو گیا ہے تو اب اس سے سورہ انا انزلناہ کی تلاوت کی طرف منتقل ہو جا۔ چنانچہ میں نے اس سورہ مبارکہ کی تلاوت شروع کی پس تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ابن ابوداؤد نے میرا قرضہ ادا کر دیا۔ اور میرا اور میرے اہل و عیال کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ اور مجھے پانچ سو درہم کے مشاہرہ پر بصرہ بمقام ''باب کلتا'' ''بیار کا باب'' اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ تو وہاں سے میں نے ایک دستی رقعہ علی بن مہزیار کے ہاتھ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا جس میں لکھا تھا کہ میں نے آپ کے والد ماجد کی خدمت میں اپنی بدحالی کی شکایت کی تھی اور انہوں نے مجھے سورہ انا انزلناہ کے پڑھنے کا حکم دیا تھا چنانچہ میں اسے برابر پڑھ رہا ہوں، اب وضاحت طلب بات یہ ہے کہ آپ مجھے فرمائیں کہ میں اس سورہ کے پڑھنے کے بارے میں کیا کروں؟ آیا اپنے فرائض وغیرہ میں صرف اسی پر اکتفا کروں؟ یا اس کے ساتھ اور سورتیں بھی پڑھ سکتا ہوں یا اس کی کوئی حد مقرر ہے؟ تو اس مکتوب کے جواب میں امام علیہ السلام نے اپنے دستخط سے جواب لکھا ''کہ تھوڑی یا زیادہ قرآن کی تلاوت ترک نہ کر۔ اور شب و روز میں سورہ انا انزلناہ کی سو مرتبہ تلاوت کافی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے تعقیب اور دعا (باب ۱۸ و ۲۵) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۶

مصر میں روزی طلب کرنا تو مستحب ہے مگر وہاں زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مصر کا ذکر کیا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مصر میں روزی تو طلب کرو۔ مگر وہاں طویل قیام نہ کرو۔ پھر امام نے فرمایا کہ مصر موتوں کا مصر ہے اس کے لیے چھوٹی عمر والے لوگ مقدر ہیں۔ (الفروع)

باب ۵۷

مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مال تجارت فروخت کر دینا مستحب ہے اور مکہ میں عبادت سے غافل ہو کر کاروبار میں مشغول رہنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود خالد بن اعوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم صنعاء (یمن) سے کچھ مال و متاع لاتے ہیں تاکہ مکہ میں فروخت کریں کیونکہ وہاں اس (درہم کا مال) تیرہ اور بارہ کے عوض فروخت ہو جاتا ہے۔ مکہ پہنچنے سے پہلے مکہ کے کچھ تاجر ہمیں ملتے ہیں جو ہمیں گیارہ سے بھی کم ساڑھے دس یا اس سے بھی کم دیتے ہیں تو آیا وہ مال وہیں (کم قیمت پر) فروخت کر دیں۔ یا مکہ پہنچائیں؟ فرمایا: راستہ ہی میں فروخت کر دو اور مکہ میں نہ لے جاؤ کیونکہ خداوند عالم نے اس بات کا انکار کر دیا ہے کہ مکہ کو مومن کے کاروبار کی جگہ قرار دے (التہذیب)

باب ۵۸

زیر سایہ مال فروخت کرنا مکروہ ہے اور دھوکہ دینا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں سابری (عمدہ کھجور) کے زیر سایہ مال فروخت کر رہا تھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میرے پاس سے سواری پر سوار ہو کر گزرے اور فرمایا: اے ہشام زیر سایہ مال فروخت کرنا دھوکہ ہے اور دھوکہ جائز نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے غش خفی کی حرمت پر دلالت کرنے والی حدیثیں (باب ۸۶ از مما یکتسب بہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۹

مستحب ہے کہ آدمی اپنے شہروں میں کاروبار کرے اور نیکوکار بندوں سے میل جول رکھے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کی یہ سعادتمندی ہے

کہ اس کا کاروبار اپنے شہروں میں ہو۔ اور اس کے ساتھی نیکوکار ہوں اور اس کی ایسی اولاد ہو جس سے وہ (بوقت ضرورت) مدد حاصل کرے۔ (الفقیہ، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب العشرۃ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۰

سب سے پہلے بازار میں داخل ہونا اور سب سے آخر میں اس سے نکلنا مکروہ ہے ہاں البتہ مساجد میں ایسا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا: کہ ایک بار بنی عامر کا ایک اعرابی (بدو) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا کہ زمین کے تمام قطعات میں سے بدترین قطعے کون سے ہیں اور اس کے بہترین قطعے کون سے ہیں؟ فرمایا: زمین کے بدترین قطعے تو بازار ہیں جو شیطان کے میدان ہیں وہ صبح سویرے اپنے جھنڈے سمیت وہاں کرسی ڈال کر بیٹھتا ہے۔ اور اپنی اولاد کو ادھر ادھر پھیلا دیتا ہے۔ پس (ان کی وجہ سے) کوئی کم تولتا ہے کوئی ناپنے میں چوری کرتا ہے اور کوئی سامان (فروخت کرنے) میں جھوٹ بولتا ہے اور وہ برابر کہتا رہتا ہے اس شخص کو پکڑو جس کا باپ (آدمؑ) مرگیا ہے مگر تمہارا باپ (شیطان) زندہ ہے اور وہ سب سے پہلے داخل ہونے والے اور سب سے آخر میں نکلنے والے کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے۔ پھر فرمایا: اور زمین کے بہترین قطعے مسجدیں ہیں اور خدا کے بندوں سے محبوب ترین وہ بندے ہیں جو سب سے پہلے ان میں داخل ہوتے ہیں۔ اور سب سے آخر میں نکلتے ہیں۔ (الفقیہ، معانی الاخبار)

۲۔ جناب شیخ حسن ابن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود جابر جعفیؒ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ زمین کا کون سا قطعہ خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کہا: مسجدیں، اور مسجدوں میں آنے والوں میں سب سے زیادہ وہ شخص محبوب ہے جو پہلے آئے اور سب سے آخر جائے۔ فرمایا: اور کون سا قطعہ اسے سب سے زیادہ مبغوض ہے؟ کہا: بازار اور اس میں آنے جانے والوں میں سے سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے جو سب سے پہلے آئے اور سب سے آخر جائے۔ (امالی فرزند شیخ طوسی، الکافی)

❖ خیار کے مختلف ابواب ❖

(اس سلسلہ میں کل انیس (۱۹) باب ہیں)

باب ۱

بائع اور مشتری جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں تب تک ان کو خیار مجلس حاصل ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خرید و فروخت کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں تب تک ان کو (معاملہ توڑنے کا) اختیار ہے اور حیوان والے (مشتری) کو تین دن تک یہ اختیار ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ فضیل ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (خیار) حیوان کے علاوہ کیا شرط (خیار) ہے؟ فرمایا: بائع و مشتری جب تک ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہو جائیں تب تک ان کو (معاملہ کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے لیکن جب رضا مندی کے بعد علیحدہ ہو جائیں تو پھر کوئی اختیار نہیں ہے۔ (الفروع، الخصال، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو خریدار کسی سے کچھ خرید لے تو دونوں کو علیحدہ ہونے تک (معاملہ توڑنے کا) اختیار ہے۔ پس جب علیحدہ ہو جائیں تو پھر بیع واجب ہو جاتی ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ علی بن اسباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حیوان کے سلسلہ میں خریدار کو تین دن تک (معاملہ توڑنے کا) اختیار ہے۔ اور حیوان کے علاوہ دوسرے (معاملات) میں علیحدہ ہونے تک یہ اختیار ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کوئی شخص بیع کے سلسلہ میں ہاتھ پر ہاتھ مار دے تو بیع واجب (پختہ) ہو جاتی ہے اگرچہ ہنوز وہ علیحدہ نہ ہوئے ہوں۔ (التہذیبین) (چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ روایات کے منافی ہے اس لیے اس منافات کو دور کرتے ہوئے)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اسے اس معنی پر محمول کیا ہے کہ اس طرح کرنے سے ملکیت حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ بعد میں فسخ جائز ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہو کہ جب دونوں فریق اس خیار کے سقوط کی شرط عائد کردیں۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳، ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲

جب (بائع و مشتری کے) بدن علیحدہ ہو جائیں تو خیار مجلس ساقط ہو جاتا ہے اگرچہ بقصد سقوط ہی علیحدہ ہوئے ہوں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد نے "عریض" نامی زمین خریدی۔ پس جب بیع پختہ ہوگئی تو آپ اٹھے اور چل پڑے! میں نے عرض کیا: بابا جان! آپ نے اٹھنے میں جلدی فرمائی؟ فرمایا: ہاں بیٹے! میں نے چاہا کہ معاملہ واجب ہو جائے۔ (الفقیہ، کذا عن الباقر علیہ السلام فی التہذیبین والفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ میں نے ایک شخص سے (زمین خریدنے کا) معاملہ کیا۔ پس جب بیع و شرا ہو چکی تو میں اٹھا اور چند قدم دور چل کر واپس اپنی جگہ واپس آگیا تا کہ علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے بیع واجب ہو جائے۔ (الفروع)

۳۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے معینہ قیمت پر ایک کنیز خریدی تھی اور پھر وہ جدا ہو گئے تھے فرمایا: معاملہ واجب ہو گیا ہے اور اب اس کے صاحب (سابقہ مالک) کو اس سے مباشرت کرنے کا حق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳، ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۳

ہر قسم کے حیوان (جاندار) میں خواہ غلام ہو یا عام حیوان مشتری (خریدار) کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے اگرچہ پہلے شرط نہ کی ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا

ہر قسم کے حیوان میں خریدار کو تین دن تک معاملہ توڑنے کا اختیار ہے خواہ پہلے شرط کی ہو یا نہ۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن فضال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ صاحب حیوان یعنی خریدار کو تین دن تک (معاملہ توڑنے کا) اختیار ہے۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا بائع و مشتری کو حیوان کے سلسلہ میں تین دن تک (معاملہ فسخ کرنے کا) اختیار ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسری ہر قسم کی بیع و شرا میں ان کے علیحدہ ہونے تک اختیار ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اس روایت میں چونکہ خیار حیوان بائع کو بھی دیا گیا ہے تو اصحاب نے اس کی چند تاویلیں کی ہیں (۱) یہ اس صورت میں ہے کہ حیوان کے بدلے حیوان بیچا جائے۔ (۲) یہ اس صورت میں ہے کہ جب بائع اپنے لیے خیار کی شرط کرے۔ (۳) ممکن ہے کہ یہ تقیہ پر محمول ہو۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حیوان میں کیا شرط (خیار) ہے؟ فرمایا: خریدار کو تین دن تک حاصل ہے (الفروع، الخصال، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (خریدے ہوئے) غلام و کنیز میں اگر حمل یا برص (پھلبھری) وغیرہ کا کوئی نقص ہو تو تین دن تک معاملہ توڑا جا سکتا ہے۔ اور اگر دیوانگی ہو تو پھر ایک سال تک معاملہ فسخ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ سال کے بعد کچھ نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن رباب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی ہے تو (معاملہ توڑنے کا) کس کو اختیار ہے؟ خریدار کو یا بائع کو یا دونوں کو؟ فرمایا یہ اختیار صرف مشتری کو ہے اور وہ بھی صرف تین دن تک پس جب تین دن گزر جائیں (اور مشتری اپنا حق خیار استعمال نہ کرے تو پھر بیع و شرا واجب (پختہ) ہو جاتی ہے۔

(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴، ۵، ۱۳ میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۴

جب خریدار حیوان میں کوئی تصرف کرے اور اس میں کوئی نئی چیز پیدا کرے تو اس سے یہ خیار ختم ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن رئاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیوان میں خریدار کو تین دن تک اختیار ہے خواہ پہلے شرط کرے یا نہ کرے۔ ہاں البتہ جب خریدار اس خریدے ہوئے جاندار میں تین دن کے اندر کوئی نئی چیز ایجاد کرے تو یہ اس کی طرف سے اس معاملہ کے باقی رکھنے پر رضامندی ہوگی۔ لہٰذا خیار ختم ہو جائے گا۔ راوی نے عرض کیا یہ نئی چیز کیا ہے؟ فرمایا: جیسے اسے چھوئے، بوسہ دے، یا اس کے اس حصہ بدن پر نگاہ کرے جس پر خریداری سے پہلے نگاہ کرنا اس پر حرام تھی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ، باسنادِ خود محمد بن حسن صفار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے گھوڑا خریدا۔ اور اس میں کوئی نئی چیز ایجاد کی۔ مثلاً اس کے سم کٹوائے، یا اسے نعل لگوائے یا چند فرسخ تک اس کی پشت پر سوار ہوا تو آیا وہ اس تصرف کے بعد بھی تین دن تک حق الخیار استعمال کرکے معاملہ کو توڑ سکتا ہے؟ امامؑ نے جواب میں اپنے دستخطوں سے لکھا کہ جب اس میں تصرف کرے (اور کوئی نئی چیز ایجاد کرے) تو خریداری واجب (پختہ) ہو جاتی ہے۔ انشاء اللہ۔ (یعنی خیارِ حیوان) ختم ہو جاتا ہے۔ (التہذیب)

باب ۵

(بیع و شرا کے بعد) جب تین دن کے اندر اندر حیوان تلف ہو جائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو یہ بائع کے مال سے تصور کیا جائے گا۔ اور اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ خریدار اس پر راضی تھا تو عدم رضامندی پر اس سے حلف لیا جائے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص سے ایک یا دو دن کے خیار پر کنیز خریدی اور وہ اس اثنا میں مرگئی تو جبکہ وہ قیمت ادا کر چکا تھا تو اس کی ضمانت کس پر ہوگی؟ فرمایا: جب تک شرط والے دن نہ

گزر جائیں خریدار پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔ (یعنی وہ بائع کا مال متصور ہوگی) (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان اپنی شرطوں کے پورا کرنے کے لیے پابند ہوتے ہیں سوائے اس شرط کے جو کتاب اللہ کے خلاف ہو پس وہ جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کنیزوں کے بارے میں یہ شرط عائد کرنا جائز ہے کہ انہیں نہ فروخت کیا جائے اور نہ ہی ہبہ کیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں ایسی شرط جائز ہے سوائے وراثت کے کہ ان کی وراثت (حاصل) کی جاتی ہے کیونکہ جو شرط کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ جائز نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دو شخص ایک مال میں (جو انہوں نے ادھار پر لیا تھا) باہم شریک تھے اور انہیں نفع حاصل ہوا اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ مجھے راس المال دے دو۔ باقی جو نفع ہے وہ تمہارا ہے۔ اور اگر مال تلف ہوگیا تو وہ بھی تمہارا ہوگا یہ معاملہ کیسا ہے؟ فرمایا: اگر وہ اس قسم کا معاہدہ کرلیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر کوئی شرط کتاب اللہ کے مخالف ہو۔ تو اسے کتاب اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۵۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی سے کوئی شرط مقرر کرے اسے چاہیئے کہ اسے پورا کرے کیونکہ مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہوتے ہیں سوائے اس شرط کے جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال بنائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (احکام عقود میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۶

خیار شرط فریقین کے درمیان طے شدہ شرط کے مطابق ثابت ہوتا ہے اور ہر وہ شرط مقرر کرنا جائز ہے جو قرآن کے مخالف نہ ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شرط کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ نافذ نہیں ہے۔ اور اہل ایمان اپنے مقرر کردہ شروط کے پابند ہیں جبکہ وہ شرط جو قرآن کے مطابق ہو۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل ایمان

اپنی شرائط کے پابند ہیں سوائے اس شرط کے جو قرآن کے مخالف ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی بیوی سے کوئی شرط مقرر کرے تو اسے پورا کرے سوائے اس شرط کے جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دے۔ (التہذیب)

باب ۷

بائع کیلئے جائز ہے کہ مشتری سے یہ معاہدہ کرے کہ ایک مدت مقررہ تک اگر وہ چاہے تو قیمت واپس کر کے اپنا مال واپس لے لے گا۔ اور اس مدت کے بعد بیع پختہ ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اہل سواد (دیہاتیوں) وغیرہ سے میل جول رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں اور ہم دس (۱۰) پر بارہ (۱۲) اور اس پر تیرہ (۱۳) نفع حاصل کرتے ہیں۔ اور سال تک وصولی مؤخر کرتے ہیں اور وہ شخص (بطور گروی) اپنا مکان یا زمین لکھ دیتا ہے کہ اگر وہ مدت مقررہ تک مال لے کر آجائے تو ہم اس کا گھر یا زمین واپس کر دیتے ہیں اور اگر وہ رقم نہ لائے تو پھر وہ گھر یا زمین ہماری ہو جاتی ہے آیا ایسا معاملہ جائز ہے؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ رقم نہ لائے تو وہ تمہارا مال سمجھا جائے گا۔ اور اگر بروقت مال لے آئے تو اس کا (گروشدہ) مال واپس کر دیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم کسی شرط پر کسی کے ہاں کچھ فروخت کرو۔ پس اگر وہ تمہارا مال لائے تو فبہا ورنہ وہ مال تمہارا متصور ہوگا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۸

اگر مدّت خیار کے اندر مبیع میں کچھ بڑھوتری حاصل ہو جائے تو وہ خریدار کی سمجھی جائے گی اور اگر تلف ہوگی تو بھی اس کی متصور ہوگی۔ بشرطیکہ خیار بائع کو ہو اور اگر یہ خیار مشتری کو ہو تو پھر نفع و نقصان بائع کا متصور ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان سے اس شخص نے

یہ حدیث بیان کی ہے جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنی تھی جب کہ ان سے ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ ایک مسلمان شخص کسی ضرورت کے تحت اپنا گھر فروخت کرنے پر مجبور ہو گیا اور وہ اپنے کسی برادر (اسلامی) کے پاس گیا اور کہا کہ میں یہ گھر فروخت کرنا چاہتا ہوں اور بجائے اس کے کہ کوئی اور لے جائے میں چاہتا ہوں کہ یہ تمہارے پاس رہے۔ اس شرط پر کہ اگر ایک سال تک میں نے اس کی قیمت واپس کر دی تو تم یہ گھر مجھے واپس کرو گے تو؟ امام نے فرمایا: اس بیع وشرا میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پس اگر وہ سال تک قیمت واپس کر دے تو یہ گھر اسے واپس کر دیا جائے گا سائل نے عرض کیا۔ کہ اس گھر میں بہت سا غلہ بھی تھا وہ کس کا ہوگا؟ فرمایا: خریدار کا۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ اگر وہ (غلہ) جل جاتا (تلف ہو جاتا) تو بھی خریدار (کا نقصان متصور ہوتا۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر ان دونوں (بائع ومشتری) کو چند دنوں تک خیار ہو۔ اور ان دنوں کے گزرنے سے پہلے خریدار کے ہاتھ میں وہ مال تلف ہو جائے تو وہ بائع کے مال کا نقصان سمجھا جائے گا۔ (التہذیب)

باب ۹

جو شخص کوئی مال فروخت کرے مگر نہ قیمت قبضہ میں لے اور نہ مال کا قبضہ دے۔ اور نہ ہی اس تاخیر کی شرط مقرر کرے تو تین دن تک بیع لازم متصور ہوگی اس کے بعد بائع کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ مگر خریدار کو کوئی اختیار نہ ہوگا اگرچہ اس کی قیمت ادا نہ کی ہو اور کنیز میں خیار تاخیر کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کسی سے کچھ سامان خریدتا ہے اور اسے اسی کے پاس چھوڑ دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ جب تک میں قیمت نہ لاؤں یہ مال یہیں رہے گا تو؟ فرمایا اگر تین دن تک قیمت لایا تو فبہا ورنہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے (ایک شخص سے) ایک محمل خریدا اور اس کی کچھ قیمت ادا کر دی اور وہ محمل وہیں رہنے دیا پھر کچھ دنوں بعد جب وہ محمل لینے کے لیے اس شخص کے پاس گیا تو اس نے کہا میں نے اسے فروخت کر دیا ہے جس پر میں ہنسا اور کہا بخدا میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ قاضی کے پاس لے جاؤں گا! اس نے کہا تم ابوبکر بن عیاش کے فیصلہ پر راضی ہو؟ میں

نے کہا: ہاں! چنانچہ ہم اس کے پاس گئے اور اپنا ماجرا بیان کیا؟ ابوبکر نے مجھ سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو آیا اس ماجرا کا فیصلہ تمہارے صاحب (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کے قول کے مطابق کروں یا کسی اور کے قول کے مطابق؟ میں نے کہا۔ میرے صاحب کے قول کے مطابق! اس نے کہا میں نے ان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی سے کوئی چیز خریدے پس اگر تو تین دن کے اندر اس کی قیمت ادا کر دے تو فبہا ورنہ اس کی کوئی بیع نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کوئی چیز فروخت کرتا ہے مگر قبض واقباض نہیں کرتا (نہ مال کا قبضہ دیتا ہے اور نہ قیمت کا قبضہ لیتا ہے) تو؟ فرمایا: تین دن تک انتظار کیا جائے گا اگر اس اثنا میں قبض واقباض ہو گیا تو فبہا ورنہ ان کی بیع وشرا ختم ہو جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ہذیل بن صدقہ طحان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی سے کچھ سامان یا کپڑا خریدتا ہے مگر اس کی قیمت ادا نہیں کرتا پھر اسے گھر لے جاتا ہے اور اب چاہتا ہے کہ سودا واپس کر دے! آیا اسے ایسا کرنا چاہیے؟ فرمایا: وہ ایسا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اس کا ساتھی (بائع) اس پر راضی ہو جائے۔ (التہذیب)

۵۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کنیز خریدی اور کہا: میں اس کی قیمت لاؤں گا تو؟ فرمایا: اگر ایک ماہ تک قیمت لایا تو فبہا ورنہ بیع ختم ہو جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اصل مدت تو تین دن ہوتی ہے تو یہاں ایک ماہ کی مدت بائع کی نسبت استحباب پر محمول ہے یا یہ مدت کنیز کے ساتھ مخصوص ہے (جب کہ تین دن کی مدت دوسری اشیاء سے متعلق ہے۔)

باب ۱۰

اگر قبضہ سے پہلے مبیع (فروخت شدہ مال) تلف ہو جائے تو وہ بائع کا مال تصور ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کچھ مال ومتاع خریدا اور اسے واجب بھی کر دیا (قیمت ادا کر دی) مگر وہ مال اٹھایا نہیں بلکہ کہا کہ کل اٹھا کر لے جاؤں گا انشاء اللہ اس اثناء میں وہ مال چوری ہو گیا۔ تو وہ کس کا

مال تصور ہوگا؟ فرمایا: اصلی مالک کا جس کے گھر سے چوری ہوا ہے۔ جب تک اس کا قبضہ دے کر اسے اپنے گھر سے باہر نہ کر دے۔ ہاں جب ایسا کر دے تو پھر خریدار اپنے حق کا ضامن ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ از عقد بیع اور باب ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

جو شخص کوئی ایسی چیز خریدے جو ایک دن میں خراب ہو جاتی ہے تو رات تک بیع لازم ہوگی اس کے بعد بائع کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد محمد بن ابوحمزہ سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کوئی ایسی چیز خریدتا ہے جو ایک دن تک خراب ہو جاتی ہے اور وہ اسے وہیں رکھ کر قیمت لینے چلا جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر رات تک آ گیا تو فبہا ورنہ اس کی کوئی بیع نہیں ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا جو چیزیں ایک دن میں خراب ہو جاتی ہیں جیسے سبزیاں، خربوزہ اور پھل وغیرہ ان کی (بیع کی) مدت رات تک ہے۔ (الفقیہ)

باب ۱۲

جس شخص کو خیار تھا جب وہ معاملہ پر راضی ہو جائے کہ بیع کو لازم قرار دے دے تو اس کا خیار ساقط ہو جائے گا اور چاہیے کہ خریدار آگے مال فروخت کرنے سے پہلے بیع کو لازم قرار دے دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک کپڑا نصف یوم تک (قیمت ادا کرنے کی شرط پر) خریدا تھا اور جب اسے نفع ملنے لگا تو اس نے (اس سے پہلے) اسے فروخت کرنا چاہا یہ فیصلہ کیا تھا کہ پہلے گواہ مقرر کرے کہ وہ اس بیع پر راضی ہے پس پہلے اسے لازم قرار دے پھر آگے چاہے تو فروخت کرے۔ اور اگر وہ فروخت نہ کرے تو اس سے بیع لازم ہو جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنے گھر والوں کے لیے بازار سے کپڑا خریدتا ہے اور اس شرط کے ساتھ کہ اگر چاہے گا تو واپس کردے گا اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور اب اسے نفع ملتا ہے تو؟ (اسے آگے فروخت کرسکتا ہے) فرمایا اگر اسے نفع حاصل کرنے کا شوق ہے تو پہلے اس معاملہ کو لازم قرار دے یعنی اپنے دل میں یہ ارادہ نہ کرے کہ اگر اس خریدار نے کپڑا واپس کردیا تو پھر میں بھی اصلی بائع کو واپس کردوں گا۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از آداب تجارت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ از احکام عقود میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۳

جب خریدار معاملہ فسخ کردے تو مدت خیار کے دوران حاصل شدہ فائدہ کا حکم کیا ہے؟ جیسے وہ بکری، اونٹنی اور گائے جس کے تھنوں میں دودھ جمع ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک بکری خریدی تھی اور اسے تین دن تک اپنے ہاں رکھ کر پھر واپس کر دی تھی یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر اس اثنا میں اس نے اس کا دودھ پیا ہے تو جب اسے واپس کرے گا تو تین مد طعام بھی لوٹائے گا۔ اور اگر اس کا دودھ نہیں تھا تو پھر اس کا کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود قاسم بن سلام سے اور وہ بسند متصل حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا اونٹنی، گائے اور بکری کے تھنوں میں دودھ (نہ دوھ کر) جمع نہ کرو۔ اور جو شخص ایسے جانور کو خریدے تو اسے چاہیے کہ اگر اسے واپس کرے تو اس کے ہمراہ ایک صاع کھجور بھی لوٹائے (اس دودھ کے عوض جو اس نے استعمال کیا ہے)۔ (معانی الاخبار)

باب ۱۴

اس شخص کا حکم جو کچھ زمین خریدے اس شرط پر کہ وہ اتنے جریب ہے مگر وہ اس سے کم نکلے اور اس کے پہلو میں بیچنے والے کی زمین ہو؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کچھ زمین اس شرط پر فروخت کی تھی کہ وہ دس جریب ہے۔ پس

خریدار نے نقد قیمت ادا کر کے اس رقبہ کو اس کے حدود و قیود کے ساتھ خرید لیا۔ اور دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ بھی ہو گئے۔ مگر جب خریدار نے زمین کی پیائش کی تو وہ صرف پانچ جریب نکلی! فرمایا: خریدار کو حق حاصل ہے کہ اگر چاہے تو زمین اپنے پاس رکھ کر زائد قیمت واپس لے لے یا چاہے تو پورا سودا توڑ دے۔ مگر یہ کہ اس زمین کے پہلو میں بائع کی کچھ زمین ہو تو پھر اس سے اپنی زمین کی پیائش پوری کرے۔ پھر بیع لازم ہو جائے گی اور اگر اس کی زمین نہ ہو تو پھر وہی حکم ہوگا۔ جو اوپر مذکور ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۵

جس مال کو خریدار نے نہ دیکھا ہو یا جس کے اکثر حصہ کو دیکھا ہو۔ اس میں خیار رؤیت حاصل ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایسی جائداد خریدی جس میں اس کی آمد و رفت رہتی تھی پس جب اس کی قیمت ادا کر دی۔ اور زمین میں داخل ہوا۔ اور اسے بنظر غائر دیکھا تو (اسے پسند نہ آئی لہٰذا) مالک سے معاملہ فسخ کرنے کی خواہش کی۔ مگر اس نے معاملہ نہ توڑا تو؟ فرمایا: اگر اس نے اس جائداد کے ننانوے حصے دیکھے تھے اور صرف ایک حصہ نہیں دیکھا تھا تب بھی اسے خیار رؤیت حاصل ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے سہم کا حصہ خریدا اس کے نکلنے سے پہلے؟ فرمایا، جب تک حصہ نکل نہ آئے تب تک کوئی وہ حصہ نہ خریدے اور اگر کوئی خریدے تو اسے سہم نکلنے کے بعد اختیار ہوگا۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۱۶

(بیع و شرا کے بعد) جب مبیع میں کوئی سابقہ عیب ظاہر ہو جس کا خریدار کو علم نہ ہو اور بائع نے اس سے برأت بھی ظاہر نہ کی ہو تو اس سے خریدار کو فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے ہاں البتہ (مبیع میں) تصرف کرنے سے یہ خیار ختم ہو جاتا ہے۔ مگر عیب کا تاوان ساقط نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور عمر (بن یزید) مدینہ میں موجود تھے اور عمر نے کچھ کپڑے فروخت کیے ہر کپڑا مخصوص قیمت پر چنانچہ لوگ لے گئے اور باہم تقسیم کر لیے انہوں نے دیکھا کہ ایک کپڑے میں کچھ نقص ہے۔ عمر نے کہا کہ میں تمہیں (تاوان میں) اس کی وہ قیمت دیتا

ہوں جس کے عوض فروخت کیا تھا انہوں نے کہا نہیں ہم تو (اسے واپس کر کے) اس کی قیمت لیں گے۔ عمر نے اس کا تذکرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا؟ امام نے فرمایا: ہاں ایسا کرنا لازم ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص کوئی ایسی چیز خریدے جس میں کوئی (پوشیدہ) عیب ہو جس سے (بائع نے) برائت ظاہر نہ کی ہو۔ اور نہ ہی (مشتری پر پہلے) ظاہر ہوا ہو، اور وہ اس چیز کو قبضہ میں لینے کے بعد اس میں کچھ تصرف کر بیٹھے اور اس کے بعد عیب ظاہر ہو تو بیع وشرا تو لازم ہوگی۔ مگر اس نقص کی وجہ سے اس چیز کی قیمت میں جو کمی واقع ہوگی وہ بائع اسے واپس کرے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ عقبہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کپڑا خریدا اور اس میں عیب پایا۔ تو؟ فرمایا اگر وہ بعینہ موجود ہے (اور اس میں کوئی تصرف نہیں کیا) تو پھر اسے واپس کر کے اپنی قیمت وصول کرے۔ اور اگر اس نے اس میں کوئی تصرف کیا ہے خواہ قطع کرے، یا سی کے یا رنگ کرے۔ تو پھر اس کے عیب کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی واقع ہوئی ہے وہ بائع سے وصول کرے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۸ از) احکام عیوب میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۷

جس شخص کو (بیع وشرا میں) نقصان پہنچایا جائے اور نقصان بھی بہت ہو مگر پہلے اسے علم نہ ہو تو اسے خیار غبن حاصل ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا دھوکہ دینے والی قیمت حرام ہے۔ (الفروع)

۲۔ میسر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مومن کو دھوکہ دینا (نقصان پہنچانا) حرام ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اسلام میں) نہ ضرر ہے اور نہ مؤمن کو ضرر پہنچانا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲، ۹ از آداب تجارت اور باب ۱۰، ۱۲ از عقد بیع میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد (باب ۵ از شفعہ و باب ۲۷ و ۴۰ و ۱۲ از احیاء موات و باب ۱۱ از موانع ارث

میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۸

دیکھی جاسکنے والی چیزوں کا دیکھے یا وصف بیان کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر دوسری حدیث کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلی بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے بارے میں خبر دی گئی ہے کہ انہوں نے دو قسم کی فروخت کو مکروہ (ناپسند) کیا ہے (۱) الٹے پلٹے بغیر چیز کا خریدنا۔ (۲) اور جس چیز کو نہ دیکھا ہو اس کا خریدنا۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

باب ۱۹

جو شخص کوئی چیز خریدے اور اس کے ساتھ اسے کوئی چیز ہبہ کی جائے تو اگر مبیع واپس کرنا چاہے تو اسے ہبہ کا واپس کرنا لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص کوئی چیز خریدتا ہے اور اسے کوئی چیز ہبہ کی جاتی ہے چنانچہ اس نے ایک موتی خریدا۔ اور اسے ایک موتی ہبہ کیا گیا پھر خریدار نے چاہا کہ وہ خریدا ہوا موتی واپس کرے تو آیا وہ ہبہ شدہ موتی بھی واپس کرے؟ فرمایا: ہبہ کو واپس کرنے کی گنجائش نہیں ہے جبکہ وہ قبضہ میں لے چکا ہے ہاں اسے بیع کے واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔ لہٰذا اگر اسے واپس کرے تو ہبہ کو واپس نہیں کرے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب الھبات میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ۔

عقود کے احکام کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سینتیس (۳۷) باب ہیں)

باب ۱

مقررہ مدت تک قیمت کی ادائیگی کی بنا پر ادھار کی خرید و فروخت جائز ہے اور اگر قیمت کی ادائیگی کی مدت مقرر نہ کی جائے تو پھر ابھی کرنا پڑے گی۔ اور اگر یہ مدت تین سال یا اس سے زائد ہو تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (خرید و فروخت کی خاطر) بعض پہاڑی علاقوں میں جانا چاہتا ہوں فرمایا: ہاں اس سال لوگوں کے لئے زمین میں سفر کرنا ضروری ہے میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاوں، اگر ہم ان لوگوں کو ادھار پر مال دیں تو نفع زیادہ ملتا ہے؟ فرمایا ایک سال تک (ادائیگی کی شرط پر) فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا۔ اگر دو سال تک ہو تو فرمایا: ہاں تین سال تک کیسا ہے؟ فرمایا نہ۔ (الفروع)

۲۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی سے مقررہ قیمت پر کنیز خریدی۔ اور پھر وہ ایک دوسرے سے غائب ہو گئے فرمایا بیع و شراء لازم ہے۔ اور قیمت کی ادائیگی جب تک (تاخیر کی) شرط مقرر نہ کریں تب تک نقد واجب ہے۔ (کافی)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس پہاڑ سے لوگوں کے لئے روزی کا دروازہ کھل گیا ہے۔ فرمایا اگر تم جانا چاہو تو ضرور جاؤ کیونکہ یہ قحط سالی کا سال ہے اور لوگوں کے لئے حصول معاش کے لئے ہاتھ پیر مارنا ضروری ہے پس تم جستجو ترک نہ کرو۔ میں نے عرض کیا وہ لوگ مالدار نہیں ہیں اور ہم ایک سال کے ادھار پر مال فروخت کرتے ہیں۔ (کیونکہ

اس طرح نفع زیادہ حاصل ہوتا ہے) فرمایا: ہاں عرض کیا دو سال تک فرمایا ہاں عرض کیا۔ اور تین سال تک؟ فرمایا تین سال سے زائد تک تمہیں حق حاصل نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲

اس شخص کا حکم جو اپنا سامان نقد پر ایک قیمت پر فروخت کرے اور ادھار پر اس سے زیادہ قیمت پر فروخت کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنا مال اس طرح فروخت کرکے نقد بہ نقد اس کی قیمت یہ ہے (کم) اور ادھار پر یہ ہے (زیادہ)؟ تو تم جس قیمت پر چاہو وہ مال خرید لو۔ اور فرمایا جو شخص کسی چیز کے دو ۲ بھاؤ مقرر کرے۔ تو ہاتھ پر ہاتھ مارنے سے پہلے ایک قسم کو نامزد کرو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنا مال اس طرح فروخت کیا تھا کہ نقد پر اس قدر (کم قیمت پر) اور ادھار پر اس قدر (زیادہ قیمت پر) اور وہ اسی شرط کے مطابق مال لے کر چلا گیا؟ فرمایا اسے نقد کی قیمت کم دینا پڑے گی۔ اور (ادھار کی) زیادہ۔ (التہذیب)

۳۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ انہیں ایک معاملہ میں دو شرطوں سے روکیں۔ (کہ نقد پر اس قدر اور ادھار پر اس قدر)۔ (ایضاً)

۴۔ سلیمان بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نے ایک ہی معاملہ میں بیع نقد و ادھار کی ممانعت فرمائی ہے اور ایک بیع میں دو بیعوں کی اور اس چیز کے فروخت کرنے جو تمہارے قبضہ میں نہ ہو۔ اور اس چیز سے نفع حاصل کرنے کی جس کی ضمانت نہ ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں کی اس معاملہ کے بطلان پر کوئی دلالت نہیں ہے (زیادہ سے زیادہ ان سے اس معاملہ کی کراہت ثابت ہوتی ہے۔)

باب ۳

جو شخص کسی آدمی کو حکم دے کہ وہ اس کیلئے کوئی چیز خریدے اور خود نقد رقم ادا کرے یہ اس سے زیادہ رقم پر ادھار لے گا تو جب صفقہ ایک ہو تو زیادہ رقم دینا لازم نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جسے کچھ لوگوں نے حکم دیا تھا کہ وہ ان کے لیے نقد رقم پر اونٹ خریدے اور وہ اس سے ادھار پر زیادہ رقم پر خریدیں گے! چنانچہ اس شخص نے ان لوگوں میں سے بعض کی موجودگی میں ایک اونٹ خریدا۔ تو آپؑ نے اسے ادھار پر زیادہ رقم لینے سے روک دیا تھا۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۴

اپنے حق میں سے کچھ کمی کر کے (وقت سے) پہلے رقم وصول کرنا جائز ہے مگر اصل حق میں کچھ زیادتی کر کے اسے مزید مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے معینہ قیمت پر ایک کنیز خریدی اور اس کی قیمت ادا کرنے سے پہلے اسے نفع پر آگے فروخت کر دیا اور اس اثنا میں پہلا مالک آگیا اور رقم کا مطالبہ کیا۔ تب نفع پر بیچنے والے نے ان لوگوں سے کہا کہ تم اس شخص کو اس کی اصلی قیمت دے دو۔ اور میں نے تم سے جو نفع لینا تھا وہ تمہیں معاف کرتا ہوں تو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۵

جو شخص کسی کو کوئی چیز ادھار یا غیر ادھار پر فروخت کرے تو جب تک پہلے شرط مقرر نہ کرے تو وہ اس چیز کو کم یا زیادہ پر خود فروخت کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص سے اپنی بکری کے پیسے لینے تھے جو اس نے اس سے خریدی تھی۔ چنانچہ بکری کا اصلی مالک دوسرے کے پاس اپنی رقم کا تقاضا کرنے کے لیے پہنچا۔ اس پر بکری

خریدنے والے نے کہا جس قدر رقم پر میں نے بکری تم سے خریدی تھی میں اسی رقم پر تمہارے ہاتھ یہ بکری فروخت کرتا ہوں اس پر وہ شخص راضی ہو گیا۔ تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ یونس بن عبدالرحمن وغیرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے بیع وشرا کرتا ہے (یہ اس کے ہاتھ بیچتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ) تو؟ فرمایا: جب اصل چیز حلال ہو تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشار بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنا کچھ متاع ادھار پر فروخت کرتا ہے اور پھر (اسی قیمت پر) وہی متاع اس شخص سے خرید لیتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے! راوی نے عرض کیا کیا میں اپنا متاع خریدوں؟ فرمایا: (فروخت کرنے کے بعد) اب وہ تمہارا متاع نہیں ہے اور تمہاری گائے بکری نہیں ہے۔
(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حسین بن منذر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور ادھار پر (کوئی چیز) طلب کرتا ہے اور میں اس کے لیے وہ چیز خریدتا ہوں اور پھر نفع پر اس کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور پھر اسی جگہ اس سے وہ چیز (کم قیمت پر) خرید لیتا ہوں تو؟ فرمایا: جب اسے بیچنے یا نہ بیچنے کا اختیار ہو اور تمہیں خریدنے اور نہ خریدنے کا اختیار ہے (جب کوئی فریق پہلے سے یہ شرط مقرر نہ کرے) تو پھر کوئی جرم نہیں راوی نے عرض کیا کہ اہل مسجد (مخالفین) تو کہتے ہے کہ یہ معاملہ باطل ہے۔ ہاں البتہ کچھ مہینوں کے بعد ایسا کرے تو جائز ہے؟ فرمایا: اس تقدیم وتاخر میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔
(الفروع، التہذیب)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک کپڑا (ادھار پر) دس درہم کے عوض فروخت کرتا ہے پھر وہ اس سے پانچ درہم (نقد پر خرید لیتا ہے) آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: جب پہلے سے ایسا کرنے کی شرط مقرر نہ کرے اور ویسے دونوں اس معاملے پر راضی ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد کتاب علی بن جعفر)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کے کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۶ میں بیان) کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۶

جس شخص کے ذمے کسی کا قرضہ ہے اس کیلئے کراہت کے ساتھ جائز ہے کہ قرض خواہ اس سے کوئی متاع ادھار پر خریدے پھر اس کے ہاتھ فروخت کرکے قرضہ ادا کرے۔ اس سے خریدے اور دوسری جگہ فروخت کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ اپنے قرض خواہ کا ضامن بنے اور اس کی طرف سے ادائیگی کرے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص کے ذمہ میرے کچھ درہم ہیں (جب اس سے مطالبہ کرتا ہوں) تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ تو میرے ہاتھ (ادھار پر) کچھ متاع فروخت کردے تاکہ تیرا قرضہ ادا کروں۔ چنانچہ میں اس کے ہاتھ کچھ متاع فروخت کرتا ہوں اور پھر اس سے خرید لیتا ہوں اور اپنے قبضہ میں لے لیتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہ امام میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے قرضہ لینا تھا جس کی ادائیگی کا وقت داخل ہو چکا ہے مگر وہ نادار ہے تو میں کسی شخص سے کچھ مال ادھار پر خریدتا ہوں اور اس شخص کو ضامن بناتا ہوں کہ وہ قیمت ادا کرے گا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو کچھ رقم ادھار دی جب ادائیگی کا وقت آیا تو میں نے تقاضا کیا مگر اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے تم کچھ مال مجھے ادھار پر دو۔ (تاکہ اسے فروخت کرکے تمہارا قرضہ ادا کروں) فرمایا: ہاں اسے ادھار پر دو۔ تاکہ وہ تمہارا قرضہ ادا کرے۔

(الفروع، الفقیہ، بکار بن ابی بکر عن الصادق علیہ السلام کما فی التہذیبین)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر الزیات سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے میرے پاس آکر کہا کہ مجھے کچھ دینار قرضہ دو۔ تاکہ میں ان سے زیتون کا تیل خریدوں اور پھر تمہارے ہاتھ فروخت کروں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۵۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ کی روایت میں مقروض کو مزید کوئی مال ادھار پر دینے کی ممانعت وارد ہوئی اور نقد پر فروخت کرنے کی اجازت! جسے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کراہت پر محمول کیا ہے۔ جیسا کہ عنوان باب میں مذکور ہے۔ فراجع۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۷

جو چیز فی الحال بائع کے پاس موجود نہ ہو اس کا فروخت کرنا جائز ہے جبکہ کچھ دیر کے بعد دینی ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار اور عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے خوراک خریدتا ہے جو حال حاضر میں اس کے پاس موجود نہیں ہے۔ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے راوی نے عرض کیا کہ لوگ تو اسے باطل قرار دیتے ہیں فرمایا: وہ بیع سلف کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جس میں قیمت نقد ادا کر کے جنس بعد میں لی جاتی ہے) عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ جائز ہے کیونکہ اس کی فروخت تو ایک مدت کے بعد ہوتی ہے مگر جب فروخت فی الحال کی جائے اور وہ چیز بائع کے پاس موجود نہ ہو تو پھر جائز نہیں ہے فرمایا: جب اس کی فروختگی مدت تک نہ ہو تو پھر وہ جواز کی زیادہ مستحق ہے پھر فرمایا: جب کوئی شخص کسی سے ابھی یا کچھ وقت کے بعد ایسا طعام خریدے جو فی الحال بائع کے پاس نہ ہو۔ (مگر عند الضرورت حاضر کر سکے) تو اس کی خریداری میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ چیز ایسی ہو جو اس وقت موجود ہی نہ ہو جیسے بے موسے انگور، خربوز وغیرہ تو ان کی حال حاضر میں خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الکافی)

۲۔ سلیمان بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے بیع سلم و بیع (حاضر) بیک وقت کرنے کی اور ایک بیع میں دو بیعوں کی اور جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اس کے بیچنے کی اور جس کا آدمی ضامن ہو اس سے نفع حاصل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی معینہ چیز جو موجود نہ ہو اسے قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص کوئی کلی چیز مافی الذمہ کی نیت سے فروخت کرے (جسے بر وقت پیش بھی کر سکے) تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہو۔

۳۔ پہلی روایت فروع الکافی میں بھی موجود ہے اور اس کے آخر میں یہ تتمہ بھی موجود ہے فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ ہر اس مال و متاع کے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو تمہیں اس وقت دستیاب ہو سکے جب اسے فروخت کر رہے ہو۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایک شخص سے سومن پیتل مقررہ قیمت پر خریدا مگر ہنوز اس کے پاس وہ پیتل موجود نہ تھا تو؟ فرمایا: جب وہ ادا کرنے پر قادر ہے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۵ از بیع سلف) میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۸

جو چیز ہنوز بائع کے پاس موجود نہ ہو اس کی قیمت بائع سے طے کرنا اور جب وہ چیز خرید لے تو اس سے مقررہ قیمت پر نفع پر نقد اور ادھار پر خریدنا جائز ہے اور خود بائع بھی بعد ازاں خریدار سے خرید کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم کسی شخص کے ہاتھ وہ مال ومتاع بھاؤ طے کرکے فروخت کرو جو ہنوز تمہارے پاس نہ ہو بعد ازاں اسے خریدو۔ اور اپنے قبضہ میں لے کر اسے فروخت کرو (تو روا ہے)۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ حدید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور دس ہزار درہم یا اس سے کم وبیش کا مجھ سے سامان خریدنا چاہتا ہے اور میرے پاس صرف ایک ہزار درہم کا مال موجود ہے لہٰذا میں ادھر ادھر سے رقم پکڑ کر وہ سامان اس کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور پھر اس سے خرید لیتا ہوں یا کسی اور کو حکم دیتا ہوں اور وہ اس سے وہ سامان خرید لیتا ہے اور اس طرح جن لوگوں سے رقم لی تھی ان کو واپس کرتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ خالد بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس ایک شخص آکر کہتا ہے کہ تو یہ کپڑا خرید کر اور میں تمہیں اس قدر نفع دے کر تم سے خرید لوں گا تو؟ فرمایا: آیا تمہیں اسے خریدنے یا نہ خریدنے کا اختیار ہے؟ عرض کیا ہاں فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ صرف کلام ہی حلال وحرام کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی شخص کو حکم دیا تھا کہ اس کے لیے کچھ سامان خریدے پھر یہ اس سے خرید لے گا؟ فرمایا: اس میں کوئی

مضائقہ نہیں ہے کیونکہ جو فروخت کر رہا ہے تو وہ خریدنے کے بعد (اور مال کو اپنے قبضے میں لینے کے بعد فروخت کر رہا ہے)۔ (التہذیب)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس ایک آدمی آیا اور اس سے کہا کہ میرے لیے کچھ مال و متاع خرید۔ شاید میں نقد یا ادھار پر تم سے وہ متاع خرید سکوں! چنانچہ اس شخص نے وہ متاع اس کی خاطر خریدا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اس وقت خرید رہا ہے جب کہ وہ اس مال کا مالک بن چکا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عبدالرحمن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ادھار کے بارے میں سوال کیا کہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے لیے فلاں مال و متاع خریدو اور میں تمہیں اس قدر نفع دوں گا چنانچہ ہم نفع کی ایک مقدار پر متفق ہو جاتے ہیں پھر میں جا کر اس کی خاطر وہ متاع خریدتا ہوں کہ اگر اس کی خواہش نہ ہوتی تو میں وہ مال خرید نہ کرتا۔ پھر آ کر اس کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں فرمایا: میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کیونکہ اگر تمہارے فروخت کرنے سے پہلے وہ مال تلف ہو جاتا تو وہ تمہارا ہوتا۔ اور اس شخص کو بھی اختیار ہے چاہے تو خریدے اور چاہے تو نہ خریدے۔ لہٰذا میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا ہوں۔ (ایضاً)

۷۔ عبدالحمید بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ادھار کا کاروبار کرتے ہیں بعض اوقات ہمارے پاس ایک شخص آتا ہے اور ہم سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے جو ہمارے پاس موجود نہیں ہوتی۔ پس ہم اس سے نرخ طے کرتے ہیں اور وہ مال خریدنے سے پہلے اس کا بھاؤ طے کر لیتے ہیں پھر جا کر وہ مال خریدتے ہیں اور بعد ازاں اسی مقررہ بھاؤ پر بلا کم و کاست اس کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (ایضاً)

۸۔ یحییٰ بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا: میرے لیے یہ کپڑا، یہ گھوڑا خریدیں اور پھر یہ میرے ہاتھ فروخت کریں۔ میں تمہیں اتنا نفع دوں گا۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں وہ چیزیں خرید کر مگر جب تک پہلے اپنے لیے یہ بیع واجب نہ کرے اس وقت تک اس کے لیے واجب نہ کر (بعد ازاں اس کے ہاتھ فروخت کر دے) (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵، ۷ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰، ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۹

کسی چیز کا بطور قرض (ادھار) یا قرضہ کی میعاد بڑھانے کی خاطر کئی گنا قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سلسبیل (نامی عورت) نے مجھ سے ایک لاکھ درہم اس شرط پر مانگا کہ وہ مجھے دس ہزار درہم نفع دے گی تو میں نے اسے نوے ہزار درہم قرض دیا ہے اور اس کے ساتھ کوئی کپڑا یا کوئی اور چیز جو ایک سو درہم کی مالیت کی ہے دس ہزار درہم میں (بطور حیلہ) فروخت کر دیتا ہوں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ اسے ایک لاکھ درہم دے دو۔ اور کچھ کپڑا دس ہزار درہم کے عوض فروخت کر دو۔ اور دو الگ الگ رسیدیں لکھ دو۔ (ایضاً)

۳۔ مسعدہ بن صدقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی سے ادھار کی رقم لینی تھی جب ادائیگی کا وقت آ گیا تو مقروض کے پاس دینے کے لیے کچھ نہ تھا اس نے مزید کچھ نفع دے کر ادھار کی مدت بڑھانا چاہی تو اسے کوئی ایسا موتی وغیرہ جس کی قیمت ایک سو درہم ہے ایک ہزار درہم میں فروخت کر کے ادھار کی ادائیگی کی مدت بڑھا سکتا ہے؟ فرمایا ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان دیلمی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا کہ میں ایک گروہ کے ساتھ اس طرح معاملہ کرتا ہوں کہ ایک بوری آٹے کے ادھار کے ساتھ دو درہم نفع لیتا ہوں اور انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کو آدھا آٹے پر کچھ درہم دوں؟ تو کوئی ایسا حیلہ ہے کہ میں حرام سے بچ جاؤں؟ تو امام علیہ السلام نے مجھے جواباً لکھا کہ ان کو کچھ درہم قرضہ دے دو۔ اور نصف بوری پر اس قدر نفع لے لو جس قدر (پوری بوری کی) لیتے تھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ از خیار میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۰

جب کوئی شخص کسی دلاّل سے اپنے مال کی قیمت مقرر کرے اور اس سے کہہ دے کہ اگر اس سے زیادہ قیمت پر فروخت ہو تو وہ زائد رقم تمہاری۔ تو یہ جائز ہے اور دلال کیلئے اسے مرابحہ پر بیچنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک دوسرے شخص سے کہا کہ "میرے پاس کپڑے کو دس درہم کے عوض فروخت کرو۔ اگر اس سے زیادہ رقم پر بکے تو وہ تمہارے لیے ہے" فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ، باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو اپنا مال و متاع ایک شخص کو دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ (اسے اتنی رقم کے عوض فروخت کر دو اور) اس سے جو زائد ملے وہ تمہارا ہے۔ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کچھ ساز و سامان لے کر بازار گیا اور لوگوں نے اس کی کچھ قیمت مقرر کی اور اس سے کہا: اگر اس سے زیادہ پر بکا تو وہ زیادتی بھی تمہاری ہوگی؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر وہ ان کے ہاتھ بیع مرابحہ نہ کرے۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ولی بنا کر بھیجا اور اس سے فرمایا میں نے تمہیں اہل اسد یعنی اہل مکہ کی طرف بھیجا ہے پس تم ان کو اس چیز کے بیچنے سے منع کرو جس کا ہنوز قبضہ نہ لیا ہو۔ اور ایک بیع میں دو شرطیں مقرر کرنے سے منع کرو اور جس چیز کا آدمی ہنوز ضامن نہ ہو (مالک نہ ہو) اس کا نفع حاصل کرنے کی بھی ممانعت کرو۔(التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دوسرے آدمی سے کہتا کہ میں تم سے سفید کپڑے خریدتا ہوں جو وہ لوگوں کے لیے خرید رہا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم مجھے ہر ہر کپڑے سے اس قدر نفع دو اور اس خریداری پر بھی مجھے نفع دو؟ امام علیہ السلام نے اسے ناپسند کیا۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۲) از عقد بیع میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۱۱

اگر بائع و مشتری میں قیمت کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابو بصیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ہر اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جو کوئی چیز خرید و فروخت کرتا ہے اور خریدار اس سے کم قیمت بتاتا ہے جو کہ بائع طلب کرتا ہے؟ تو فرمایا: جب وہ چیز بحالہ موجود ہو تو بائع کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حسین بن عمر بن یزید اپنے والد (عمر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب دو تاجر (بائع و مشتری) سچ بولتے ہیں تو ان کو برکت ہوتی ہے اور اگر جھوٹ بولتے ہیں تو ان کو برکت نہیں ہوتی۔ اور جب تک ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں تو انکو (معاملہ کے ختم کرنے کا) اختیار ہے۔ اور اگر ان میں قیمت کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو مال کے مالک کا قول مقدم ہوگا۔ مگر یہ کہ وہ خود اس (اختلاف) کو ترک کردے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

بیع مرابحہ جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کپڑا خریدتا ہے اور بائع اس سے مرابحہ طلب کرتا ہے اور وہ اصل قیمت سچ بتاتا ہے اور دو دانق یا نصف درہم نفع کا مطالبہ کرتا ہے تو کیا آپ علیہ السلام اس میں کوئی قباحت محسوس کرتے ہیں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں [1] (التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن بکیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی قیمت خرید سے زیادہ پر مال فروخت کرتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں جائز ہے۔ (ایضاً)

---

[1] جب بائع خریدار کو مال کی اصل قیمت خرید بتادے اور پھر نفع پر فروخت کرے تو اسے اصطلاح فقہاء میں بیع مرابحہ کہا جاتا ہے۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کچھ سامان (خریدار سے) نصف (نفع) کی شرط پر فروخت کرتا ہے پھر وہ (خریدار) اس مال کو نفع پر فروخت کرتا ہے تو آیا اس کیلئے یہ حلال ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۳

کنیز کا مرابحہ پر فروخت کرنا جائز ہے اگرچہ اس سے مقاربت بھی کی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن جعفر اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک کنیز خریدتا ہے۔ پھر اس سے مقاربت کرتا ہے آیا وہ اسے نفع پر فروخت کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (بیع الحیوان کے ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۴

بیع مساومت[۱] کو دوسرے اقسام پر ترجیح دینا مستحب ہے اور نفع کی اصل مال کی طرف نسبت دینا مکروہ ہے اور سامان کی طرف اس کی نسبت دینا جائز ہے اور مال اٹھانے کی اجرت کی ادھر نسبت جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد کے لیے مصر سے کچھ مال آیا اور آپ نے کھانا تیار کر دیا۔ اور تاجروں کو بلایا (اور ان سے واقعہ بیان فرمایا) انہوں نے کہا کہ ہم وہ دوازدہ کے حساب سے خریدتے ہیں میرے والد ماجد نے فرمایا: اس طرح کس قدر بنے گا؟ انہوں نے (وضاحت کرتے ہوئے) کہا دس ہزار کے ساتھ دو ہزار، اس پر میرے والد نے فرمایا: میں یہ متاع تمہارے ہاتھ بارہ ہزار میں فروخت کرتا ہوں پس آپ نے وہ متاع بطور بیع مساومت فروخت کیا۔ (الفروع، التہذیب)

---

[۱] جب بائع خریدار کو اپنے مال کی قیمت خرید نہ بتائے اور مناسب داموں پر فروخت کرے تو اسے بیع مساومت کہا جاتا ہے۔ اور یہ قسم سب اقسام سے افضل ہے۔ (الاحقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں وہ دوازدہ کی بیع کرنے کو ناپسند کرتا ہوں بلکہ میں اس طرح فروخت کرتا ہوں کہ یہ مال اتنی اتنی رقم کے عوض ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ جعفر بن حنان نے عرض کیا کہ آپ اس ادھار بیع و شرا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتھ مال فروخت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں وہ دوازدہ اور وہ یازدہ کے طور پر فروخت کرتا ہوں؟ فرمایا: یہ فاسد ہے (یعنی فضول ہے) بلکہ (افضل یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں اس تمام مال و متاع پر اس قدر نفع لوں گا اور بطور بیع مساومت فروخت کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر میں اس متاع کو بطور بیع و مساومت فروخت کروں جو میرے پاس موجود ہی نہ ہو تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے (الفروع)

۴۔ محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں یازدہ اور دوازدہ کی بیع و شرا کو ناپسند کرتا ہوں بلکہ یوں کہے کہ میں بطور مساومت تمہارے ہاتھ اس اس طرح فروخت کرتا ہوں۔ اور فرمایا کہ میرے پاس مصر سے کچھ سامان آیا اور میں نے اسے اس طرح (دہ دوازدہ کے طور پر) فروخت ناپسند کیا۔ اور یہ مجھے شاق گزرا یہاں تک کہ میں نے اسے بطور مساومت فروخت کیا۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتھ دہ دوازدہ اور دہ یازدہ کے طور پر مال فروخت کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ بیع مراوضہ ہے۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۱۵

خریدار کیلئے مال کی قیمت ادا کرنے سے پہلے مال کا آگے فروخت کرنا اور اس پر نفع لینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کہ میں نے ایک شخص کے ہاتھ اتنے اتنے درخت خرما اتنے اتنے درہم کے عوض فروخت کیے تھے اور درخت خرما پر پھل بھی تھا ابھی اس شخص نے میری قیمت بھی ادا نہیں کی تھی کہ اس نے جا کر ایک اور شخص کے ہاتھ نفع پر وہ درخت فروخت کر دیئے تو! فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیا وہ قیمت کی ادائیگی کا ضامن نہیں تھا؟ عرض کیا ہاں! فرمایا: پھر نفع اسی کا ہے۔ (الفروع)

باب ۱۶

اگر مال ایسا ہو جو ناپا یا تولا جاتا ہے تو قبضے میں لینے سے پہلے اس مال کا فروخت کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ مگر یہ کہ تم بیع تولیہ[1] کرو اور اس کا قبضہ کسی کے حوالہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی ناپی تولی جانے والی چیز خرید و تو اسے اس وقت تک آگے فروخت نہ کرو جب تک پہلے اس کا قبضہ نہ لے لو۔ مگر یہ کہ تم بیع تولیہ کرو۔ اور اگر وہ چیز ناپی تولی نہ جاتی ہو تو پھر (قبضے سے پہلے) اسے فروخت کر سکتے ہو یعنی (نئے) خریدار کو ہی اس کے قبضہ کا وکیل بنایا جائے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ عبدالرحمن بن ابوعبداللہ۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی کا ایک کُر طعام دینا تھا۔ تو اس (دوکار) نے جا کر کسی شخص سے ایک کُر طعام خریدا اور اپنے طلب گار سے کہا کہ تم جا کر فلاں سے اپنا حق وصول کر لو۔ تو؟ فرمایا! اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے (ایضاً)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کوئی پھل خریدتا ہے اور پھر اسے اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کر دیتا ہے؟ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے جب اسے نفع مل رہا ہو تو پھر فروخت کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کچھ طعام خریدا اور اسے تولنے (اور قبضہ میں لینے) سے قبل اسے فروخت کر دیا فرمایا اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے (الفروع)

۵۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کوئی ایسی چیز خریدی ہے۔ جو نہ ناپی جاتی ہے اور نہ تولی جاتی ہے۔ آیا اسے اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کچھ طعام خریدتا ہے آیا اسے اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: اگر تو نفع پر (بیع مرابحہ) کے طور پر فروخت کرنا چاہتا ہے تو پھر تو قبضہ میں لینے سے پہلے اسے فروخت نہیں

---

[1] جب بائع مال کو اصلی قیمت خرید پر فروخت کرے تو اسے بیع تولیت کہا جاتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرنا چاہیئے ۔اور اگر بیع تولیہ کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔پھر سوال کیا کہ اگر کوئی شخص طعام خریدے۔ اور قبضہ سے پہلے اسکی بیع تولیہ کرنا چاہے تو؟ فرمایا اگر نفع پر فروخت نہ کرے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔
(التہذیب، بحارالانوار، قرب الاسناد)

۷ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگوں نے باہم مل کر روئی یا کتان کا کپڑا خریدا اور اسے تقسیم نہیں کیا۔آیا ان میں سے کسی ایک شخص کے لئے جائز ہے کہ اسے قبضہ میں لینے سے پہلے اس کو فروخت کر دے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔کیونکہ یہ (بزّ) بمنزلہ طعام نہیں ہے ۔کیونکہ طعام تولا جاتا ہے۔(التہذیب، الفروع)

۸ ابو بصیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔کہ ایک شخص نے کچھ خوراک خریدی اور اسے اپنے قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت کر دیا تو؟ فرمایا مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ ناپ تول والی چیز کو ناپنے تولنے سے پہلے (نفع) پر فروخت کرے۔مگر یہ کہ نفع پر فروخت نہ کرے بلکہ بیع تولیہ (برابر برابر فروخت کرے یا (قیمت خرید سے) کم قیمت پر فروخت کرے اور جو چیز ناپی تولی نہیں جاتی اگر اسے قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۹ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔حضرت امیرؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خوراک یا (حیوانات کے) چارہ کا احتکار کرے (باوجود ضرورت کے فروخت نہ کرے) یا احتکار کے بغیر خریدے اور اسے آگے فروخت کرنا چاہے تو قبضے میں لینے اور ناپنے سے پہلے فروخت نہ کرے (ایضا)

۱۰ منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک ایسی چیز خریدی ہے جو ناپی نہیں جاتی ۔آیا وہ اسے قبضے میں لینے سے پہلے مرابحہ (نفع) پر فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ جب تک ناپی تولی جانیوالی چیز نہ ہو تب تک کوئی حرج نہیں لیکن اگر پھر بھی قبضے میں لیکر فروخت کرے تو زیادہ برائت ذمہ کا باعث ہوگی۔(التہذیب، الفروع)

۱۱ ابن حجاج کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے مقررہ مدت تک کچھ خوراک خریدی اور اسے قبضے میں لینے سے پہلے کچھ تاجروں نے مجھ سے طلب کی؟ فرمایا: اگر اسی مدت تک اسے فروخت کر دو تو کوئی حرج نہیں ہے۔مگر اسے اپنے قبضے میں لینے سے پہلے (خریدار کے) حوالے نہیں کر سکتے۔راوی نے عرض کیا۔کہ جب میں اسے اپنے قبضے میں لے لوں تو اسے (سابقہ) ناپ کے مطابق دے سکتا ہوں؟ (یا از سر نو ناپنا پڑے گا؟) فرمایا: اگر وہ (خریدار) راضی ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۱۲ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ چاندی کی مد کو قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (التہذیب)

۱۳ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حزام بن حکیم بن حزام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے صدقے کی خوراک میں سے کچھ خوراک خریدی۔ اور اسے قبضے میں لینے سے پہلے مجھے نفع ملنے لگا اور میں نے چاہا کہ اسے فروخت کردوں تو اس سلسلے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا؟ فرمایا: جب تک اسے قبضے میں نہ لے لے تب تک اسے فروخت نہ کر۔ (امالی فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ)

۱۴ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی ابن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ناپ کر یا تول کر کوئی چیز خریدی تو آیا اس کا نفع پر فروخت کرنا جائز ہے؟ فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر ناپ یا تول کا نام لے (کہ اس قدر ہے) تو پھر جب تک اسے ناپ یا تول نہ لے اس کا فروخت کرنا مناسب نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۵ علی بن جعفر نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص سے دس درہم لینے تھے۔ پس اس (لینے والے نے) اس (دینے والے) سے کہا کہ میرے لئے ایک کپڑا خریدا اور اسے فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے قبضے میں لے اور اگر تجھے نقصان ہوا تو میں اسے پورا کروں گا؟ فرمایا جب دونوں راضی ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰، ازسلف اور باب ۷ از بیع میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

قیمت میں کچھ کمی کر کے معاملہ فسخ کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر ایسا کرے (اور زیادہ پر فروخت کرے تو) زیادہ رقم پہلے خریدار کو واپس کرے گا)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے بغیر کسی شرط کے ایک آدمی سے کپڑا خریدا۔ جو اسے پسند نہ آیا لہٰذا اسے واپس کرنا چاہا مگر بائع نے قیمت میں کمی کئے بغیر معاملہ فسخ کرنے سے انکار کردیا۔ تو؟ فرمایا: اسے کم قیمت پر مال واپس نہیں لینا چاہئے۔ اور اگر جہالت کی وجہ سے ایسا کرے اور اس سے زیادہ قیمت پر فروخت کرے تو وہ

زیادہ قیمت پہلے خریدار کو لوٹائے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۱۸

(دلال کے بائع اور مشتری سے (اجرت) لینے کا حکم؟)

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن ابی عمیر سے اور وہ غلاموں کا کاروبار کرنے والے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے ایک کنیز خریدی۔ پس امام نے مجھے چار دینار دیئے! میں نے (احتراماً) انکار کیا۔ امام نے فرمایا ضرور لے لو۔ پس میں نے لے لئے اور فرمایا بائع سے کچھ نہ لے (الفروع)

۲ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے مگر انہوں نے اس روایت کا آخری جملہ اس طرح نقل کیا ہے کہ فرمایا۔ کہ بائع سے ضرور (اجرت) حاصل کر۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ دو الگ الگ روایتیں ہوں (کہ ایک میں ممانعت وارد ہوئی ہو جو کراہت پر محمول ہو اور دوسری جواز پر) اور ظاہر ہے کہ ہر مکروہ جائز ہوتا ہے۔

باب ۱۹

مال کے تلف ہو جانے کی صورت میں دلال ضامن نہیں ہوتا۔ مگر جبکہ تفریط و کوتاہی کرے یا اپنی خوشی سے وہ ضمانت دے دے)۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن محمد قاسانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں ۲۳۲ھ میں مدینہ کے اندر عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں ایک شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ وہ اس کے لئے کچھ مال و متاع خریدے چنانچہ اس نے وہ مال خریدا مگر وہ چوری ہو گیا یا اس پر ڈاکہ پڑا اس طرح مال ضائع ہو گیا تو آیا یہ تلفی حکم دینے والے کے مال کی سمجھی جائیگی یا مامور (دلال) کے مال کی؟ فرمایا: حکم دینے والے کے مال کی متصور ہوگی۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اجرت لے کر لوگوں کے لیے خرید و فروخت کرتا ہے (دلالی کرتا ہے) آیا (اگر مال تلف ہو جائے تو) وہ ضامن ہے؟ فرمایا جب وہ اس پر راضی ہو تو ٹھیک ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ اپنے نقصان سے زیادہ اس سے تاوان لیں مگر جب

وہ خود راضی ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ٢٩ از اجارہ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ٢٠

منتظم اور دلال کا خرید و فروخت پر اجرت لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

١۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور دوسرے راوی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منتظم اور دلال کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے وہ روز بروز لوگوں کے لیے مقررہ قیمت سے خرید و فروخت کرتا ہے لہٰذا وہ بمنزلہ مزدور کے ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

٢۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منتظم کے بارے میں سوال کیا آیا وہ اجرت لے کر خریداری کر سکتا ہے (بایں طور) کہ اسے چاندی دی جائے اور اس سے شرط طے کی جائے۔ کہ ہم جو خریدنا چاہتے ہیں تم وہ خرید کر لاؤ گے۔ پس ہمیں جو پسند ہوگا وہ رکھ لیں گے اور جو ناپسند ہوگا وہ رد کر دیں گے۔ چنانچہ وہ جاتا ہے اور کچھ مال و متاع خرید کر لاتا ہے اور آ کر کہتا ہے کہ جو کچھ تمہیں پسند ہے وہ رکھ لو اور جو ناپسند ہے وہ واپس کر دو تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

٣۔ حسین بن یسار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے اس شخص کی اجرت کے بارے میں سوال کیا گیا جو مکانوں اور جائدادوں کی دلالی کرتا ہے؟ فرمایا اس اجرت کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

٤۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ تو میرے لیے کچھ مال و متاع خرید۔ اور جو نفع حاصل ہوگا وہ تمہارے اور میرے درمیان (نصف نصف) ہوگا فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

٥۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جب کہ میں بھی حاضر تھا کہ بسا اوقات ہم ایک شخص کو حکم دیتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے زمین، یا چارپائے، غلام یا خادمہ خریدے اور ہم اس کے لیے کچھ اجرت مقرر کرتے ہیں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

٦۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سے دوسرا شخص کہتا ہے کہ میں تم سے اس شرط پر خوراک خریدتا ہوں کہ میں تم سے جو کپڑا خریدوں تو اس میں میرے لیے اتنا اتنا نفع مقرر کرے جبکہ وہ یہ کپڑا خریدتا لوگوں

کے لیے ہے اور اس سے کہتا ہے کہ میں تم سے خریدتا ہوں بشرطیکہ تو میرے لیے کچھ نفع مقرر کرے؟ امام نے اسے ناپسند فرمایا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد باب الاجارہ (باب ۱و۵ میں) اور کچھ بعد حوالہ میں اور کچھ بیع الحیوان ام الولد کی بیع وشرا میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲۱

جو شخص مختلف قسم کے مال ومتاع یکمشت خریدے تو اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس میں سے بعض کو نفع پر فروخت کرے یا اس میں سے جو عمدہ مال ہے اسے فروخت کرے۔ مگر یہ کہ خریدار کو صورت حال سے آگاہ کرے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جو متعدد ساز وسامان یکمشت ایک مقررہ قیمت پر خریدتا ہے پھر ہر ایک کپڑے کی الگ الگ قیمت مقرر کرتا ہے اس طرح وہ تمام مال کی قیمت مقرر کرتا ہے اور نفع پر فروخت کرتا ہے؟ فرمایا: ایسا نہ کرے جب تک (خریدار کو) صورت حال بتا نہ دے کہ اس نے اس (کپڑے) کی قیمت از خود مقرر کی ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ علی بن سعید ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے متعدد مال ومتاع کا مجموعہ یکمشت خریدا۔ اب اس سے نفع پر وہ مال طلب کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تو نے کس طرح قیمت مقرر کی ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اس چیز کی اس قدر اور اس کی اس قدر قیمت مقرر کی ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ اس کی مقررہ قیمت سے بھی بڑھ کر دیتے ہیں تو؟ فرمایا: اگر وہ خود زیادہ کر دے تو (اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔) (التہذیب)

۳۔ عیسی ابن ابو منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگ ہروی یا مروزی یا قومی کپڑے کی چند گٹھڑیں یکمشت خریدتے ہیں اور ایک شخص آکر اس سے دس کپڑے ہر کپڑے پر پانچ درہم یا اس سے کم وبیش نفع دے کر خریدتا ہے مگر شرط یہ لگاتا ہے کہ سب سے عمدہ ہو تو؟ فرمایا: میں اس بیع کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ صرف پانچ کپڑے عمدہ برآمد ہوں اور باقی سب برابر ہوں تو؟ اس پر آپ کے فرزند جناب اسماعیل نے کہا کہ انہوں نے دس عمدہ کپڑوں کی شرط لگائی ہے تو؟ امام نے فرمایا: انہوں نے دس اعلیٰ کپڑوں

کی شرط لگائی ہے اور اگر اس میں سے دس عمدہ کپڑے برآمد ہی نہ ہوں بلکہ صرف پانچ برآمد ہوں اور باقی سب برابر ہوں تو؟ الغرض لوگوں کے اصرار کے باوجود امام نے یہی فرمایا کہ میں اس بیع وشرا کو پسند نہیں کرتا۔

(التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسباط بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ایک گانٹھ (عدل) خریدتے ہیں جن میں اعلیٰ اور ادنیٰ سو کپڑے ہوتے ہیں چنانچہ ایک شخص آکر اس گانٹھ سے نوے کپڑے خریدتا ہے۔ اور ہر کپڑے پر ایک ایک درہم نفع دیتا ہے؟ تو آیا ہم باقی ماندہ (دس) کپڑے بھی اسی ریٹ پر فروخت کر سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ مگر یہ کہ کوئی صرف ایک کپڑا خریدے۔ (التہذیب، التہذیب)

باب ۲۲

دلال کیلئے مختلف لوگوں کے مختلف ساز وسامان کو یکمشت فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص لوگوں کے لیے دلالی پر مال فروخت کرتا ہے۔ ایک چیز ادھر سے آتی ہے دوسری ادھر سے آتی ہے اور تیسری کسی اور طرف سے جب کہ بعض چیزیں بعض سے اعلیٰ ہیں۔ پس اس کے پاس ایک گاہک آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمام چیزیں میرے ہاتھ فروخت کر دے تو؟ فرمایا: یہ چیز مجھے پسند نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۳

کسی چیز کا ایک یا دو درہم کم ایک دینار پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ جبکہ اس (ایک یا دو درہم) کی نسبت (دینار سے) مجہول ہے یا مجمل مدت کا ذکر کرنا ہاں البتہ ایک دینار سے ربع یا کم وبیش مستثنیٰ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اس طرح بیع وشرا کو مکروہ جانتے تھے کہ کوئی چیز ایک یا دو درہم کم ایک دینار پر فروخت کی جائے کیونکہ دینار کی ایک درہم سے کیا نسبت ہے؟ یہ معلوم نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک درہم کم ایک دینار ادھار پر کچھ مال ومتاع خریدتا ہے فرمایا: یہ باطل ہے۔ ممکن ہے کہ ایک دینار ایک درہم کا ہو جائے؟ (التہذیب)

۳۔ وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کوئی چیز ایک یا دو درہم کم ایک دینار پر ادھار خریدنا ناپسند کرتے تھے۔ ہاں ایک ثلث یا ربع یا سدس کم یا اس طرح دینار سے کچھ معین مقدار کم پر فروخت کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۱۸ از عقد بیع میں) گزر چکی ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مبیع اور اس کی قیمت معین ہونی ضروری ہے۔

باب ۲۴

بیع مرابحہ میں صرف دراہم کا تذکرہ ضروری ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن عبدالخالق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے کچھ درہم اہواز بھیجے ہیں جن کا وہاں خوب مصرف ہے اور وہاں اس سے کچھ مال ومتاع خریدا جاتا ہے پھر ہم کچھ توقف کرتے ہیں اور جب مال فروخت کیا جاتا ہے تو اس کے صرف میں کچھ کمی آجاتی ہے؟ پس جب ہم اسے فروخت کریں تو ہم پر بیع مرابحہ میں صرف دراہم کا تذکرہ کرنا ضروری ہے؟ فرمایا: ہاں اگر بیع مرابحہ ہو تو پھر خریدار کو اس کی خبر دو اگر مساومت ہو (برابر برابر) ہو تو پھر نہ بتانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۵

بیع مرابحہ میں اگر کوئی مدت مقرر ہو تو اس کا تذکرہ ضروری ہے اور اگر اس کا تذکرہ نہ کیا گیا تو پھر مشتری کو بھی اتنی مدت کی رعایت حاصل ہوگی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود میسر بیاع زطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کچھ سامان کچھ مہلت پر لیتے ہیں پس ایک شخص (خریدار) آکر پوچھتا ہے کہ تمہیں یہ مال کتنے میں پڑا ہے؟ تو میں جواب میں کہتا ہوں اتنے اتنے میں پس میں اسے نفع پر

فروخت کر دیتا ہوں تو؟ فرمایا: جب اس مال کو نفع پر فروخت کرتے ہو تو پھر اس کو بھی (قیمت کی ادائیگی میں) اتنی مہلت ہوگی جتنی تمہیں تھی راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم تو ہلاک ہو گئے۔ فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ زمین خدا میں کوئی ایسا کپڑا نہیں جسے میں نے نفع پر (اور وہ بھی نقد پر) فروخت نہ کیا ہو اور اگر میں قیمت خرید سے کچھ کم کرتا تو کہتا کہ اتنے اتنے میں فروخت کروں گا (تو بہتر ہوتا) پس امامؑ نے میری پریشانی دیکھی تو فرمایا: آیا میں تمہارے لیے ایک ایسا دروازہ نہ کھولوں جس میں تمہارے لیے کشائش ہو؟ تو (خریدار سے) کہہ کہ مجھے یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور اتنی اتنی زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔ تو نفع کا نام نہ لے (تا کہ بیع مرابحہ نہ بنے) (الفروع، التہذیب)

۲۔ ہشام بن حکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جنابؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کچھ مہلت پر کچھ سامان خریدتا ہے؟ فرمایا: اسے اس مال کو نفع پر فروخت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے مگر اتنی مہلت پر جتنی اسے حاصل تھی۔ اور اگر اس نے وہ مال منافع پر فروخت کیا اور خریدار کو صورتحال نہ بتائی تو خریدار کو وہ مہلت حاصل ہوگی جو اسے حاصل تھی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو محمد واشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو آنجناب سے سوال کر رہا تھا کہ ایک شخص نے کسی سے کچھ مال خریدا جس کی قیمت اس نے ایک سال تک ادا کرنی ہے پھر اس نے وہ مال دوسرے شخص کے ہاتھ منافع پر فروخت کیا آیا اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے اصل قیمت و منافع نقد وصول کرے فرمایا اسے خریدار سے اس طرح معاملہ کرنا چاہیے جس طرح اس نے خود کیا ہے پس اگر اس نے کچھ نقد ادا کیا ہے تو اتنا نقد لے سکتا ہے اور اگر کچھ نقد ادا نہیں کیا تو پھر وہ اتنی مدت تک وصول کریگا جتنی مدت تک اسے خود ادائیگی کرنا ہے میں نے عرض کیا اگر خریدار اس جیسا (قابل وثوق) آدمی نہ ہو تو؟ فرمایا: تو پھر اس سے اس مدت تک کوئی وثیقہ لے لے (التہذیب)

باب ۲۶

جو شخص کوئی طعام (غلہ) خریدے اور اس کا قبضہ لینے سے پہلے اس کا بھاؤ بدل جائے یا کسی کو بطور اجرت یا قرضہ کچھ غلہ دے اور اس کا نرخ بدل جائے تو؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی سے چند درہم کے عوض کچھ غلہ خریدا اور اپنے قبضہ میں لے لیا (اور

آدھے کا قبضہ ہنوز باقی تھا کہ) جب (باقی کا قبضہ لینے گیا تو) اس کا نرخ بڑھ گیا تھا یا گھٹ گیا تھا؟ فرمایا: اگر اس نے خریداری والے دن بھاؤ مقرر کر لیا تھا تو پھر وہی بھاؤ ہوگا اور اگر کوئی بھاؤ مقرر نہیں کیا تھا تو پھر بھاؤ طے کیا جائے گا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک شخص سے ایک کر غلہ خریدا ایک معین قیمت کے عوض اور ہنوز اس نے کچھ غلہ تولا تھا کہ اس کا نرخ چڑھ گیا (یا کم ہو گیا) اور مالک نے باقی ماندہ غلہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارے لئے صرف وہی ہے جو تم قبضہ میں لے چکے ہو؟ فرمایا: اگر اس نے تمام غلہ کا بھاؤ مقرر کر لیا تھا تو پھر اسی بھاؤ پر اسے باقی مال بھی دیا جائے گا اور اگر صرف غلہ خریدا تھا اور پورے غلہ کی شرط مقرر نہیں کی تھی تو پھر اسے صرف وہی ملے گا جس کی اس نے نقد قیمت ادا کی تھی۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حسن نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے مکان وغیرہ بنانے کے لیے ایک مزدور مقرر کیا اور اسے (اجرت پر) کچھ غلہ اور کپاس وغیرہ دینا شروع کی پھر اس غلہ یا کپاس وغیرہ کی قیمت چڑھ گئی یا کم ہو گئی! تو اس کے لیے غلہ وغیرہ کا بھاؤ اس دن والا مقرر ہوگا جس دن اسے دیا جائے گا۔ یا اس دن والا جس دن اس سے معاملہ کیا تھا؟ امام نے جواب میں لکھا: کہ اس دن والا بھاؤ معیار ہوگا جس دن اس نے اس سے معاملہ کیا تھا انشاء اللہ۔ دوسرا مسئلہ یہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے کسی کا قرضہ دینا تھا پس جب ادائیگی کی تاریخ آئی تو اس نے اسے کچھ غلہ دیا مگر اس کی قیمت مقرر نہ کی پھر اس کی قیمت بدل گئی تو؟ امام نے جواب میں لکھا کہ اس دن کا نرخ معتبر ہوگا جس دن اس نے وہ غلہ دیا تھا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو العطارد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے کچھ غلہ خریدا اور اسے اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے اس کا نرخ بدل گیا۔ (کم ہو گیا) تو؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تم اس سے وفا کرو۔ جس طرح کہ اگر قیمت بڑھ جاتی تو وہ اضافہ بھی تمہیں ہی ملتا۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۷

ناپنے تولنے سے جو کچھ بچ جاتا ہے اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علاء بن زرین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کسی جگہ سے گزر رہا ہوتا ہوں کہ ایک شخص مجھ پر اپنا غلہ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ غلہ تمہاری خواہش کے مطابق ہے اور میں اس سے کہتا ہوں کہ یہ غلہ باہر نکالو۔ میں تمہیں فی کر اس قدر نفع دوں گا۔ چنانچہ وہ غلہ باہر نکالتا ہے پس اس میں سے جس قدر میری پسند کے مطابق ہوتا ہے وہ میں لے لیتا ہوں اور جو میری پسند کے مطابق نہیں ہوتا اسے چھوڑ دیتا ہوں تو؟ فرمایا: یہ (بیع) مراضہ ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! میں نے عرض کیا کہ میں اس سے کہتا ہوں کہ تو اس سے پچاس یا اس سے کم و بیش کر تول کر علیحدہ کر دے اور وہ تولا ہوا غلہ کبھی زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم مگر اکثر زیادہ ہی ہوتا ہے تو وہ زیادتی کس کی ہوگی؟ فرمایا: وہ تمہاری ہوگی۔ پھر فرمایا: میں نے (اپنے غلام سلام کو غلہ خریدنے کے لیے بھیجا اور وہ دو دینار کا زیادہ غلہ لے آیا ہم نے اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے لیے اپنے معلوم پیمانہ سے تولا (اور وہ زیادہ نکلا) میں نے اس (غلام) سے کہا کہ کیا تمہیں مالک کا علم ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو ہم نے وہ زائد تعداد واپس کر دی! میں نے عرض کیا خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ آپ مجھے تو یہ فتویٰ دے رہے ہیں کہ وہ زائد مقدار میری ہے۔ مگر عام لوگ اس زائد مقدار کو (بائع کا مال سمجھ کر) واپس لوٹا رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں یہ لوگوں کی غلطی کی وجہ سے ہے اگر کہ تم نے بائع سے آٹھ یا نو دینار کا غلہ خریدا تھا (مگر اس نے غلطی سے دس دینار کا دے دیا تو وہ زائد مال بائع کا ہے مگر تمہارا معاملہ اس سے مختلف ہے کہ بائع نے ذرا فراخدلی سے تولا۔ تو مال تھوڑا سا زیادہ نکل آیا۔ پھر فرمایا: کہ تم بھی دوبارہ تول لو۔ (اور اگر بہت زیادہ نکلے تو واپس کر دو۔) (الفروع)

۲۔ علی بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کشتی بانوں سے غلہ خریدتے ہیں اور جب اپنے ہاں تولتے ہیں تو کچھ زیادہ نکل آتا ہے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اور کبھی کم بھی نکل آتا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا: وہ تمہیں پورا کر دیتے ہیں؟ عرض کیا نہیں! فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو مال ناپ تول کی وجہ سے زیادہ نکل آتا ہے (وہ کس کا ہے) فرمایا: جب تک حد سے زیادہ نہ ہو (اس میں فاحش غلطی نہ ہو) تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اگر گوشت یا قت[1] وغیرہ تول میں زیادہ نکلے تو؟ (پھر میں نے اپنی بات کی

[1] ایک دانہ جس کو صحرائی لوگ کوٹنے کے بعد کھاتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

وضاحت کرتے ہوئے کہا) کہ لوگ ہمارے ہاں چند وزن دس درہم میں اور گوشت کے چند رطل چند درہم کے عوض خریدتے ہیں اور بالعموم وزن زیادہ ہی ہوتا ہے اور اس زیادتی کے لیے کوئی خاص وقت معلوم نہیں ہے تو؟) فرمایا: جب اہل بلد کی بیع و شرا یونہی ہے تو پھر میانہ روی سے کام لو اس سے تجاوز نہ کرو۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک شخص سے تول کر درہم لیتا ہوں اور جب انہیں الگ الگ کرتا ہوں تو میرے پاس کچھ زیادہ نکل آتے ہیں تو؟ فرمایا: تو نے انصاف سے پورے تولے تھے؟ عرض کیا ہاں! فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ

باب ۲۸

بیعانہ کا قیمت میں شمار کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بیعانہ نقد قیمت کے سوا جائز نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، قرب الاسناد)

باب ۲۹

جو شخص اپنے حدود (اربعہ) کے ساتھ اور جس پر دروازہ بند ہوتا ہے کوئی زمین خریدے تو جو کچھ اس زمین میں ہے وہ سب کچھ اسی کا ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن صفار سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک مخصوص زمین اس کے حدود اربعہ کے ساتھ خریدی جس میں فصل، کھجور وغیرہ کے درخت موجود تھے مگر (بیع و شرا کی) تحریر میں ان چیزوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا تھا ہاں البتہ اس میں یہ درج تھا کہ خریدار نے یہ زمین اس کے داخلی اور خارجی حقوق کے ساتھ خریدی ہے تو یہ فصل، کھجور اور درخت وغیرہ زمین کے حقوق میں داخل ہونگے یا نہ؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ جب کوئی

شخص زمین کو اس کے حدود کے ساتھ اور جس پر تالہ لگتا ہے اس کے ساتھ خریدے تو پھر جو کچھ اس کے اندر ہے وہ اسی کا ہے۔ انشاء اللہ (التہذیب)

باب ۳۰

جو شخص (اپنا باغ) فروخت کرے اور اس میں سے ایک یا چند کھجوروں کا استثنا کرے تو اسے اس میں جانے، آنے اور اس کی شاخوں کے بڑھنے تک حق حاصل ہے۔ مگر یہ کہ (اس کے عدم کی) شرط مقرر کی جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن صفار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام) کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنا باغ فروخت کیا جس میں درخت اور انگور کی بیلیں ہیں اور اس میں سے ایک درخت کا استثنا کیا۔ آیا وہ اس درخت کی طرف آ جا سکتا ہے؟ اور اس مستثنیٰ درخت کے لیے کس قدر زمین ہوگی؟ بقدر تنہ یا اس کی شاخوں کے پھیلاؤ تک؟ امام نے جواب میں لکھا کہ اس کو اپنے درخت اور استثنیٰ کے مطابق حق حاصل ہے اور اپنے ان حق سے آگے نہ بڑھے۔ انشاء اللہ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جس نے (اپنے باغ کی) کھجوریں فروخت کی تھیں اور چند کھجوروں کا پھل مستثناء کیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی کھجوروں کی طرف جا بھی سکتا ہے اور آ بھی۔ اور اس کی شاخوں کے پھیلاؤ تک اسے حق حاصل ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ارض موات (باب ۱۰ میں اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۳۱

جو شخص کسی (بڑے گھر میں سے ایک کمرہ خریدے آیا وہ اس کی بالائی اور تحتانی منزل میں داخل ہو سکتا ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن صفار سے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے کسی کے گھر میں سے ایک کمرہ اس کے تمام حقوق کے ساتھ خریدا ہے۔ اور اس کمرے کے اوپر ایک اور کمرا ہے تو آیا وہ اوپر والا کمرہ

نیچے والا کمرہ کے حقوق میں داخل سمجھا جائے گا یا نہ؟ امام نے جواب میں لکھا کہ اس کے لیے صرف وہی کمرہ ہے جو اس نے اس کے نام و مقام سے خریدا ہے اور بس۔ انشاء اللہ (التہذیب، الفروع)

باب ۳۲

جو شخص کسی مؤبّر کھجور (جسے اس نے نر کا بور دیا ہو) کو فروخت کرے تو اس کا پھل بائع کا ہوگا اور اگر غیر مؤبّر ہو تو پھر خریدار کا ہوگا مگر یہ کہ (خریدار بہرحال اپنے لیے) شرط مقرر کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عقبہ بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ نے فیصلہ کیا تھا کہ (فروخت شدہ) کھجور کا پھل اس شخص (بائع) کا ہوگا جس نے اسے بور دیا تھا مگر یہ کہ خریدار (اپنے لیے) شرط کرلے (الفروع، التہذیب)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسی کھجور فروخت کرے جسے اس نے بور دیا ہو تو اس کا پھل اسی کا ہوگا مگر یہ کہ خریدار شرط مقرر کرے پھر فرمایا اور حضرت رسول خدا ﷺ نے بھی اسی طرح فیصلہ کیا تھا۔ (ایضاً)

باب ۳۳

جو شخص کسی کو حکم دے کہ وہ اس کیلئے کچھ سامان خریدے تو اس کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ سامان (پہلے) خود اپنے لیے خریدے اور پھر اس کو نفع پر دے۔ اور اسے اطلاع بھی نہ دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے، جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آکر مجھے کہتا ہے کہ میرے لیے ایک دینار یا اس سے کم و بیش قیمت پر کپڑا خرید۔ چنانچہ میں اس قیمت پر اس کے لیے کپڑے خریدتا ہوں اور پھر اس سے کہتا ہوں کہ یہ کپڑا اتنی قیمت پر ملے گا۔ اور یہ قیمت اس سے زیادہ ہے۔ جس سے کپڑا خریدا تھا اور اسے نہیں بتایا کہ میں اس سے نفع لے رہا ہوں تو یہ شرط بھی کرتا ہوں کہ وہ رقم نقد دے۔ اور یہ کہ میں اسے واپس نہیں کروں گا تو آیا ایسا کرنا اور اس طرح نفع کمانا میرے لیے جائز ہے؟ امام نے جواب میں فرمایا: کہ تمہارے لیے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ایسا نہ کر۔ (التہذیب)

باب ۳۴

جو شخص کسی خریدار کی طرف سے نقد قیمت ادا کرے جبکہ وہ (خریدار) ادائیگی پر قادر تھا تو اس کیلئے نفع دے کر اپنے ساتھی سے وہ مال خریدنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ دو صرافوں نے چند دینار کے عوض کچھ چاندی خریدی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے (حصے کی رقم بھی) تو دے دے۔ جب کہ وہ ادائیگی پر قادر تھا۔ چنانچہ اس نے ادا کر دی اور پھر اسے خیال آیا کہ نفع دے کر اپنے ساتھی کا حصہ بھی خرید لے۔ تو آیا اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

اگر خریدار یہ شرط مقرر کرے کہ اگر مال میں گھاٹا پڑا تو وہ بائع کا ہوگا۔ تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور معاملہ میں ہر وہ شرط روا ہے جو جائز ہو اور تحت القدرت بھی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالمالک بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں ایک شخص سے کچھ غلہ کچھ ساز و سامان اس شرط پر خریدتا ہوں کہ اس کا گھاٹا مجھ پر نہیں ہوگا (بلکہ بائع پر ہوگا) آیا یہ درست ہے؟ فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں خیار شرط (باب ۶) میں گزر چکی ہے اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۳۶

جب کوئی شخص (بائع یا مشتری نقد قیمت تو مقرر کرے مگر اس کی وضاحت نہ کرے کہ کون سی قیمت؟ تو اس کی نقد البلد کی طرف بازگشت ہوگی)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی بن ارشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت

امام حسن عسکری علیہ السلام) سے سوال کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں ایک شخص نے مثلاً ایک ہزار درہم کے عوض کچھ سامان خریدا اور اس کی صراحت نہ کی کہ وہ درہم کس قسم کے ہوں گے۔ کھرے ہوں گے یا غیر کھرے تو؟ فرمایا: اگر وہ کچھ مخصوص درہموں کی شرط لگائے تو فبہا ورنہ وہی درہم مراد ہوں گے جو وہاں لوگوں میں رائج ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سوال سے میرا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مجھے حق مہر میں کس قسم کے درہم ادا کرنے چاہئیں۔ کیونکہ لوگوں نے کہا تھا کہ تو صرف وضح ہی دے۔ جب کہ میں نے صرف سات سو درہم کے حق پر ازدواج کیا تھا۔ اور وضح اور غیر وضح کی کوئی قید نہیں لگائی تھی۔ (التہذیب)

باب ۳۷

بائع کے لیے خریدار کے وکیل کو اس لیے رشوت دینا جائز ہے کہ وہ اپنے حق سے زیادہ نہ لے۔ مگر اس کیلئے دینا جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے حق سے کم تر لے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حکیم بن حکم صیرفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جب کہ حفص الاعور نے آپ سے سوال کیا تھا کہ بادشاہ ہم سے مشکیزے وغیرہ خریدتے ہیں اور وہ اس سلسلے میں وکیل مقرر کرتے ہیں۔ تو ہم ان کو اس نیت سے رشوت دے سکتے ہیں کہ وہ ہم پر ظلم و زیادتی نہ کریں؟ فرمایا: جس سے تم اپنے مال کی اصلاح کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر خاموش ہو گئے۔ بعد ازاں فرمایا: جب تم اسے رشوت دو گے تو وہ اپنی شرط (مقررہ قیمت) سے بھی کمتر لے لے گا؟ میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا: پھر تمہاری رشوت (جو کہ پہلے جائز تھی) خراب ہو گئی۔ (اور حرام ہو گئی کیونکہ وہ حصول حق کے لیے جائز ہے نہ کہ ناجائز مطلب برآری کے لیے)۔ (التہذیب)

عیوب کے احکام کے ابواب کا بیان

(اس سلسلہ میں کل دس (۱۰) باب ہیں)

باب ۱

ہر وہ چیز جو اصل خلقت سے زیادہ ہو یا اس سے کم وہ عیب ہے جس کی وجہ سے معاملہ توڑنے کا خیار ثابت ہو جاتا ہے مگر جب کہ (بائع) پہلے عیبوں سے بیزاری ظاہر کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ (قاضی) ابو لیلیٰ کے پاس ایک شخص ایک آدمی کو پکڑ کر لایا اور دعویٰ کیا کہ اس نے میرے ہاتھ ایک ایسی کنیز فروخت کی ہے جس کے گھٹنوں پر بال نہیں ہیں۔ ابو لیلیٰ نے کہا کہ لوگ تو بڑے حیلوں بہانوں سے ان بالوں کو ختم کرتے ہیں۔ تو تجھے یہ بات کیوں نا پسند ہے؟ اس شخص نے کہا: اے قاضی! (اس بات کو چھوڑیئے) مجھے تو صرف یہ بتائیں کہ یہ عیب ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو میرے حق میں فیصلہ کریں۔ ابو لیلیٰ نے کہا مجھے پیٹ میں کچھ تکلیف ہے صبر کریں میں ابھی آتا ہوں چنانچہ وہ وہاں سے اٹھے اور دوسرے دروازے سے نکل کر سیدھے محمد بن مسلم ثقفی کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم اس عورت کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا روایت کرتے ہو جس کے گھٹنوں پر بال نہ ہوں۔ ثقفی نے کہا اس معاملے میں بالخصوص تو کوئی روایت مجھے معلوم نہیں البتہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کی ہے فرمایا: جو چیز اصل خلقت سے زائد یا کم ہو وہ عیب ہے۔ یہ سن کر ابو لیلیٰ نے کہا بس کافی ہے۔ پھر ان لوگوں کے پاس واپس آکر یہ فیصلہ کیا کہ یہ عیب ہے۔ (جس کی وجہ سے معاملہ توڑا جا سکتا ہے) (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الخیار نمبر ۱۶ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲

عیوب کی قسمیں اور ایک سال کے اندر پیدا ہونے والے وہ عیوب جن کی وجہ سے غلام کو واپس کیا جاسکتا ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن فضال سے اور وہ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزوں (عیبوں) کی وجہ سے لونڈی واپس کی جاسکتی ہے (۱) جنون (۲) جذام (۳) برص (۴) وہ ٹیڑھا سا سینگ جو پشت سے بڑھ کر سینہ سے نکل آئے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو ہمام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ غلام کو سال کے اندر پیدا ہونے جن چند عیبوں کی وجہ سے واپس کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہیں (۱) جنون (۲) جذام (۳) برص راوی نے عرض کیا کہ سال کے ان احداث سے کس طرح واپس کیا جاسکتا ہے؟ فرمایا: یہ سال کی ابتدا ہے (یعنی محرم ہے) پس جب کوئی غلام خریدو اور اس میں ان عیوب میں سے کوئی عیب آئندہ ذی الحجہ تک پیدا ہو جائے تو اس کی وجہ سے اسے واپس کیا جاسکتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر بھگوڑا ہونے کا عیب ہو تو پھر؟ فرمایا: یہ عیب ان عیبوں میں سے نہیں ہے مگر یہ کہ (خریدار) بینہ (دو گواہوں) سے ثابت کرے کہ وہ (بائع کے پاس سے) بھاگ چکا ہے۔(ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جنون میں واپس کرنے کی مدت ایک سال ہے اور سال کے بعد پھر گنجائش نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ علی ابن اسباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حیوان میں خریدار کو تین دن تک (واپس کرنے) کا خیار ہوتا ہے اور غیر حیوان میں علیحدہ ہونے تک (خیار مجلس) اور احداث السنہ میں ایک سال تک۔ راوی نے عرض کیا اور وہ احداث السنہ کیا ہیں؟ فرمایا: جنون، جذام، برص اور سینگ نما ہڈی۔ پس جو شخص کوئی (غلام یا کنیز) خریدے اور اس کے اندر ان میں سے کوئی ایک پیدا ہو جائے تو خریداری والے دن سے ایک سال تک واپس کرسکتا ہے۔(ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود شریح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیرؑ کے پاس دو فریق یہ مقدمہ لائے ایک نے کہا کہ اس نے میرے ہاتھ ایک ایسی بکری فروخت کی ہے جو زتان کھاتی ہے۔ جس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اے شریح! یہ (بکری) تو بغیر چارہ کھائے پاک و پاکیزہ دودھ دیتی ہے۔ لہٰذا اس

چیز کی وجہ سے بکری واپس نہ کرائی جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب امیں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں اور باب التدلیس میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۳

جو شخص کوئی ایسی لونڈی خریدے جسے بڑھاپے یا صغرسنی کے بغیر چھ ماہ تک حیض نہ آتا ہو تو یہ عیب ہے جس کی وجہ سے اسے واپس کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے بالغ لونڈی خریدی جسے چھ ماہ تک حیض نہیں آیا جب کہ وہ حاملہ بھی نہیں تھی تو؟ فرمایا: اگر اس کی ہم سن و سال کی لونڈیوں کو حیض آتا ہے اور یہ بندش کبر سنی کی وجہ سے نہیں ہے۔ تو پھر یہ عیب ہے جس کی وجہ سے اسے واپس کیا جا سکتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۴

جو شخص کوئی لونڈی خریدے اور پھر اس سے مباشرت کرے اور بعد ازاں حمل کے علاوہ اس میں کوئی (سابقہ) عیب ظاہر ہو تو پھر وہ اسے واپس نہیں کر سکتا مگر ارش لے سکتا ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب (خریدار) لونڈی سے مباشرت کرے تو اگر وہ (پہلے سے) حاملہ نہ ہو تو پھر اسے واپس نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر اس میں کوئی عیب ہو تو اس کی وجہ سے قیمت میں جو کمی واقع ہو اسے وضع کیا جا سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے لونڈی خریدی تھی اور اس سے مقاربت بھی کی تھی پھر اس میں عیب نظر آیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا تھا (کہ وہ واپس تو نہیں کی جا سکتی) البتہ اس کی دوبارہ قیمت مقرر کی جائے گی۔ ایک بار صحیح و سالم کی دوسری بار عیب دار کی۔ اور ان دو قیمتوں میں جو تفاوت ہوگا وہ بائع خریدار کو واپس کر دے گا۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس عیب دار کنیز کو

جو حاملہ نہیں ہوتی تھی۔ مباشرت کے بعد واپس نہیں کرتے تھے بلکہ بمقدار عیب قیمت میں کمی کرتے تھے۔ (ایضاً)

۴ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن میسر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام مقاربت کے بعد کسی عیب کی وجہ سے لونڈی کو واپس نہیں کرتے تھے بلکہ عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی واقع ہوتی تھی وہ واپس لے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ پناہ بخدا کہ میں (اس مقاربت کی) اجرت مقرر کردوں۔ (الفقیہ) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ از عقد بیع اور باب ۱۶ از خیار میں) گزر چکی ہیں اور کچھ (آئندہ ابواب میں) اس کے بعد بیان کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۵

جو شخص کوئی کنیز خریدے اور اس سے مباشرت کرے بعد ازاں پتہ چلے کہ وہ تو پہلے سے حاملہ ہے۔ تو اسکے لئے اس کا واپس کرنا جائز ہے مگر اس کے ساتھ اگر وہ شوہر دیدہ تھی تو اس کی قیمت کا بیسواں حصہ اور اگر باکرہ (ظاہر کی گئی) تھی تو دسواں حصہ بھی واپس کرے گا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے لاعلمی میں حاملہ عورت خریدی اور اس سے مباشرت بھی کی تو؟ فرمایا وہ اسے واپس کر دے اور مباشرت کی وجہ سے اس کی قیمت کا بیسواں حصہ بھی واپس کرے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں ہے کہ اگر وہ لونڈی باکرہ ہو اور اسمیں یہ عیب نکل آئے تو اسکے ساتھ قیمت کا دسواں حصہ واپس کرے۔ اور اگر باکرہ نہ ہو تو پھر بیسواں حصہ لوٹائے (الفروع) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مساحقہ (چپٹی) یا شرمگاہ کے علاوہ کسی اور مقام سے مقاربت کرنے کی وجہ سے بھی باکرہ کو حمل ہو سکتا ہے۔

۳ محمد بن مسلم باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے لاعلمی کی وجہ سے ایک حاملہ لونڈی خریدی پھر اس سے مباشرت کی بعد ازاں پتہ چلا کہ وہ حاملہ ہے تو؟ آپ نے فرمایا اسے واپس کرے اور اسے کپڑے دے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ایک ایسی ہی روایت میں وارد ہے کہ اسے کوئی چیز دے)۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کو کوئی چیز یا کپڑے سے وہ چیز یا کپڑا مراد ہے جو اس کی قیمت کے بیسویں حصے کے برابر ہو۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالمالک بن عمرو سے اوروہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک لونڈی خریدی پھر اس سے مباشرت بھی کی مگر وہ حاملہ ظاہر ہوئی تو فرمایا اسے واپس کرے اور اسکے ساتھ اسکی قیمت کا دسواں حصہ بھی واپس کرے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وہ باکرہ ہو (ورنہ بیسواں حصہ واپس کرے گا)۔

۵۔ سعید بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے لاعلمی میں ایک لونڈی فروخت کی اور خریدار نے اس سے مباشرت کی اور وہ حاملہ نکلی؟ فرمایا وہ اسے واپس کرے اور اسکی قیمت کا بیسواں حصہ بھی واپس کرے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۶ میں) بیان کی جائیگی انشاء اللہ۔

باب ۶

جو شخص کوئی لونڈی خریدے اور اس کے باکرہ ہونے کی شرط مقرر کرے مگر وہ غیر باکرہ ثابت ہو تو اسے واپس کرنے یا ارش لینے کا حق حاصل ہے۔ مگر اس کے ساتھ اگر وہ شوہر دیدہ تھی تو اس کی قیمت کا بیسواں حصہ اور اگر باکرہ (ظاہر کی گئی) تھی تو دسواں حصہ بھی واپس کرے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود یونس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں جس نے کوئی لونڈی باکرہ ہونے کی شرط پر خریدی تھی مگر وہ غیر باکرہ نکلی تو؟ فرمایا اگر اس بات (کہ وہ باکرہ نہیں ہے) صداقت معلوم ہو جائے تو (باکرہ اور غیر باکرہ میں) جو تفاوت ہے بائع (اتنی) قیمت واپس کرے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے یہ سمجھ کر لونڈی خریدی کہ وہ باکرہ ہے مگر اسے باکرہ نہ پایا تو؟ فرمایا وہ واپس نہیں کی جائے گی اور اس کی وجہ سے کچھ لازم بھی نہ ہوگا کیونکہ کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے بھی تو بکارت زائل ہو سکتی ہے (اس کا واحد سبب مباشرت ہی تو نہیں ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر مبنی ہے کہ جب عقد کے ضمن میں بکارت شرط مقرر نہ کی گئی ہو اگرچہ اس کا خیال وہی ہو کہ وہ باکرہ ہے یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب یہ ثابت نہ ہو سکے تو اس کی بکارت عقد بیع سے

پہلے زائل ہو چکی تھی۔

باب ۷

جو شخص تیل یا گھی جیسی (کوئی سیال) چیز خریدے اور عادت سے زیادہ اس کی تہہ میں تلچھٹ ہو جس کا اسے علم نہ ہو تو خریدار کو اس کے واپس کرنے یا بدلنے کا حق حاصل ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود میسر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص نے تیل کا ایک مشکیزہ خریدا جس میں (غیر معمولی) تلچھٹ ہے تو؟ فرمایا: اگر اسے اس کا پہلے سے علم تھا کہ اس میں اس طرح تلچھٹ ہوتی ہے تو پھر تو واپس نہیں کر سکتا۔ اور اگر اسے اس کا علم نہیں تھا تو پھر اسے واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوصادق بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام (کوفہ میں) تماروں (کھجور فروشوں) کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت کو دیکھا جو کھڑی رو رہی تھی اور ایک شخص سے جھگڑ رہی تھی جناب نے اس سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے اک درہم کی کھجوریں خریدی ہیں مگر جس طرح میں نے دیکھی تھیں نیچے سے اس طرح نہیں نکلیں! جناب علیہ السلام نے دکاندار سے فرمایا: (سودا) واپس کر۔ اس نے انکار کیا حتیٰ کہ آپؑ نے اس سے تین بار فرمایا: مگر اس نے انکار کیا تب آپ نے درہ بلند کیا تب اس نے کھجوریں واپس کیں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک شخص سے گھی کا مٹکا خریدا جس میں کافی عرصہ تک پڑا رہنے کی وجہ سے شیرہ بڑھ گیا تھا اس نے جناب امیرؑ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا اور آپؑ نے اس کا فیصلہ اس طرح کیا کہ فرمایا: بمقدار شیرہ تم اس سے گھی لے لو۔ بائع نے کہا: میں نے شیرہ سمیت گھی فروخت کیا تھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بلکہ اس نے تم سے صرف گھی خریدا تھا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۸

جب بائع مال کے عیوب سے برائت کا اظہار کر دے اگرچہ اجمالاً ہی ہو تو پھر خریدار واپس نہیں کر سکتا اور اس صورت کا حکم کہ جب بائع دعویٰ کرے کہ اس نے برائت کا اظہار کیا تھا مگر خریدار اس کا انکار کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کوئی مال ومتاع فروخت کرتا ہے اور ایک منادی ندا دیتا ہے کہ بائع ہر عیب سے بری ہے اس کا ایک خریدار وہ مال (دیکھ بھال کر) خریدتا ہے اور اس پر راضی ہے۔ مگر جب قیمت کی ادائیگی کا وقت آتا ہے تو اس مال سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس مال میں کچھ عیب ہے۔ جس کا اسے پہلے علم نہیں تھا اور منادی کہتا ہے کہ میں نے برائت کا اعلان کر دیا تھا مگر خریدار کہتا ہے کہ میں نے وہ اعلان سنا ہی نہیں تھا تو آیا خریدار کی تصدیق کی جائے یا اس کی تصدیق نہ کی جائے اور اس سے پوری قیمت وصول کی جائے؟ امام نے جواب میں لکھا: کہ اس پر قیمت کی ادائیگی واجب ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ از خیار میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

عمدہ مال میں (کچھ) ردی کی ملاوٹ کرنا اور اسے پانی سے تر کرنا (تاکہ خشک نہ ہو جائے) جائز ہے۔ مگر یہ کہ اس طرح غش خفی ہو جائے تب اس کا ظاہر کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کچھ عمدہ مال غیر عمدہ مال سے مخلوط کیا جائے تو؟ فرمایا: جب دونوں مال دیکھے جائیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جب تک عمدہ غیر عمدہ کو ڈھانپ نہ لے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک آدمی کے پاس دو قسم کا مال ہے ایک کا نرخ اور ہے (زیادہ ہے) دوسرے کا نرخ اور ہے (کم ہے) آیا وہ دونوں کو باہم ملا کر ایک (تیسرے) نفع کے ساتھ فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا جب تک حقیقت حال واضح نہ کرے اسے مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دینا چاہیئے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص کچھ طعام خریدتا ہے۔ اگر وہ اس کو پانی سے تر کرے تو اس طرح اس کا مال بآسانی فروخت ہو جائے گا۔ اس سے اس کا مقصد مال کو زیادہ وزنی کرنا نہیں ہے۔ فرمایا: اگر اس کے مال کی اس میں اصلاح (بہتری ہے) اور وہ اس طرح مال کو زیادہ نہیں کرنا چاہتا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس طرح کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو پھر اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود داؤد بن مرجان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کستوری کی دو جرابیں تھیں ایک تر اور دوسری خشک۔ چنانچہ جو تر تھی وہ تو میں نے پہلے فروخت کردی بعد ازاں جب تک خشک کرنا چاہا تو اسکے مناسب دام نہیں مل رہے تھے۔ اور تر سے زیادہ رقم نہیں مل رہی تھی اور میرے لئے جائز ہے کہ اسے تر کرلوں؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ لوگوں کو حقیقت حال بتاؤ عرض کیا کہ میں نے پہلے اسے تر کیا پھر لوگوں کو بتایا تو؟ فرمایا: جب بتا دیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

(الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸۶ از ما یکتسب بہ) غش (دھوکہ) کی حرمت پر دلالت کرنیوالی حدیثیں گزر چکی ہیں اور باب خیار میں عیوب کے فی الجملہ احکام میں بھی گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

(غلام کے) بھاگ جانے کا اور خریدکردہ زمین میں کچھ زیادتی کے ظاہر ہونے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن ابوحمزہ سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام کے بھاگنے کی (بائع پر) کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (غلام کے بھاگنے کی (بائع پر) کوئی ذمہ داری نہیں ہے مگر یہ کہ خریدار شرط مقرر کرے۔ (ایضاً)

۳ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی سے ایک گھر خریدا۔ جس میں راستہ کا کچھ حصہ بھی داخل ہے تو؟ فرمایا اگر یہ اس کی خرید کردہ میں داخل ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسے بعض علماء نے مملوکہ راستہ پر محمول کیا ہے۔ اور اقرب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ زیادہ مقدار مشخص نہ ہو تو اس سے یہ بیع و شراء باطل نہیں ہوتی۔

سود کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بیس (۲۰) باب ہیں)

باب ۱
سود (لینا دینا) حرام ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی سترہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سود کا ایک درہم ان ستر زناؤں سے زیادہ سخت ہے جو محارم سے کیے جائیں۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ سعد بن طریف حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام خبیث اور برے کاروباروں میں سے زیادہ خبیث کاروبار سود ہے۔(الفروع)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ خداوند عالم نے کئی آیات میں سود کا بالتکرار تذکرہ کیا ہے فرمایا: کیا جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے؟ عرض کیا کہ نہیں! فرمایا: تاکہ لوگ نیکی اور بھلائی کرنے سے باز نہ آجائیں۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سود کا ایک درہم خدا کے نزدیک ان تیس زناؤں سے زیادہ سخت ہے جو خالہ اور پھوپھی جیسی محارم سے کیے جائیں۔
(التہذیب، الفقیہ، الامالی للصدوق)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا تو فرماتا ہے کہ "یمحق اللہ الرباء ویربی الصدقات" (کہ خدا ربا کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے) مگر میں دیکھتا ہوں کہ جو شخص سود کھاتا ہے اس کا مال بڑھ جاتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: سود کا ایک درہم اس سے اور زیادہ کیا مٹائے گا کہ وہ دین کو مٹاتا ہے۔ اور اگر (سود خور) توبہ کرلے تو اس کا مال تلف ہو جاتا ہے اور وہ قلاش و نادار ہو جاتا ہے۔
(التہذیب، الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سود کی حرمت کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: اگر سود حلال ہوتا تو لوگ تجارت اور دیگر (جائز) کاروبار کو ترک کر دیتے! پس خدا نے سود کو حرام قرار دیا تا کہ لوگ حرام کو چھوڑ کر حلال اور جائز کاروبار یعنی بیع وشرا کی طرف آئیں۔ اب یہ (سود) صرف قرضہ ہی میں باقی رہے گا۔ (الفروع، علل الشرائع)

۷۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام نے ان کے مسائل میں سود کی حرمت کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ خداوند عالم نے سود کو اس لیے حرام قرار دیا ہے اور اس کی ممانعت فرمائی ہے کہ اس میں مال تباہ ہوتا ہے کیونکہ جب آدمی ایک درہم دو درہم کے عوض خریدتا ہے تو ایک درہم کی قیمت تو ہوئی ایک درہم دوسرے درہم کی قیمت باطل ہوگئی۔ بس سود والی بیع وشرا بائع ومشتری ہر دو کے لیے خسارا ہے۔ پس خدا نے بندوں پر سودی کاروبار کو حرام قرار دیا تا کہ ان کا مال تباہ نہ ہو۔ جس طرح سفیہ کا مال اس کے حوالے کرنے کو حرام قرار دیا تا کہ اس کا مال ضائع نہ ہو جائے۔ پس اس لیے خدا نے سود اور ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچنے کو حرام قرار دیا کیونکہ اس میں ایک سخت حرام کو سبک سمجھا جاتا ہے۔

۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مختصر الفاظ میں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نہیں کہے گئے یہ بھی ہیں "بدترین کاروبار سود ہے۔" (الفقیہ، الخصال)

۹۔ عبداللہ بن فضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز گزار جو نماز کے تشہد (کے مستحبی اجزاء میں) یہ کہتا ہے کہ ﴿اللہ ما طاب وطھر و ما خبث فلغیرہ﴾ اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: تم جو حلال کاروبار کر کے روزی کماتے ہو وہ طیب وطاہر ہے اور سود خبیث ہے۔ (معانی الاخبار)

۱۰۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص سودی مال کھائے گا خدا اس کے پیٹ میں اتنی آتش دوزخ بھرے گا اور اگر اس ذریعہ سے مال کمائے گا تو خدا اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ اور جب تک اس مال کا ایک قیراط (بقدر چھ دانہ جو) اس کے پاس رہے گا وہ سراسر خدا اور فرشتوں کی لعنت میں گرفتار رہے گا۔

(عقاب الاعمال)

۱۱۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے (شب معراج) آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جو اٹھنا چاہتے ہیں مگر پیٹوں کی بڑائی کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ سود خور ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان)

۱۲۔ انہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جب خدا کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس میں سود عام ہو جاتا

ہے۔(مجمع البیان)

۱۳۔ نیز انہی حضرت ﷺ سے مروی ہے فرمایا: سود کے ستر دروازے ہیں (قسمیں) ہیں جو دروازہ خدا کے نزدیک سب سے معمولی ہے وہ یہ ہے کہ جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔(ایضاً)

۱۴۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سود کا ایک درہم خدا کے نزدیک اُن ستر زناؤں سے زیادہ سخت ہے جو اپنی محارم کے ساتھ اور وہ بھی خدا کے گھر میں کیے جائیں۔(ایضاً)

۱۵۔ جناب احمد بن عیسیٰ اپنے رسالہ نوادر میں اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا سحت (حرام) سے مراد سود ہے۔(نوادر احمد بن محمد)

۱۶۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر شہاب میں عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سود خور (بروز قیامت) کھڑا نہیں ہوگا جب تک اسے شیطان مخبوط الحواس نہیں بنا دے گا۔(تفسیر عیاشی)

۱۷۔ ابوعمر و زبیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا توبہ گناہ کی کثافت سے پاک و صاف کرتی ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقی من الربا ان کنتم صادقین﴾ تا قولہ تعالیٰ وہ توبہ جس کی طرف خدا نے اپنے بندوں کو دعوت دی ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے پس جو شخص توبہ نہ کرکے خدا کی مخالفت کرے گا تو خدا اس پر ناراض ہو جائے گا اور دوزخ کی آگ اس کے لیے اولیٰ ہوگی۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲، ۳، ۴ میں اور باب النکاح المحرم باب ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ

باب ۲

سود کو حلال جاننے سے قتل (کا جواز) اور کفر ثابت ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک یہ بات پہنچی کہ ایک شخص سود کھاتا ہے اور اس کا نام "لبا" رکھتا ہے۔ فرمایا: اگر خدا مجھے اس پر قدرت دے تو میں اس کی گردن اڑا دوں!(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (بیان باب ا میں اور اس سے پہلے باب ۲ میں از مقدمہ عبادات میں) اس

قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

ہدیہ کے معاوضہ کا کھانا جائز ہے اگرچہ وہ ہدیہ سے زیادہ ہی ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر دوسری کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمرو یمانی اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سود دو قسم کا ہے ایک وہ جس کا کھانا جائز ہے اور دوسرا وہ جس کا کھانا جائز نہیں ہے پس وہ سود جو کھایا جاتا ہے وہ تمہارا وہ ہدیہ ہے جو اسے بہتر عوض کی نیت سے کسی کو پیش کرتے ہو۔ یہ وہ سود ہے کہ جو کھایا جاتا ہے چنانچہ اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّيَرۡبُوَا۟ فِىۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ﴾ اور وہ سود جو نہیں کھایا جاتا وہ ہے جس سے خدا نے روکا ہے اور اس پر آتش دوزخ کی دھمکی دی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از مما یکتسب بہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

سود کا لینا، دینا اور اس (معاملہ) کا لکھنا اور اس پر گواہی دینا سب حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیرؑ نے فرمایا ہے کہ سود کھانے والا، کھلانے والا، لکھنے والا اور اس کا گواہ وزر و وبال میں سب برابر (حصہ دار) ہیں۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے سود پر، اس کے کھانے والے پر، بائع و مشتری پر، اس کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ کی مناہی میں ہے کہ آپ ﷺ نے سود کھانے، جھوٹی گواہی دینے اور سود کے لکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور فرمایا خدا نے سود کھانے، سود کھلانے، اس کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی ہے۔ (الفقیہ، مجمع البیان)

باب ۵

اس شخص کا حکم جو جہالت وغیرہ کی وجہ سے سود کھائے اور پھر توبہ کرے یا اس مال کا وارث بنے جس میں سود شامل ہو؟

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (جہالت کی وجہ سے) سود کو حلال سمجھ کر کھاتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی ضرر و زیاں نہیں ہے ہاں البتہ جب جان بوجھ کر کھائے تب وہ اس کی زد میں آجائے گا جس سے خدا نے منع کیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوالمعزا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ہر وہ سود جسے لوگ جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کھائیں اور پھر (جاننے کے بعد) توبہ کرلیں تو ان کی توبہ قبول ہوگی جب ان کی توبہ (علامات سے) پہچانی جائے اور فرمایا جب کوئی شخص اپنے باپ سے ایسے مال کا وارث بنے جس کے متعلق وہ جانتا ہو کہ اس میں سود کا مال شامل ہے اور پھر وہ مال (غیر شعوری طور پر) مال تجارت میں داخل ہو جائے تو وہ اس کے لیے اس قدر حلال ہوگا جس قدر وہ کھا سکتا ہے اور اگر اس میں سے کسی مال کے بارے میں اسے علم ہو جائے کہ وہ سودی مال ہے تو وہ اپنا راس المال الگ کرلے اور باقی سودی مال واپس کردے اور اگر کوئی شخص جہالت سے بہت مال کھائے جس میں سودی مال بھی بکثرت ہو اور پھر اسے معلوم ہو تو جو گزر چکا وہ اسے معاف ہے۔ مگر آئندہ اسے ترک کردے۔ (ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرے والد ماجد کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں کچھ مال کا وارث ہوا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ میرا مورث سود لیتا تھا۔ اور اسے یقین تھا کہ اسکے مال میں سود ہے۔ میں نے فقہاء عراق و حجاز سے اس بارے میں سوال کیا۔ سب نے کہا ہے کہ تمہارے لیے اس مال کا کھانا روا نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر تمہیں معلوم ہے کہ اس (وراثتی) مال میں کچھ معلوم مال سودی ہے اور تم اسکے اہل کو بھی جانتے ہو۔ تو اپنے راس المال کو لے لو۔ اور دوسرے کو واپس کرو اور اگر اس طرح وہ الگ تھلگ نہیں ہے تو پھر کھا سکتے ہو۔ کہ وہ سب تمہارا مال ہے۔ اور اس مال سے اجتناب کرو جس کے مالک تک رسائی ممکن ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سابقہ سود معاف کر دیا تھا اور باقی ماندہ کو حرام قرار دیا تھا اور جو جاہل ہے اس کے لیے وسعت ہے یہاں تک کہ وہ جانے پس جب اسے اس کی حرمت کا علم ہو جائے گا تو پھر اس پر وہ (سود حرام ہو جائے گا اور اگر پھر بھی اس کا ارتکاب کرے گا تو وہ سود خور والی سزا کا

مستوجب ہوگا۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ ابوالربیع شامی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جہالت و لاعلمی کی وجہ سے سودی کاروبار کرتا رہا اور (جب اسے اس کی حرمت کا پتہ چلا تو) پھر چاہا کہ اسے ترک کردے تو؟ فرمایا: جو گزر چکا وہ اس کے لیے حلال ہے اور آئندہ اسے ترک کردے پھر فرمایا کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا (تا آخر حدیث نمبر ۳) (الفروع، السرائر)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے مال کمایا اور اس کے کمانے میں حرام و حلال سے چشم بندی کی۔ اب میں اس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں مگر چونکہ حرام و حلال گڈمڈ ہو چکا ہے۔ لہٰذا مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ بعینہ حرام کون سا ہے اور حلال کون سا؟ فرمایا: اپنے مال کا خمس نکال دو کیونکہ خداوند عالم نے انسان سے خمس پر قناعت کی ہے اور پھر باقی مال تم پر حلال ہے۔(الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ خراسان کا رہنے والا ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وہ (لاعلمی کی وجہ سے) سودی کاروبار کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے پاس بہت سا مال جمع ہو گیا اور اس نے فقہاء سے سوال کیا انہوں نے کہا کہ جب تک تم وہ مال اس کے مالکوں کو نہ لوٹاؤ تب تک تمہارا کوئی عمل قبول نہیں ہے۔ الغرض اس نے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہ تمام ماجرا بیان کیا؟ امام نے فرمایا تمہارے اس مسئلے کا حل قرآن مجید میں اس آیت مبارکہ کے اندر موجود ہے: ﴿فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ﴾ (جس شخص کے پاس خدا کی طرف سے موعظہ آجائے اور وہ رک جائے تو اس سے سابقہ (گناہ) معاف ہے۔ اور اس کا معاملہ خدا کے پاس ہے) فرمایا: موعظہ سے مراد توبہ ہے۔

(التہذیب کذا فی التفسیر العیاشی، کذا فی نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الجواد علیہ السلام)

۷۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ولید بن مغیرہ زمانہ جاہلیت میں سودی کاروبار کیا کرتا تھا اور اس کا بنی ثقیفہ پر کچھ بقایا رہتا تھا اور اسلام لانے کے بعد (اس کے بیٹے) خالد بن ولید نے اس رقم کا مطالبہ کرنا چاہا تو تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (خدا سے ڈرو اور جو سود باقی رہتا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو)۔(مجمع البیان)

۸۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سود کا (کاروبار) صرف ان چیزوں میں ہوتا ہے جو ناپی یا تولی جاتی ہیں اور جو شخص جہالت و لاعلمی کی وجہ سے سود کھائے اس پر کوئی وزر و وبال نہیں ہے۔ (نوادر احمد بن عیسیٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الخمس) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

سود صرف ان چیزوں میں ہوتا ہے جو غالباً ناپی یا تولی جاتی ہیں۔ اور ان کا دار و مدار عرف عام پر ہے نہ کہ عرف خاص پر۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (کاروباری) سود نہیں ہوتا۔ مگر اس چیز میں جو ناپی یا تولی جاتی ہے۔ (التہذیب و تفسیر العیاشی کذا فی الفروع)

۲۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اے عمر! خدا نے بیع و شرا کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا تو خرید و فروخت کر اور نفع کما مگر سودی کاروبار نہ کر۔ راوی نے عرض کیا کہ سود کیا ہے؟ فرمایا: چند درہم اپنے دو برابر درہموں کے عوض اور گندم کی ایک مقدار اس کے دو برابر مقدار کے عوض۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالربیع شامی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بادام کی ایک بوری کا سودا دو بوری کے عوض اور خرما کی ایک بوری کا سودا دو بوری کے عوض کو ناپسند فرمایا (کیونکہ) یہ سود ہے۔ (الفروع)

۴۔ منصور (بن خالد) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک بکری کے عوض دو بکریاں اور ایک انڈے کے بدلے دو انڈے لینا کیا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔ جب تک ناپی یا تولی جانے والی چیز نہ ہو (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ علی بن ابراہیم اپنے رجال سند سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں اس کے ضمن میں فرمایا کہ ناپنے اور تولنے کے معاملے میں عوام کی طرف دیکھا جائے (کہ وہ کس چیز کو ناپتے اور کس کو تولتے ہیں) اور اس میں خواص کی طرف نہیں دیکھا جائے گا۔ لہٰذا اگر کچھ لوگ گوشت اور بادام کو ناپتے ہیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ گوشت میں قاعدہ یہ ہے کہ اسے تولا جاتا ہے اور بادام کو شمار کیا جاتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۵ میں اور قبل ازیں باب آداب تجارت نمبر ۳۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس سلسلہ (باب ۸، ۱۳، ۱۶ یہاں اور باب ۲۱ از دین میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ

باب ۷

باپ بیٹے، میاں بیوی، آقا و غلام اور مسلمان و کافر حربی کے درمیان سود (کی حرمت) ثابت نہیں ہے بشرطیکہ زیادہ (سود) مسلمان وصول کرے۔ اور مسلمان اور کافر ذمی کے درمیان سود کا حکم؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد عمر بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی اور اس کے بیٹے کے درمیان آقا اور اس کے غلام کے درمیان سود نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے اور ہم سے برسر پیکار (کفار) کے درمیان کوئی سود نہیں ہے ہم ان سے ایک درہم کے عوض ہزار ہا درہم لے سکتے ہیں۔ اور ان سے لیکر کچھ بھی نہ دے سکتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا آدمی اور اس کی اولاد کے درمیان، آدمی اور اس کے غلام کے درمیان، آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان سود نہیں ہے۔ ہاں سود تمہارے اور ان کے درمیان ثابت ہے جن کے تم مالک (و مختار) نہیں ہو۔ راوی نے عرض کیا۔ کیا میرے اور مشرکوں کے درمیان سود ہے؟ فرمایا ہاں! راوی نے عرض کیا۔ وہ خود در اصل کافر ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے غلام ہیں؟ فرمایا وہ تنہا تمہارے غلام نہیں ہیں ان کی مالکیت میں تمہارے ساتھ اور بھی شریک ہیں۔ اور وہ سود جو ثابت نہیں ہے وہ صرف تمہارے اور تمہارے خالص غلام کے درمیان ہے اور ظاہر ہے کہ جو صرف تمہارا غلام ہے وہ تمہارے اور تمہارے غیر کے درمیان مشترکہ غلام کی مانند نہیں ہے۔ (الفروع) مولف علام فرماتے ہیں کہ (یہاں جو مشرکوں کے ساتھ معاملہ میں سود ثابت کیا گیا ہے) یہ کافر ذمی سے مخصوص ہے یا پھر کراہت پر محمول ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مسلمان اور کافر ذمی اور آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان سود نہیں ہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں اصحاب نے کافر ذمی کو اس ذمی پر محمول کیا ہے جو حدود ذمہ سے خارج ہو گیا ہو

۵ جناب علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کاروبار کرنے کے لئے سو درہم دیئے ہیں۔ کہ وہ اسے (ہر ماہ مثلاً) پانچ یا اس سے کچھ کم و بیش درہم دیتا رہے؟ (اور اصل رقم بھی اس کے ذمہ واجب الاداء رہے) تو آیا یہ حلال ہے؟ فرمایا یہ خالص سود ہے۔ (بحارالانوار)

باب ۸

سود کے معاملہ میں گندم اور جو ایک جنس ہے لہٰذا ان کے معاملہ میں کمی و بیشی جائز نہیں ہے ہاں برابری جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ خوراک کے کئی کر (ایک خاص پیمانہ) فروخت کیئے مگر اس کے پاس وہ خوراک اتنی نہ نکل سکی جتنی اس نے فروخت کی تھی اور اس نے کہا مجھ سے گندم کی ایک بوری کے عوض جو کی دو دو بوریاں لیتا جا یہاں تک کہ اپنی مطلوبہ مقدار پوری کر لے؟ فرمایا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو کی اصل بھی تو گندم ہی ہے ہاں البتہ جس قدر جنس کم ہوگئی ہے اس کے حساب سے اسے درہم واپس کردے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا گندم کی ایک بوری کے عوض جو کی دو بوریاں لینا جائز ہے؟ فرمایا یہ سوائے برابر برابر جائز نہیں ہے پھر فرمایا جو گندم ہی سے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا گندم اور جو (کا معاملہ) برابر برابر ہونا چاہئے پس ایک کی مقدار دوسرے سے زیادہ نہ ہو۔ (ایضاً، الفقیہ)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے گندم اور جو کے (باہمی معاملہ کے) متعلق سوال کیا؟ فرمایا جب برابر برابر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے پھر میں نے گندم اور اس کے آٹے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب برابر برابر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام امیرؑ نے فرمایا ہے کہ گندم کو جو کے عوض فروخت نہ کر مگر دست بدست (برابر) اور گندم کی ایک

بوری جو کی دو بوریوں کے عوض فروخت نہ کر۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۹

گندم اور جو کے آٹے کا حکم اسی جنس والا ہے جس سے وہ ہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ گندم کے عوض جو کے آٹے (ستو) کے معاملہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا اگر بدل برابر ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ زرارہ اور محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گندم اس کے آٹے کے عوض برابر برابر جو اور ستو برابر برابر اور جو گندم کے عوض برابر برابر ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص آٹا پینے والے کے پاس آتا ہے اور اس سے طے کرتا ہے کہ وہ ہر دس رطل گندم کے عوض بارہ رطل آٹا دے گا تو؟ فرمایا: نہ۔ پھر عرض کیا کہ ایک شخص تیلی کو تل دیتا ہے۔ اور ہر صاع کے عوض چند مخصوص رطل کی ضمانت دیتا ہے؟ فرمایا: نہ۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں فرمایا ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ گندم کا جو کے عوض اور گندم کے آٹے کا گندم کے عوض فروخت کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: جب برابر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ورنہ نہیں۔ (التہذیب)

باب ۱۰

جو کسی شخص کے ذمہ گندم ہو تو اس کے عوض باہمی رضامندی کے ساتھ اتنا ہی جو اور خرما لینا جائز ہے اور کمی بیشی جائز نہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن جعفر اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی سے کچھ گندم لینی ہے۔ آیا وہ اس کے عوض اتنے ہی جو یا خرما لے سکتا ہے؟ فرمایا: جب دونوں راضی ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ (بحار الانوار)

باب ۱۱

گوشت کا حیوان کے عوض بیچنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام گوشت کی فروخت حیوان کے عوض مکروہ جانتے تھے۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۲

قرض میں سود اس وقت ثابت ہو جاتا ہے جب نفع کی شرط عائد کی جائے اگرچہ (عمدہ) صفت کی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ثابت بن شریح سے اور وہ داؤد ابزاری سے روایت کرتے ہیں کہا: ایسا کرنا روا نہیں کہ تم کوئی پھل قرضہ میں دو اور اس سے اعلیٰ پھل اور زمین سے لو۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۱۱،۱۲ از صرف میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۳

دو مختلف چیزوں کے برابر برابر اور کمی بیشی کے ساتھ نقد خرید و فروخت جائز ہے ہاں البتہ ادھار میں مکروہ ہے اور ایک دوسرے کے عوض بیع سلف بھی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں کہا جب دو چیزیں مختلف ہوں تو نقد میں ایک کے عوض دو کے طور پر ان کی خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو خوراک یا کوئی اور مال و متاع مختلف قسم کا ہو تو اس کی نقد بیع میں اس کی کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ادھار میں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کی ضمن میں فرمایا کہ ناپنا

ایک قسم کا ہوتا ہے۔ بادام کی ایک بوری دو بوریوں کے عوض اور خرما کی ایک بوری دو بوریوں کے عوض ناپسندیدہ فعل ہے۔ مگر گندم کا ایک صاع خرما کے دو صاع کے عوض یا خرما کے ایک صاع کشمش کے دو صاع کے عوض الغرض جب جنس مختلف ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور خشک (اور تر) پھل ایک ہی متصور ہوتا ہے۔ اور جب کوئی مال و متاع مکیل و موزون نہ ہو تو اس کے (کمی وبیشی والے) معاملہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ حلبی ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا آیا تیل کا گھی کے عوض دو گنا یا ایک گنے کے عوض جائز ہے؟ فرمایا: نقد میں ایسا جائز ہے۔ (التہذیب)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے طعام (گندم) خرما اور کشمش کے (باہمی معاملہ) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان میں سے کسی کا اپنے جنس میں سے ایک کے عوض دو والا معاملہ جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی قسم کو تبدیل کر دیا جائے۔ پھر دو کے عوض ایک یا اس سے کم وبیش میں کوئی حرج نہیں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۶۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی کو بطور بیع سلف تیل دیا اس شرط پر کہ وہ اس سے گھی لے گا؟ فرمایا: ایسا کرنا روا نہیں۔ (التہذیب والفروع)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس سے دوسرے شخص نے کہا تھا کہ اپنے اس درخت یا پھل کو دو بوری گندم یا اس کے کم و زیادہ پر فروخت کر دے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۸۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تیل کی گھی کے عوض اور گھی کی تیل کے عوض بیع سلف نہیں کرنی چاہیئے۔ (الفروع، التہذیب)

۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کچھ گھی خریدا اور کچھ مقدار سے (زیادہ) بچ گیا۔ آیا وہ اس کے عوض ایک یا دو رطل تیل لے سکتا ہے؟ فرمایا: جب جنس مختلف ہو اور دونوں فریق راضی ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶، ۸، ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴، ۱۶، ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۴

خشک خرما کی تر خرما کے عوض اور کشمش کی تازہ انگور کے ساتھ خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا خشک خرما کا تازہ کھجور کے عوض فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ خشک ہے اور یہ تر پس جب یہ خشک ہو جائے گی تو اس کا وزن کم ہو جائے گا۔(التہذیب الاستبصار،الفروع)

۲ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ آیا تازہ انگور کی بیع خشک انگور (کشمش) کے عوض جائز ہے؟ فرمایا یہ درست نہیں ہے۔ مگر ایک صورت میں یعنی خشک کی خشک کے عوض اور تر کی تر کے عوض اس طرح خشک خرما کی خشک کے ساتھ اور تر کی تر کے ساتھ اور تر کی تر کے عوض (ایضاً)

۳ ابن ابو الربیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خرما کے عوض خرما اور سرخ رنگ کے ڈوکے کے عوض میں سبز رنگ کے ڈوکے فروخت کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے پھر عرض کیا۔ انگور کا شیرہ تازہ انگور کے عوض کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب الفروع)

۴ ایک اور حدیث کے ضمن میں فرمایا: مختلف چیزوں کو اپنی جیسی چیزوں کے عوض نقد فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

باب ۱۵

سودی چیز کی مختلف قسموں میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ ان میں سے ایک اعلیٰ بھی ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سیف تمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ابوبصیر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کرو۔ کہ ایک شخص گڑھی ہوئی کھجور کے دو تھیلے شگافتہ کھجور کے ایک تھیلے کے عوض فروخت کرے یہ کیا ہے؟ چنانچہ ابوبصیر نے سوال کیا۔ فرمایا: یہ مکروہ ہے۔ ابوبصیر نے کہا: کیوں مکروہ ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ حضرت امیر علیہ السلام مدینہ کی کھجور کے ایک وسق کو خیبر کی کھجور کے دو وسق کے عوض فروخت کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام حلال کو مکروہ نہیں جانتے تھے۔(الفروع، التہذیب)

۲ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک اور روایت کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرمارہے تھے کہ مدینہ کی ایک وسق کو خرمائے خیبر کے دو وسق کے عوض فروخت کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ مدینہ کی کھجور اعلیٰ ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد صرف (باب ۷ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۶

جو چیز شمار کی جاتی ہے یا ہاتھ سے ناپی جاتی ہے اسمیں سود حرام نہیں ہے صرف مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے جب تک ایک بکری دو بکریوں کے عوض اور ایک انڈا دو انڈوں کے عوض فروخت کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ مکیل و موزون نہ ہو۔ تب تک کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲ ایک حدیث میں یوں وارد ہے فرمایا جو چیز شمار کی جاتی ہے۔ نہ ناپی جاتی ہے اور نہ تولی جاتی ہے تو اس میں ایک کے عوض دو لینے میں بیع نقد میں تو کوئی حرج نہیں ہے البتہ ادھار میں مکروہ ہے۔ (ایضا)

۳ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک انڈے کے عوض دو انڈے لینا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے پھر عرض کیا اور ایک کپڑے کے عوض دو کپڑے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں عرض کیا اور ایک گھوڑے کے عوض دو گھوڑے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں پھر فرمایا: ہر وہ چیز جو ناپی جاتی ہے یا تولی جاتی ہے اسمیں ایک ہی جنس میں ایک کے عوض دو گنا جائز نہیں ہے لیکن وہ چیز جو مکیل و موزون نہ ہو تو پھر ایک کے عوض دو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۴ سلمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام نے عراق میں لوگوں میں چادریں تقسیم فرمائیں۔ اور ان میں ایک اعلیٰ حلّہ بھی تھا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے مانگا۔ آپؑ نے انکار کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے کہا: میں اس کے عوض دو حلے دیتا ہوں۔ مگر آپؑ نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ ایک حلے کے عوض پانچ حلوں پر معاملہ طے ہو گیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے وہ ایک حلّہ دے کر وہ پانچ اپنے پاس رکھ لئے اور فرمایا ایک کے عوض پانچ لوں گا۔ (التہذیب، الفروع)

۵ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو کم قیمت کپڑوں کا ایک گراں قیمت کپڑے کے عوض فروخت کرنا کیسا ہے؟ اور ایک (اعلیٰ) اونٹ کا دو۲ (کم قیمت) اونٹوں کے عوض فروخت کرنا کیسا ہے؟ اسی طرح ایک گھوڑے کا دو گھوڑوں کے عوض؟ فرمایا حضرت علیؑ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اس لئے ہم بھی پسند نہیں کرتے مگر یہ کہ (ان چیزوں کی) قسمیں الگ الگ ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اونٹ گائے اور بکری وغیرہ کے بارے میں (ایک کے عوض دو۲) سوال کیا؟ فرمایا ہم اسے پسند نہیں کرتے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں وہ حدیثیں گزر چکی ہیں جو سود میں ناپ یا تول کی شرط پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۷

جو چیزیں مکیل و موزون نہیں ہیں جیسے جانور، کپڑے ان کا ہم جنس یا غیر ہم جنس سے بعض کا بعض کے عوض برابر برابر یا کم وبیش طریقہ پر خرید وفروخت جائز ہے مگر ادھار میں مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک اونٹ دو اونٹ کے عوض ایک گھوڑا دو گھوڑوں کے عوض نقد فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور فرمایا ایک کپڑا دو کپڑے کے عوض نقد فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس طرح جب کپڑوں کی کیفیت بیان کر دو تو ادھار میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب تک کوئی مال ومتاع مکیل موزون نہ ہو تب تک اس کے کمی وبیشی والے معاملہ میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک اونٹنی کو دس اونٹ کے ان دس بچوں کے عوض اب فروخت نہ کرو جو اگلے سال پیدا ہوں گے۔

(الفروع، التہذیب)

۴۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک غلام دو غلاموں کے عوض اور ایک غلام ایک غلام کچھ درہم کے عوض فروخت کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: جانداز میں اس طرح کا نقد معاملہ پر کوئی مضائقہ نہیں۔ (کتب اربعہ)

۵۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک اونٹ کا نقد یا

ادھار پر دو اونٹوں کے عوض فروخت کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: جب ادھار میں انکے سن سال کی وضاحت کردو کہ وہ جزع ہوں گے یا ثنی تو کوئی حرج نہیں پھر آپ نے حکم دیا کہ ادھار پر قلم (نسخ) پھیر دے (کیوں کہ یہ ادھار والی روایات تقیۃً کہی جاتی تھیں جب کہ شیخ صدوق کی دوسری روایت میں تصریح موجود ہے۔ (ایضاً)

۶۔ محمد (بن مسلم) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو خوراک یا کوئی اور مال ومتاع مختلف جنس سے تعلق رکھتا ہو اسکی کم وبیش یعنی ایک کے عوض دو میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ نقد ہو لیکن اگر ادھار ہو تو پھر نہ۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ اسماعیل بن فضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ تو اپنی بھیڑ بکریاں، اونٹ مجھے دیدے۔ جو میرے پاس رہیں گے پس جب انکے بچے پیدا ہونگے تو پھر مادہ کو نر سے یا نر کو مادہ سے بدل لوں گا تو؟ فرمایا ایسا کرنا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ یہ معاملہ اس وقت کرے جب کہ ان کے بچے متولد ہو چکے ہوں۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو بروایت حسن بن محمد بن سماعہ اس اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ میں نے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کو گائے یا بھیڑ بکری اس شرط پر دیتا ہے کہ وہ (قیمت میں) ہر سال ان کا اس قدر دودھ یا ان کے اس قدر بچے دیتا رہے گا؟ فرمایا یہ سب مکروہ ہے۔ (ایضاً)

۹ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم سے اور وہ بالواسطہ امام معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا سونا سونے اور چاندی چاندی کے عوض برابر برابر فروخت کی جائے۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی جائے ہاں البتہ چاندی سونے کے عوض اور سونا چاندی کے عوض جس طرح چاہو (کم وبیش) نقد فروخت کرو۔ اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ادھار جائز نہیں ہے اور اگر سونا و چاندی کسی اور چیز کے عوض فروخت کیے جائیں تو لنے سے ناپنے سے اور شمار کرنے سے نقد یا ادھار اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے اور جو چیز دراصل ایک ہے اور ناپی جاتی ہے یا تولی جاتی ہے وہ بلا کم وبیش برابر برابر فروخت کی جاسکتی ہے اور اگر ان کی اصل الگ الگ ہو تو نقد میں تو ایک کے عوض دو جائز ہے البتہ ادھار میں مکروہ ہے اور اگر ناپی جانے والی چیز تولی جانے والی چیز کے عوض فروخت کی جائے۔ تو وہ نقد ہو یا ادھار اس میں کمی بیشی جائز ہے اور جو چیز شمار کی جاتی ہے یا جو ناپی یا تولی نہیں جاتی۔ تو اگر وہ نقد میں دو کے عوض ایک کے حساب سے فروخت کی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے البتہ ادھار مکروہ ہے یہ جب ہے کہ وہ معدود کی اصل ایک ہو اور اگر اس کی اصل علیحدہ علیحدہ ہو تو پھر نقد یا ادھار میں ایک کے عوض دو میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جو چیز دراصل معدود ہے لیکن اگر اس کو شمار نہ کیا جائے یا اسے ناپا جائے یا تولا جائے تو نقد یا ادھار پر ہر قسم کا معاملہ جائز ہے۔ اور جس چیز کی اصل ایک ہو اور وہ دراصل ناپی یا تولی جاتی ہو۔ مگر وہ اس اصل

سے کوئی چیز ضائع ہو جائے جسے نہ تو ناپا جائے اور نہ تولا جائے تو اس کے نقد معاملے میں تو کوئی اشکال نہیں البتہ ادھار مکروہ ہے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ قطن (کپاس) اور کتان (پٹ سن) اس کی اصل تولی جاتی ہے اس کا سوت تولا جاتا ہے مگر اس کا کپڑا نہیں تولا جاتا لہٰذا کپاس کو سوت پر کوئی فضیلت نہیں پس جب دونوں کی اصل ایک ہے تو وزن میں برابر برابر بیع وشرا جائز ہے۔ ہاں البتہ جب اس سے کپڑا تیار ہو جائے تو اس کی نقد بہ نقد بیع جائز ہے اور الگ کپڑے کے عوض دو کی نقد بیع جائز ہے۔ ادھار پر مکروہ ہے اور جب قطن و کتان کا باہمی معاملہ کیا جائے تو نقد میں تو ایک کے عوض دو میں کوئی مضائقہ نہیں ہے البتہ ادھار میں مکروہ ہے۔ اور جب قطن و کتان سے کپڑے تیار کئے جائیں تو ایک کے عوض دو کپڑوں میں نقد ہو یا ادھار کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور قطن و کتان کے کپڑے صوف کے عوض نقد ادھار پر فروخت کیے جائیں تو نقد و ادھار میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر حیوان کا سودا کیا جائے تو ایک کے عوض دو میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر چہ دونوں کی اصل ایک ہو البتہ ادھار پر مکروہ ہے۔ اور اگر حیوان کی اصل الگ الگ ہو تو نقد ایک کے عوض دو جائز ہے۔ اور ادھار میں مکروہ ہے اور اگر حیوان کسی اور ساز و سامان کے عوض فروخت کیا جائے تو نقد سامان مؤخر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر سامان نقد ہو اور حیوان ادھار ہو تو مکروہ ہے۔ اور اگر تم کوئی حیوان کسی حیوان کے عوض مع ایک درہم کی زیادتی کے یا مع کچھ سامان کے فروخت کرو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر حیوان نقد اور درہم ادھار ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ایک گھر دو گھر کے عوض یا زمین کی ایک جریب دو جریبوں کے عوض نقد فروخت کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ ادھار پر مکروہ ہے۔ (الفروع)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر تیل کے عوض گھی فروخت کیا جائے دو کے عوض ایک تو؟ فرمایا: نقد میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۱۱۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر دو حیوان ایک حیوان کے عوض فروخت کیے جائیں تو؟ فرمایا: جب قیمت مقرر کر دو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۱۲۔ ابن مسکان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ تو میرے گھوڑے کا اپنے گھوڑے سے تبادلہ کرے تو میں تمہیں کچھ زیادہ بھی دوں گا؟ فرمایا: ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ بلکہ یوں کہے کہ تو اپنا گھوڑا مجھے اس اس چیز کے عوض دے اور میں تمہیں اپنا گھوڑا اس چیز کے عوض دوں گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۱۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی حیوان مع نقد چند درہم کے حیوان کے عوض ادھار پر خریدا جائے تو؟ فرمایا: جب ہر دو فریق راضی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶، ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۸

اگر شرط کے بغیر قرض کے ہمراہ کچھ اضافہ دیا جائے تو اس کا لینا جائز ہے اور اگر پیشگی اضافہ کی شرط مقرر کی جائے تو پھر حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن ابراہیم اپنی تفسیر میں باسناد خود جعفر بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سود کی دو قسمیں ہیں ایک قسم حلال ہے اور دوسری حرام، حلال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو اس لالچ پر قرض دے کہ وہ ادائیگی کے وقت کچھ زیادہ واپس کرے مگر شرط مقرر نہ کرے۔ اور اگر مقروض بوقت ادائیگی کچھ زیادہ دے تو اس کا لینا مباح ہے مگر قرض دینے والا عنداللہ ماجور مثاب نہیں ہوگا۔ اور یہی قول خداوندی ہے: ﴿فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ کہ وہ خدا کے ہاں نہیں بڑھے گا۔ اور حرام سود یہ ہے کہ آدمی کسی کو کچھ قرضہ دیتے وقت مقروض سے یہ شرط مقرر کرے کہ وہ اس سے زیادہ واپس کرے گا یہ سود حرام ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد دین (باب ۱۹، ۶) میں اور بیع صرف (باب ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۹

کپڑے کا سوت کے عوض فروخت کرنا اگرچہ کم وبیش ہو جائز ہے اور روٹی اور بادام کا گن کر قرض لینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر سوت کپڑے کے عوض فروخت کیا جائے جب کہ سوت کا وزن کپڑوں سے زائد ہو تو؟ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: عنوان میں مذکور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۹ از آداب تجارت میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب الدین باب ۲۱ میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲۰

سود سے اس طرح گلوخلاصی ممکن ہے کہ ناقص کے ہمراہ دوسری جنس سے کچھ بڑھا دیا جائے یا کوئی اور چیز خرید کر لی جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں کان میں داخل ہوتا ہوں اور جو ہر کو مٹی سمیت درہم و دینار کے عوض فروخت کرتا ہوں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں درہم کے عوض درہم بیع صرف کرتا ہوں اور غلہ کو چاندی کے عوض اور چاندی کو غلہ کے عوض قرار دیتا ہوں تو؟ فرمایا: جب ان کے ہمراہ سونا بھی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ سوال و جواب عمار بن موسیٰ ساباطی (واقفی) کے سامنے بیان کیا تو اس نے کہا کہ ان کے والد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے بھی اسی طرح مجھ سے بیان کیا تھا پھر مجھ سے کہا یہ دینار کس طرف ہوں گے؟ میں نے کہا: مجھے کچھ معلوم نہیں۔ عمار نے کہا کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ وہ ناقص مال کے برابر ہوں گے۔ (التہذیب)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب درہم کا درہم سے معاملہ کیا جائے تو درمیان میں کچھ کمی بیشی ہو تو؟ فرمایا: اگر درمیان تانبا یا سونا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب ابن ادریس حلی اپنی کتاب سرائر کے آخر میں کتاب مسائل الرجال کے حوالہ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ طاہر نے ان کی خدمت میں مکتوب ارسال کر کے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص دوسرے کو کچھ مال دیتا ہے کہ وہ اسے بیس درہم کے عوض فروخت کر دے چنانچہ وہ ایسا کرتا ہے اور اس طرح سال گزر جاتا ہے اور اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا اور وہ اسے کچھ اور مال کے عوض فروخت کر دیتا ہے تو؟ امام نے جواب میں لکھا کہ بیع و شرا کا معاملہ جو لوگ کرتے ہیں وہ حلال ہے اور جو وہ نہیں کرتے وہ سود ہے۔ (سرائر ادریس حلی)

۴۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: یا علیؑ! عنقریب لوگ مال کے بیع میں ابتلا و آزمائش میں ڈالے جائیں گے (یہاں تک کہ فرمایا) کہ وہ جھوٹے شبہات سے حرام کو حلال قرار دیں گے۔ وہ شراب کو نبیذ کہہ کر اور حرام (رشوت) کو ہدیہ کہہ کر اور سود کو خرید و فروخت کہہ کر حلال قرار دیں گے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (آخری بات) اس صورت پر محمول ہے کہ ایک قسم کی دو چیزوں کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کیا جائے اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۶ از صرف میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

صرف (سونے اور چاندی) کی خرید وفروخت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اکیس (۲۱) باب ہیں)

باب ۱

چاندی کی چاندی کے ساتھ اور سونے کی سونے کے ساتھ خرید و قیمت میں تفاوت حرام ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر کے باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاندی کا چاندی کے ساتھ اور سونے کا سونے کے ساتھ بیع وشرا میں برابر ہونا واجب ہے۔ اس میں کمی یا زیادتی جائز نہیں ہے۔ اور جو زیادتی کرے گا یا جس کیلئے زیادتی کی جائے گی وہ دوزخ میں جائے گا۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ ولید بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض فروخت کئے جائیں تو ان میں زیادتی کرنا سود ہے جو منکَر ہے اور وہ منکر سود ہے۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو درہم ایک درہم کے عوض فروخت نہ کرو اور بیع صرف سے منع فرمایا اور فرمایا جس کے پاس کچھ درہم ہوں اسے چاہیے کہ ان کی قیمت کے عوض جو مال و متاع چاہے فروخت کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مناہی میں سونے کی سونے سے زیادتی کے ساتھ فروخت کرنے کی مناہی فرمائی مگر یہ کہ برابر برابر ہو۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اگر ایک درہم ایک درہم نقد کچھ قلعی کے عوض فروخت کیا جائے تو؟ فرمایا: قلعی (کی زیادتی) باطل ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر عمومی دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵، ۲۲ از مما

یکتسب بہ میں) اور (باب ۶، ۱۳، ۱۷، ۳۰ از ربا میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد باب ۱۵ و ۱۸ میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۲

بیع صرف کی صحت میں باہمی قبض واقباض شرط ہے اگرچہ بذریعہ وکیل ہو۔ اور اگر اس سے قبل دونوں جدا ہو جائیں تو یہ بیع وشرا باطل ہو جائے گی۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دینار دے کر دوسرے سے درہم خریدتا ہے اور وہ ان (دراہم کو) تولتا ہے پرکھتا ہے اور قیمت کا حساب کرتا ہے کہ وہ کتنے دینار کے برابر بنتے ہیں۔ پھر بائع سے کہتا ہے کہ اپنے غلام کو میرے ہمراہ بھیجو تا کہ میں اسے دینار دوں تو؟ فرمایا: دینار کا قبضہ لینے تک میں اس کی جدائی پسند نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ دونوں ایک ہی (وسیع وعریض) گھر میں رہتے ہیں اور ان کے مکان قریب قریب ہیں۔ اور یہ (قبض واقباض) ان پر شاق ہے! فرمایا: جب وہ (خریدار) ان درہموں کے تولنے اور پرکھنے سے فارغ ہو تو جس غلام کو دینار لینے کے لیے بھیجنا تھا اسے ہی وکیل بنا دے تا کہ وہی معاملہ کرے اور جا کر چاندی (درہم) دے کر سونا (دینار) وصول کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص سونے کے عوض چاندی نہ خریدے مگر دست بدست اور کوئی شخص سونا نہ خریدے چاندی کے عوض مگر دست بدست۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں صیرفی کے پاس درہم لے جاتا ہوں تا کہ ان کے عوض دینار خریدوں پس وہ ان کو میرے لیے میرے حق سے بھی زیادہ تولتا ہے پھر میں اس سے اسی جگہ ان کے عوض درہم خریدتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر اپنے حق سے کم تر نہ تول۔ (الفروع)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص میرے پاس چاندی لاتا ہے اور میں اس کو دیناروں کے عوض خرید لیتا ہوں مگر مصروفیت کی وجہ سے نہ اسے تولتا ہوں اور نہ پرکھتا ہوں۔ اور نہ ہی کمی بیشی کا خیال کرتا ہوں یہاں تک کہ اسے دینار دیدیتا ہوں (پھر متوجہ ہونے کے بعد) اس سے کہتا ہوں تیرے میرے درمیان کوئی بیع وشرا نہیں ہوئی میں اس بیع کو ختم کرتا ہوں تیری چاندی میرے پاس اور میرے دینار تیرے پاس قرض ہے۔ کل آنا پھر بیع وشرا کریں گے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ سونے کا چاندی کے دو برابر بیع وشرا کرنا دست بدست جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۶۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چاندی کے عوض سونا یا سونے کے عوض چاندی خریدو تو جدا ہونے سے پہلے قبض کرلو اور اگر وہ کوئی دیوار پھلانگ جائے تو تم بھی اس کے ساتھ دیوار پھلانگ جاؤ۔ (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص سے ایک دینار خریدا اور اس کے نصف سے کچھ سامان خریدا اور نصف سے چاندی خریدی فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر سوال کیا کہ اگر اس کے نصف سے چاندی یا کچھ سامان خرید لے اور باقی نصف چھوڑ جائے تا کہ بعد میں آکر اس کی عوض چاندی یا کچھ اور سامان خرید کر لے جائے گا تو؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کچھ چھوڑوں جب تک تمام وصول نہ کروں۔ لہٰذا تم ایسا نہ کرو۔ (التہذیب الفروع)

۸،۹۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص دینار کے عوض درہم ادھار پر فروخت کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (التہذیب الاستبصار الفقیہ)

نوٹ:۔ اسی طرح عمار سے تین چار روایتیں مروی ہیں جن سے ایک دینار کے تیس یا چالیس یا ایک سو یا اس سے کم وبیش درہم کے عوض ادھار پر فروخت کرنے کا جواز ظاہر ہوتا ہے مگر چونکہ یہ روایتیں سب سابقہ روایات کے منافی ہیں (جن میں بیع صرف کے صرف نقد پر جائز ہونے کا تذکرہ ہے) اس لیے حضرت شیخ طوسیؒ نے عمار کی وجہ سے ان روایات کو سابقہ روایات کے بالمقابل نا قابل معارضہ قرار دیا ہے (کیونکہ عمار غیر واقفی المذاہب ہے)۔

۱۰۔ محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کو مکتوب ارسال کیا جس میں یہ تذکرہ کیا تھا کہ ہمارے خاندان کی ایک عورت نے وصیت کی تھی کہ آپ کی خدمت میں تیس دینار پہنچائے جائیں اور اس کے دینار میرے پاس تھے جو اس وقت موجود نہ تھے میں بعض سناروں کے پاس گیا کہ مجھے ادھار پر کچھ دینار دے دو چنانچہ میں ہر دینار کے عوض چھبیس درہم ادا کروں گا چنانچہ میں نے دوسو ساٹھ درہم کے عوض اس سے دس دینار لیئے۔ جو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا ”دینار پہنچ گئے ہیں“۔ (الاستبصار، التہذیب)۔ (چونکہ یہ روایت بھی سابقہ روایات کے منافی ہے اس لیے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس میں یہ کوئی صراحت نہیں ہے کہ امام نے فرمایا ہو کہ راوی نے ٹھیک کام کیا ہے۔

(اس میں تو صرف دیناروں کی وصولی کی اطلاع مرقوم ہے وبس)۔

باب ۳

جس شخص نے کسی سے دینار لینے ہوں تو ان کے عوض درہم لے سکتا ہے اور اس کے برعکس جس نے کسی سے درہم لینے ہوں اس سے دینار لے سکتا ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرے ایک شخص کے ذمہ کچھ دینار ہیں؟ فرمایا: اگر ان کے عوض تم درہم لے لو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی سے خاص مدت تک چند معین درہم لینے تھے جب وہ مدت آگئی تو اس شخص کے پاس درہم موجود نہ تھے اس نے کہا کہ بیع کی قیمت کے حساب سے مجھ سے دینار لے لو تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی سے چند دینار لینے تھے اس نے اسے کسی اور شخص کے حوالہ کیا (جس سے اس نے لینے تھے) آیا وہ اس سے دینار کی قیمت کے علاوہ درہم لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرے والد ماجد نے ایک شخص سے زمین خریدی اور اس سے شرط مقرر کی کہ وہ اسے اس طرح چاندی دیں گے کہ ایک دینار دس درہم کا ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد کتاب الضمان وغیرہ میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب کسی شخص کے کسی کے ذمہ کچھ درہم ہوں اور وہ اسے حکم دے کہ وہ اسے دینار سے بدل دے یا اس کے برعکس کسی کے کسی کے ذمہ دینار ہوں اور وہ اسے حکم دے کہ وہ انہیں درہم سے بدل دے اور ان کا ریٹ بھی مقرر کر لے تو جب دوسرا شخص اسے قبول کر لے تو جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے کچھ کھرے درہم لینے ہیں وہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ

آج کل کھرے درہموں کا ریٹ کیا ہے؟ تو میں اسے بتاتا ہوں کہ اس قدر ہے پھر وہ مجھ سے کہتا ہے کہ آیا تمہارے پاس میرے چند ہزار کھرے درہم نہیں ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ ہاں ہیں۔ اس پر وہ مجھ سے کہتا ہے کہ تم انہیں دیناروں سے تبدیل کر کے میرے لیے لکھ دو۔ تو یہ معاملہ کیسا ہے؟ فرمایا: اگر تم نے اس کو اس کا بھاؤ انتہا تک پہنچا دیا تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے میں نے عرض کیا۔ میں نے اس دن نہ درہموں کو تولا اور نہ ہی پرکھا، بس یونہی میرے اور اس کے درمیان (رسمی سی) بات چیت ہوگئی تو؟ فرمایا: کیا درہم اور دینار تمہارے ہی پاس نہیں تھے؟ عرض کیا۔ ہاں! فرمایا: پھر کیا مضائقہ ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے کچھ درہم لینے ہیں تو میں اس کے پاس جا کر اسے کہتا ہوں کہ انہیں دیناروں سے تبدیل کردو۔ مگر میں کوئی چیز اپنے قبضہ میں نہیں لیتا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر عرض کیا میں نے کسی سے کچھ دینار لینے ہیں اور میں اس کے پاس جا کر کہتا ہوں کہ انہیں درہموں سے تبدیل کردو۔ اور میرے حساب میں درج کردو مگر میں خود قبضہ نہیں لیتا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی سنار سے سو دینار لینے ہیں اور سنار نے اس سے ایک ہزار درہم لینے ہیں تو دونوں اسی پر مک مکا کر لیتے ہیں۔ (سو دینار عوض ایک ہزار درہم) فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

باب ۵

جب کوئی شخص کسی سے بیع صرف کرنے اور اس کے حق سے زیادہ مال اسے دے دے تاکہ وہ تول کر لے لے تو یہ بیع و شرا اور قبضہ درست ہے اگرچہ مجلس بیع میں نہ تولا جائے اور نہ پرکھا جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس کچھ درہم لے کر آتا ہے اور میں اس سے کچھ دیناروں کے عوض خرید لیتا ہوں اور اسے ایک تھیلی دیتا ہوں جس میں اس کے درہموں سے زیادہ دینار ہیں اور اس سے کہتا ہوں کہ اس میں سے تمہارے درہموں کے عوض اتنے دینار تمہارے ہیں (اور باقی میرے) چنانچہ وہ تھیلی مجھ سے لے لیتا ہے اور پھر مجھے واپس لوٹاتے ہوئے کہتا ہے کہ اسے میرے لیے اپنے پاس رکھ لو تو؟ فرمایا: اس میں اس کے درہموں کے برابر دینار ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخوداسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دینار کے عوض میرے ہاں چاندی فروخت کرتا ہے اور میں اس کی چاندی اور اپنے دینار تول کر فارغ ہو جاتا ہوں باقی کچھ کام نہیں رہتا ماسوا اس کے کہ اس کی چاندی میں کچھ کھوٹ ہے اور وہ مجھ سے کہتا ہے کہ اسے رکھ لو۔ اور جس قدر کھوٹ نکلے اسے واپس کردے (اس کی جگہ اچھی لے لے) تو فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر یہ پرکھنا ایک دو دن سے زیادہ موخر نہ ہو۔ کیونکہ یہ بیع صرف ہے میں نے عرض کیا اگر (پرکھتے وقت) کھوٹ کی نسبت اس میں عمدگی غالب نظر آئے تو؟ فرمایا یہ احتیاط ہے اور یہ مجھے زیادہ پسند ہے (کہ کھوٹ کم نکالا جائے) (التہذیب، الفروع)

۳۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں کتاب المشیخہ کے حوالہ سے جعفر بن حیان صیرفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے جو دینار دے کر مجھ سے درہم خریدتا ہے میں اسے ایک تھیلی نکال کر دیتا ہوں جس میں دس ہزار درہم ہیں وہ درہموں کو دیکھتا پرکھتا ہے اور میں اس سے بھاؤ طے کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میں ان میں سے پانچ ہزار درہم تمہارے ہاتھ اس ریٹ پر یعنی پانچ سو دینار کے عوض فروخت کرتا ہوں! اور وہ اس پر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے۔ اور مجھے ایک تھیلی دیتا ہے جس میں چھ سو دینار ہیں جسے میں اپنے قبضہ میں لے لیتا ہوں۔ وہ مجھ سے کہتا ہے کہ ان (چھ سو دینار میں سے) پانچ سو دینار تمہارے ہیں جو تمہارے پانچ ہزار درہموں کی قیمت ہیں (اور باقی ایک سو میرا ہے)۔ پس میں تھیلی پکڑ لیتا ہوں اس مجلس میں کہ وہ میرے درہموں کو نہ پرکھتا ہے اور نہ تولتا ہے۔ اور نہ ہی میں اس کے دیناروں کو پرکھتا ہوں اور نہ ہی تولتا ہوں! اس کے بعد وہ میرے پاس آتا ہے اور میں تولتا ہوں اور پرکھتا ہوں؟ فرمایا: جو تھیلی تو نے اسے دی تھی آیا اس میں پانچ ہزار درہم تھے؟ اور جو تھیلی اس نے تمہیں دی تھی اس میں پانچ سو دینار تھے؟ عرض کیا ہاں! بلکہ (دونوں تھیلیوں میں) حق سے کچھ زیادہ مقدار تھی! فرمایا: پس پھر اس معاملہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷) از احکام عقود میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جب ایک چیز کے سودے میں تفاوت ہو تو ضروری ہے کہ ناقص کے ساتھ کسی غیر جنس کا ضمیمہ ہو اگرچہ کم ہی ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے صرف کے متعلق سوال کیا؟ کہ بعض اوقات رفقاء کار جلدی کرتے ہیں اور نکل پڑتے ہیں اس لیے ہم دمشقی اور بصری (درہم) پر قدرت نہیں رکھتے جبکہ نیشاپور میں، دمشقی اور بصری چلتے ہیں! امام نے پوچھا یہ رفقاء کار کون ہیں؟ عرض کیا کہ کچھ لوگ (کاروبار کے لیے) اکٹھے نکلتے ہیں اور جب جلدی ہو تو پھر دمشقی و بصری (دستیاب نہیں ہوتے بس ہم نے کچھ غلہ بھیجا تو انہوں نے ایک ہزار پچاس درہم کے عوض صرف ایک ہزار وصول کیا۔ امام نے فرمایا اس میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے۔ ان میں کچھ سونا کیوں شامل نہیں کر دیتے؟ میں نے عرض کیا کہ اگر میں ایک ہزار درہم اور ایک دینار دو ہزار درہم کے عوض خریدوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے میرے والد اہل مدینہ پر مجھ سے زیادہ جری تھے۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ یہ تو (ربا سے) فرار ہے اگر ایک شخص ایک دینار لے جائے تو اسے ایک ہزار کون دے گا؟ اور اگر کوئی ہزار درہم لائے تو اسے ہزار دینار کوئی نہیں دیتا تو امام جواب میں فرماتے تھے کہ حرام سے حلال کی طرف فرار کرنا بہترین چیز ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر ایک ہزار ایک درہم کو ایک ہزار درہم اور دو دیناروں کے عوض فروخت کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ جب درمیاں میں دو دینار یا کم وبیش آجائیں تو پھر اس معاملہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ سوید بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک بار میرے والد ماجد نے مجھے ایک ہزار درہم کی تھیلی دے کر ایک عراقی صراف کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ میں اس سے کہوں کہ وہ انہیں فروخت کر کے اس کے عوض قیمت وصول کرے اور اس سے ہمارے لیے مدنی درہم خریدے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ یا تو مذکورہ بالا صورت پر محمول ہے (کہ ناقص کے ساتھ کسی اور جنس کا اضافہ کیا جائے) یا پھر اس صورت پر محمول ہے کہ جب دونوں کا وزن برابر ہو۔

۴۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کسی صراف کے پاس کچھ درہم لے کر جاتا ہے تاکہ ان کا ان سے اعلیٰ قسم کے ساتھ تبادلہ کرے اور اس سے گفتگو کرتا ہے اور کچھ اضافے کے ساتھ فروخت کرتا ہے تو؟ فرمایا: کیا ان کا یہ معاملہ باہمی رضامندی سے نہیں ہے؟ عرض کیا: ہاں فرمایا پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت کو شامل ہے کہ جب زائد مقدار کو کسی دوسری جنس کے عوض فروخت کیا جائے۔

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ درہموں کو درہموں کے عوض

فروخت کرنا جب کہ ایک طرف مقدار زیادہ ہو تو؟ فرمایا جب درمیان میں تانبہ یا سونا (کی کچھ مقدار ناقص کے ہمراہ ہو) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ از ربا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱، ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۷

ایک جنس کی باہم خرید وفروخت وزن میں برابری واجب ہے اگرچہ ایک قسم اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو اور کسی بیع میں صرف کی یا بیع صرف میں کوئی شرط مقرر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کوفی درہم شامی درہم کے ساتھ برابر برابر تبدیل کرنا چاہتا ہے مگر صراف کہتا ہے کہ میں اس وقت اس طرح تبادلہ نہیں کرونگا جب تک تم کوفی درہم کا غلہ سے تبادلہ نہ کرو۔ امام نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے ہم نے عرض کیا کہ صراف نے اس طرح مطالبہ کر کے غلہ سے کوفی کی برتری چاہی ہے! فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں میرے والد ماجد نے کچھ زمین خریدی اور مالک نے شرط مقرر کی کہ وہ اسے چاندی دینگے اس طرح ایک دینار بعوض دس درہم کے ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص شامی درہم کو کوفی درہم کے ساتھ برابر تبدیل کرتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کچھ یہاں (باقی باب ۱، ۶ میں) اور کچھ ربا (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

بیع صرف میں عوض کا ملکیت میں داخل ہونا شرط ہے اور اس کا نفع کے ساتھ فروخت کرنا بھی جائز ہے اگرچہ ادائیگی کوئی اور کرے اس میں خیار کی شرط مقرر کرنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے سوال کیا کہ صرافوں نے دینار دے کر کچھ چاندی خریدی پھر ایک نے اپنے لیے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تو کچھ نقد [illegible] میرا حصہ بھی لے لے چنانچہ اس نے ایسا کیا پھر اس (پہلے) کو خیال آیا کہ اسے کچھ نفع دے کر اپنے ساتھی کا حصہ خود خرید لے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی سے چاندی خرید کرتا ہے اس کو تولتا ہے وزن معلوم کرتا ہے پھر اس (مالک) سے کہتا ہے کہ اسے جوں کا توں اپنے پاس رکھ یہاں تک کہ میں پلٹ کر واپس آؤں اور مجھے (سودا توڑنے کا) اختیار ہوگا؟ فرمایا: اگر اس میں خیار کی شرط مقرر کر لی تھی تو وہ اسے خرید سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ از خیار میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

اس شخص کا حکم جس نے کسی سے کچھ دینار یا درہم لینے ہوں اور باہمی حساب و کتاب سے پہلے نرخ بدل جائے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس اس کے بعض ہمنشینوں کے کچھ دینار تھے جن کے عوض اس نے اپنی بعض ضروریات کے تحت چاندی لے لی اس وقت کا ریٹ ساڑھے چودہ درہم ایک دینار کے عوض تھا اور یہی ریٹ بازار میں چلتا تھا بعد ازاں اس کا ریٹ بدل گیا اور بارہ درہم بعوض ایک دینار ہو گیا آیا اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے جب کہ پہلا ریٹ ساڑھے چودہ درہم بعوض ایک دینار تھا؟ فرمایا: جب اس کے دیناروں کی مقدار کے مطابق چاندی وصول ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگرچہ ریٹ میں تغیر و تبدل بھی ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (الفروع، التہذیب) (دوسری روایت میں ہے کہ پہلے بھاؤ کے مطابق حساب کرنے)۔

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نے ایک شخص سے کچھ مال لینا تھا جس کے عوض وہ مجھے کبھی کچھ دینار دے دیتا ہے اور کبھی کچھ درہم اور جس دن وہ میرے پاس حساب بے باق کرنے کے لیے آتا ہے تو دینار کا بھاؤ بدل جاتا ہے تو کس دن کا بھاؤ معتبر سمجھا جائے گا جس دن اس نے دینار دیئے تھے اس دن کا یا جس دن حساب بے باق کیا جا رہا ہے؟ فرمایا: بلکہ اس دن کا بھاؤ معتبر سمجھا

جائے گا جس دن اس نے تمہیں دینار دیئے تھے کیونکہ تم نے اسی دن سے اس کی منفعت کو روک رکھا ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کچھ دینار لینے تھے اور وہ اس سے درہم وصول کرتا ہے (اور حساب بے باق کرتے وقت تک) دیناروں کا بھاؤ بدل جاتا ہے تو؟ فرمایا: جس دن اس نے درہم وصول کیے تھے اس دن کا بھاؤ معتبر سمجھا جائے گا۔ اور اگر اس نے درہم وصول نہیں کیے تو اس کے دینار اس کے ذمے رہیں گے وہ جس وقت چاہے گا اتنے ہی دینار وصول کرے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۰

کھوٹ والے اور ناقص درہموں کا چلانا اگر معلوم المبادلہ ہو تو جائز ہے ورنہ حقیقت حال بیان کیے بغیر جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان درہموں کے استعمال کے بارے میں سوال کیا جن پر تانبہ وغیرہ چڑھایا گیا ہو (یعنی وہ خالص چاندی کے نہ ہوں) تو فرمایا: جب لوگوں کو حقیقت حال بتادی جائے تو پھر ان کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کھوٹے درہموں کے چلانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب چاندی دو ثلث سے زائد ہو (غالب ہو کما فی الروایۃ) تو اس کے چلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ مفضل بن عمر جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ انکے سامنے کچھ درہم لاکر ڈالے گئے آپ نے ان سے ایک درہم میری طرف پھینکا اور فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ "ستوق" ہے فرمایا: ستوق کیا (بلا) ہے؟ عرض کیا دو حصے چاندی ایک حصہ تانبہ پھر ایک حصہ چاندی، فرمایا: اسے توڑ دو کہ اس کی بیع وشرا اور چلانا جائز نہیں ہے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب معلوم المبادلہ نہ ہو اور نہ ہی لوگوں میں رائج ہو کہ اس صورت میں حقیقت حال بیان کیے بغیر اس کا چلانا جائز نہیں ہے نیز اس کے کراہت پر محمول کرنے کا بھی احتمال ہے۔

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بجستان کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے ہاں کچھ درہم ہیں جن کو "شاہیہ" کہا جاتا ہے کہ ان پر دو دانق (ایک تہائی) کے برابر (تانبہ وغیرہ) چڑھایا جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر رائج ہیں تو ان کے چلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالرحمن بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چند درہم کے عوض کوئی چیز خریدتا ہوں اور پھر ادائیگی کے وقت وہ درہم ادا کرتا ہوں جن کی میں ایک دو دانوں کے برابر نقص (کھوٹ) ہوتا ہے تو؟ فرمایا: جب تک حقیقت حال بیان نہ کرو اس وقت تک ایسا نہ کرو۔ پھر فرمایا: مگر یہ کہ وہ ان دراہم اوضاحیہ کی مانند ہوں جو کہ ہمارے ہاں رائج ہیں۔

۶۔ جعفر بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ ان دراہم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جن کے بارے میں میں جانتا ہوں کہ وہ مسلمانوں میں رائج تو ہیں مگر کم قیمت پر کسی شخص سے کسی طرح بغیر کی کے مجھے مل جاتے ہیں مگر میں عمدہ سمجھ کر لے لیتا ہوں (اور بعد میں حقیقت حال کا انکشاف ہوتا ہے) کیا میرے لیے جائز ہے کہ جس طرح مجھے ملے ہیں اسی طرح میں (چپکے سے) دوسروں میں چلا دوں؟ آپ نے جواب میں لکھا یہ جائز نہیں ہے نیز میں نے لکھا کہ اگر اس قسم کے درہم جو مجھے موصول ہوئے ہیں اگر میں بن بتائے اس کے مالک کو واپس کر دوں یا اس کے علم میں لائے بغیر انہیں تبدیل کر لوں تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کھوٹے درہموں کے چلانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جو اہل بلد میں چلتے ہیں ان کا چلانا جائز ہے۔ اور جو اہل بلد میں نہیں چلتے ان کا چلانا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

باب ۱۱

جب ملاوٹ والی چاندی کے کھوٹ کی مقدار معلوم نہ ہو تو اس کی فروخت صرف سونے کے ساتھ اور اسی طرح مجہول المقدار ملاوٹ والے سونے کی فروخت چاندی کے سوا جائز نہیں ہے۔ اور جب سونا چاندی یا ان کی مٹی جمع ہو اور مقدار کا علم نہ ہو تو ان کی بیع و شرا کسی ایک کے ساتھ جائز نہیں ہے بلکہ دونوں سے جائز ہوگی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس کھوٹی چاندی کی خریداری جس میں قلعی اور تانبہ کی اس طرح ملاوٹ ہو کہ ہر دس درہم میں سے دو تین کم ہو جائیں خالص چاندی کے عوض جائز ہے؟ فرمایا: سوائے سونے کے عوض جائز نہیں ہے؟ پھر سوال کیا کہ اس سونے کی خریداری جس میں چاندی، پارہ اور مٹی کی ملاوٹ ہے خالص سونے یا چاندی کے عوض جائز ہے؟ فرمایا: اس کی خریداری صرف چاندی کے عوض کرو۔ (التہذیب، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ عبداللہ کے غلام عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا اس سونے کی خریداری جس میں چاندی کی آمیزش ہو سونے کے عوض جائز ہے؟ فرمایا: دینار اور چاندی (ہر دو) کے ساتھ جائز ہے۔ (التہذیب)

۳۔ عبداللہ کے غلام ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس جوہر کے بارے میں سوال کیا جو کان سے نکالا جائے جس میں سونے اور چاندی اور پیتل کی آمیزش ہو اسے کس طرح خریدا جائے۔ فرمایا: اسے سونے اور چاندی ہر دو کے عوض خریدو۔ (الفروع، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الربا (باب ۳) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۲

درہم اور دینار کے قرضہ کی ادائیگی ان سے عمدہ اور اعلیٰ درہم و دینار سے اور زیادہ مقدار سے کرنا جائز ہے۔ اور قرض لینا بھی روا ہے بشرطیکہ پہلے شرط مقرر نہ کی ہو۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود خالد بن حجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نے ایک شخص سے سو درہم لینے تھے اور اس نے تول کر ادا کئے (جو زیادہ بنتے ہیں) تو؟ فرمایا: جب تک پہلے شرط مقرر نہ کی جائے تب تک کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ فرمایا: سود شرطوں کی وجہ سے لازم آتا ہے اسے شرطیں حرام قرار دیتی ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سفید درہم شمار کرکے قرض لیتا ہے اور (اپنی خوشی سے) ادائیگی سیاہ درہموں سے کرتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ ان کا وزن زیادہ ہے۔ اور اگر اس (قرض دینے والے) کو عمدہ دیئے جائیں تو اس کا نفس خوش ہوتا ہے تو؟ فرمایا: جب تک پیشگی شرط نہ ہو۔ تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر وہ (زائد مقدار) اسے ھبہ کر دے تو زیادہ بہتر ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳ ابوالربیع بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کو چند درہم قرضہ دیئے اور اس نے ادائیگی کے وقت اپنی خوشی نے ان سے اعلیٰ ادا کیے، اور دونوں کو علم تھا کہ قرضہ دینے والے کی نیت یہی تھی تا کہ اسے اعلیٰ ملیں۔ (مگر زبانی شرط مقرر نہیں کی تھی)؟ فرمایا: جب مقروض اپنی خوشی سے ایسا کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ ابومریم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا ﷺ کے ذمہ کوئی چیز ہوتی تھی تو آپ اعلیٰ چیز سے ادائیگی فرماتے تھے۔ (الفروع)

۵۔ عبدالرحمٰن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں میں نے عرض کیا کہ ایک شخص کسی سے شمار کرکے چند درہم قرضہ لیتا ہے مگر دیتا تول کر ہے یا لیتا تول کر ہے دیتا شمار کر کے ہے تو؟ فرمایا: جب تک پیشگی شرط نہ ہو تب تک کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اس میں فضیلت ہے۔ (پھر فرمایا) میرے والد بزرگوار کھوٹے اور ردی درہم قرضہ لیتے تھے اور جب ان کو اعلیٰ قسم کے درہم ہاتھ لگتے تو فرماتے: بیٹا! یہ قرض خواہ کو ادا کرو۔ میں عرض کرتا بابا جان! اس کے درہم تو ردی تھے اور یہ اعلیٰ ہیں؟ تو فرماتے بیٹا! یہی تو فضیلت ہے اُسے دیدو۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ عبدالرحمٰن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور میں اس کے لیے کچھ ساز وسامان خریدتا ہوں اور قیمت کی ادائیگی کا میں ضامن ہوتا ہوں پھر وہ شخص میرے پاس (عمدہ) درہم لاتا ہے جنہیں میں اپنے پاس رکھ لیتا ہوں اور اسے ادنیٰ درجے کے درہم سے ادئیگی کر دیتا ہوں تو؟ فرمایا: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ شخص ہنوز قیمت ادا نہیں کرتا کہ سامان بیچنے والا جلدی مطالبہ کرتا ہے۔ اور تمہیں اپنے پاس سے قیمت ادا کرنا پڑتی ہے کیونکہ تم ضامن ہو) اس لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد ابزاری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی قرضہ دے کر اس سے اعلیٰ وصول کرو جو کسی اور زمین سے حاصل ہو۔ (یعنی پیشگی شرط مقرر کرکے ورنہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کما تقدم)۔ (التہذیب)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود شہاب بن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ سوال کیا تو آپ نے فرمایا: کوئی بیع سلف کرے گا؟ بعض مسلمان بولے: ہاں! ہم کریں گے۔

فرمایا: اسے چار وسق کھجور دے دو۔ چنانچہ اس نے دے دی مگر بہت جلد وہ شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کھجور کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا: جب ہونگی تو دے دوں گا۔ الغرض وہ چار بار حاضر ہوا اور تقاضا کیا آپ نے ہر بار فرمایا کہ جب ہونگی تو دے دوں گا۔ بالآخر اس نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے بہت بار کہا کہ جب ہوں گی تو دے دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا: کوئی ہے جو بیع سلف کرے! ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور عرض کیا: میرے پاس ہے۔ فرمایا: کس قدر ہے؟ عرض کیا: جس قدر چاہیں! فرمایا: اسے آٹھ وسق دے دو۔ اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے تو صرف چار وسق ہیں۔ فرمایا: چار اور سہی۔ (الفروع، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد باب سلف (باب ۹) اور باب الدین وغیرہ میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

باب ۱۳

خالص درہم کا کھوٹے کے ساتھ تبادلہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ کھوٹے والا ایک انگوٹھی بنا کر دیگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح الکنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سنار سے کہتا ہے کہ تو مجھے ایک انگوٹھی بنا دے میں تمہیں کھوٹے درہم کے عوض خالص درہم دے دوں گا۔ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع عمومی طور پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

کسی ایک سرزمین میں کچھ درہم قرضہ دینا اور کسی اور سرزمین پر قبضہ کی شرط لگانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص بیع سلف کے طور پر کسی سے چاندی کا تبادلہ کرتا ہے اگر یہ شرط لگاتا ہے کہ وہ کسی اور سرزمین پر قبضہ دے گا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مکہ میں کسی سے درہم لے اور اپنی مہر کے ساتھ لکھ دے کہ وہ ادائیگی کوفہ میں کرے گا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے کو کچھ درہم دیتا ہے اور شرط مقرر کرتا ہے کہ وہ دوسری سرزمین پر سیاہ درہم لے گا اور وہ بھی تول کر، تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے درہموں کی بیع سلف کرتا ہے اور شرط یہ مقرر کرتا ہے کہ وہ کسی دوسری سرزمین پر درہم گن کر دے گا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۹ از خیار میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس شرط کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵

ان چیزوں کی خرید و فروخت کا بیان جو سونے اور چاندی سے بنی ہوئی ہوں یا ان دونوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے مزین ہوں۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے ان تلواروں کے سونے کے عوض ادھار پر بیچنے کے بارے میں سوال کیا جو چاندی سے مزین ہوں؟ فرمایا: لوگوں کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس طرح ادھار پر فروخت کرنا تو یقیناً سود ہے۔ البتہ اگر اختلاف ہے تو نقد بہ نقد میں ہے۔ راوی نے عرض کیا تو کیا وہ نقد درہموں کے عوض فروخت کرے؟ فرمایا: میرے والد ماجد فرماتے تھے کہ اگر ان (درہموں کے) ہمراہ کچھ اور مال و متاع بھی ہو تو مجھے زیادہ پسند ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر ان درہموں کی مقدار اس چاندی سے زیادہ ہو جو تلواروں میں ہے تو؟ فرمایا: اس طرح کون احتیاط کرتا ہے؟ راوی نے عرض کیا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اس مقدار کو جانتے ہیں؟ فرمایا: اگر وہ جانتے ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے ورنہ اگر اس کے ہمراہ کچھ اور مال و متاع بھی کر دیا جائے تو مجھے زیادہ پسند ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے کچھ درہم لینے ہیں اور وہ مجھے (چاندی کی) سرمہ دانی دے دیتا ہے؟ فرمایا: چاندی تو چاندی کا معاوضہ

باب ۱۶

زرگری میں سونے اور چاندی کی مٹی کا سونے چاندی کے عوض یا کسی اور چیز کے عوض فروخت کرنا اور پھر اس قیمت کا صدقہ کر دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود علی بن میمون صائغ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (سونے چاندی سے چیزیں بناتے وقت) جو مٹی جھڑتی ہے اگر اسے فروخت کروں تو (قیمت کو) کیا کروں؟ فرمایا: صدقہ دے دو۔ اس کا ثواب یا تمہیں ملے گا یا ان کو ملے گا جن کا سونا یا چاندی تھی۔ راوی نے عرض کیا اس مٹی میں سونا بھی ہوتا ہے۔ چاندی بھی اور لوہا بھی۔ تو کس چیز کے عوض فروخت کروں؟ فرمایا: خوراک (گیہوں وغیرہ کے عوض) فروخت کرو۔ عرض کیا اگر میرا کوئی رشتہ دار غریب و نادار ہو تو اسے دے دوں؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود علی صائغ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے ساروں کو مٹی کے بارے میں سوال کیا اور بتایا کہ ہم اسے فروخت کر دیا کرتے ہیں؟ فرمایا: کیا تم اسے اس کے مالکوں سے حلال نہیں کرا سکتے؟ عرض کیا نہیں! کیونکہ اگر انہیں بتایا تو ہمیں متہم کریں گے۔ (کہ ہم نے عمداً ایسا کیا ہے) فرمایا: پھر فروخت کرو۔ عرض کیا: کس کے عوض؟ فرمایا: اس طعام (گیہوں وغیرہ) کے عوض فروخت کرو؟ فرمایا: صدقہ دے دو اس کا ثواب یا تمہیں ملے گا یا اس کے مالکوں کو ملے گا۔ عرض کیا اگر کوئی رشتہ دار غریب ہو تو؟ فرمایا: ہاں۔ اسے دے دو۔ (التہذیب)

باب ۱۷

سیسہ کا چاندی کے عوض فروخت کرنا جائز ہے اگرچہ اس میں بھی تھوڑی سی چاندی ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا سیسہ کو چاندی کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب اس پر سیسہ غالب ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ (بن عمار) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیسہ کے بارے میں سوال کیا اور یہ کہ جب اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں کچھ چاندی بھی ہوتی ہے آیا مقررہ درہموں کے عوض اس کی بیع سلم جائز

ہوگی باقی رہا سرمہ تو وہ اس پر قرضہ رہے گا جسے وہ قیامت کے دن واپس کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابان بن عثمان محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس تلوار کے بارے میں سوال کیا گیا جو چاندی سے مزین ہو یا لوہے کی ہو مگر اس میں چاندی کا پانی چڑھا ہوا ہو اسے درہموں کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اور سونے کے عوض بھی اور فرمایا اس کا ادھار پر فروخت کرنا مکروہ ہے اور فرمایا جب قیمت اس چاندی سے جو تلوار میں ہے سے زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا اس تلوار کا جو سونا یا چاندی سے مزین ہو نقد پر فروخت کرنا کیسا ہے؟ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر سوال کیا اگر ادھار پر ہو تو؟ فرمایا: اگر اس کی چاندی کی مقدار کے برابر نقد دے دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یا اس کے ہمراہ کوئی طعام دے دے۔ (ایضاً)

۵۔ ابراہیم بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک جام ہے جس میں سونا چاندی لگی ہوئی ہے۔ میں اسے سونے یا چاندی کے عوض خرید سکتا ہوں؟ فرمایا: اگر تو اس کا سونا یا چاندی الگ ہو سکتے ہیں تو پھر جائز نہیں ہے ورنہ جائز ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود منصور صیقل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ تلوار جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو اس کا درہموں کے عوض فروخت کرنا جائز ہے؟ فرمایا: جب اس کی چاندی نقد قیمت سے کم ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی چاندی نقد سے زیادہ ہو تو پھر درست نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ نیز منصور صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا؟ کہ میں ایک تلوار خریدتا ہوں جس میں چاندی لگی ہوئی ہے جو زیادہ ہو سکتی ہے اور کم بھی؛ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب چاندی کے زیادہ ہونے کی صورت میں قیمت کے ساتھ کوئی ضمیمہ ہو یا چاندی کے علاوہ کسی اور چیز سے خریدی جائے۔

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ بعض اوقات دسترخوان، کاسا، تلوار، کمربند، زین اور لگام میں چاندی لگی ہوئی ہوتی ہے آیا ان چیزوں کو درہموں کے عوض خریدا جا سکتا ہے خواہ وہ چاندی سے زیادہ ہوں یا کم؟ فرمایا: جو چاندی ہے اسے سونے کے عوض خریدا جائے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ درہموں کے عوض۔

(قرب الاسناد، بحار الانوار)

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس (دینار) لاتا ہے اور مجھ سے درہم چاہتا ہے (کہ اسے بازار سے تبادلہ کرادوں) تو میں اسے (بازاری بھاؤ) سے کم قیمت پر (اپنے پاس سے درہم) دے دیتا ہوں تو؟ فرمایا: بے شک جو درہم تو اس کے لیے (بازار میں پاتا ہے) ان سے زیادہ سستا دے دے۔(التہذیب)

۲۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مال کو اس شرط پر بیت المال میں داخل کرتا ہوں کہ ہر ہزار سے چھ (درہم) لوں گا تو؟ فرمایا: مزدور کی اجرت علی الحساب (جائز) ہے۔(ایضاً)

باب ۲۰

اس شخص کا حکم جس نے کسی سے درہم لیے تھے مگر وہ اس طرح بے کار ہو گئے کہ اب وہ لوگوں میں نہیں چلتے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے ایک شخص کے پاس تین ہزار درہم تھے جو اس وقت چالو تھے (جب دیے تھے) مگر اب چالو نہیں ہیں؟ تو آیا میں اس سے وہی اپنے اصل درہم لینے کا روادار ہوں یا ان کا جو اس وقت چالو ہیں؟ امام نے جواب میں لکھا کہ تم اس سے وہ درہم لے سکتے ہو جو لوگوں میں چالو ہیں جس طرح تو نے وہ درہم دیے تھے جو اس وقت چالو تھے۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میں نے ایک شخص سے دس ہزار درہم لینے تھے مگر بادشاہ نے ان کو ساقط کر دیا اور ان کی جگہ ان سے اعلیٰ کوالٹی کے درہم جاری کر دیے لہٰذا آج کل وہ کم قیمت پر چلتے ہیں تو اب میں اس سے کن درہموں کے لینے کا حق دار ہوں وہ پہلے والے جو ساقط ہو گئے یا دوسرے جو رائج ہیں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا تم پہلے درہموں کے حقدار ہو۔(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)[1]

---

[1] ان دونوں حدیثوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ پہلی حدیث کے سوال میں یہ مذکور ہے کہ وہ پہلے والے درہم بالکل متروک ہو گئے ہیں تو امام علیہ السلام نے فرمایا وہ رائج الوقت درہم لے گا۔ مگر دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ پہلے والے درہم رائج تو ہیں مگر کم قیمت پر۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اصلی درہم لے گا۔ وھذا ظاھر۔ (مترجم عفی عنہ)

ہے؟ فرمایا: جب اس میں جوہر سیسہ غالب ہو یعنی عرف عام میں اسے سیسہ کہا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (ایضاً)

باب ۱۸

کھوٹ (درہم وغیرہ) جب اس کی جنس کے عوض فروخت کیا جائے تو (قیمت میں) کچھ زیادتی ہو جائے جو کھوٹ کے مقابلے میں قرار پائے اور اس کے درہم کے بجائے دینار کے عوض فروخت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس کچھ درہم آتے ہیں جن میں کچھ زیادتی (ملاوٹ) ہوتی ہے ہم انہیں پیسے کے عوض خریدتے ہیں تو؟ فرمایا: نہ بلکہ پہلے یہ دیکھو کہ زیادتی کس قدر ہے؟ لہٰذا تانبہ کا وزن کرو اور پھر چاندی کا وزن کرو اور پھر اصلی چاندی کو درہم کے عوض برابر برابر قرار دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا درہم کو درہم اور قلعی کے عوض قلعی کو فروخت کیا جائے؟ فرمایا: قلعی باطل ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ درہموں کا درہموں سے تبادلہ تول کر کیا جائے جبکہ ایک میں قلعی ہو؟ فرمایا: دہراؤ چنانچہ میں نے سوال کا اعادہ کیا: فرمایا: پھر دہراؤ میں نے پھر دہرایا، فرمایا: میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس معاملے کی صحت کی وجہ یہ ہے کہ اچھے درہموں میں جو (چاندی کی) زیادتی ہے وہ قلعی کے بالمقابل قرار پائے گی (اس طرح معاملہ جائز ہو جائے گا)

باب ۱۹

جو شخص کسی غیر کو حکم دے کہ وہ اس کیلئے بیع صرف کرے تو اگر وہ بتا کر یا متہم نہ ہونے کی صورت میں اپنے پاس سے بازار سے زیادہ سستا مال دے دے تو کراہت کے ساتھ جائز ہے اور بیت المال میں مال داخل کرنے کی اجرت لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

باب ۲۱

جب سونا کو چاندی کے عوض یا چاندی کو سونے کے عوض نقد پر فروخت کیا جائے تو کمی بیشی جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اگر دست بدست سونا دو برابر چاندی کے عوض فروخت کیا جائے تو جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر ایک ہزار ایک درہم ایک ہزار درہم اور دو دینار کے عوض فروخت کیے جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ جب درمیان میں دو دینار یا کم و بیش آگئے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمٰن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک ہزار درہم اور ایک دینار دو ہزار درہم کے عوض خریدتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ از ربا اور باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

جلد نمبر ۱۲ کا ترجمہ آج مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۹۵ء بمطابق ۵ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
بروز جمعرات دو بج کر چالیس منٹ پر ختم ہوا۔

والحمدللہ رب اللعالمین، وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ الطاھرین.

وانا الاحقر محمد حسین النجفی، مقام سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا، پاکستان